ن والقلم وما یسطرون

# مظہر الکرم

## خطباتِ حسنہ

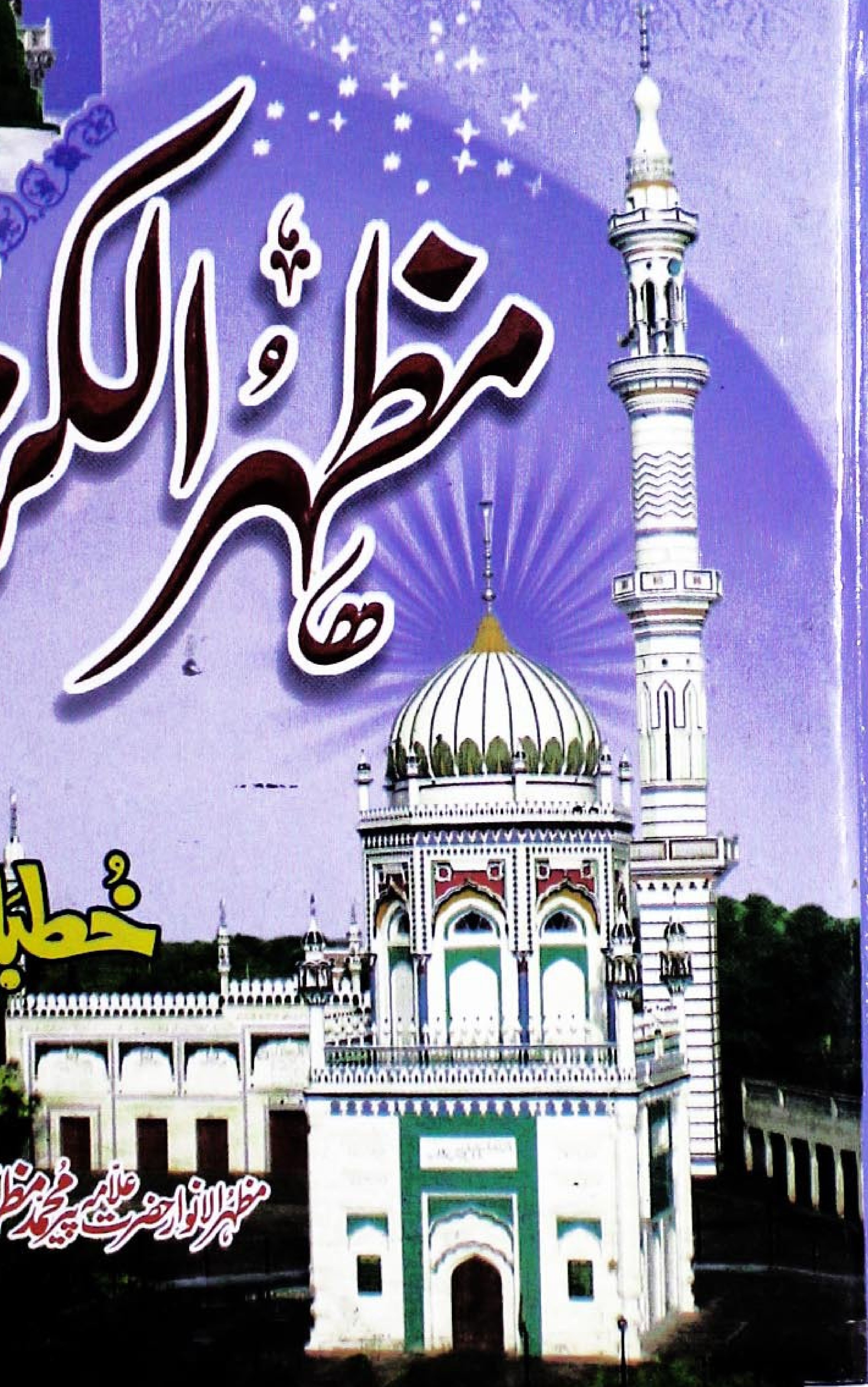


مظہر الانوار حضرت علامہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ



منگانی شریف جھنگ

قادریہ آرگنائزیشن

ن وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْن

# مظہرُ الکرم

## خُطباتِ حسنہ

مظہرُ الانوار حضرت علامہ پیر محمد مظہر حسین صاحب حنفی القادری دامت برکاتہم العالیہ

مرتب: لالہ محمد رفیق طاہر قادری

ذخیرہ محمد وقاص مجددی ال... لاہور

قادریہ آرگنائزیشن

آستانہ عالیہ منگانی شریف

چک نمبر 171 آغا نہ چک نمبر 214 تحصیل ضلع جھنگ

فون۔ 0477-011371 - 0477-000754

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یکے از مطبوعات آستانہ عالیہ منگانی شریف

جملہ حقوق محفوظ

8401
139272


| | |
|---|---|
| نام کتاب | مظہر الکرم |
| تالیف لطیف | حضرت علامہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری |
| نظر ثانی | ابوالحسن حضرت پیر محمد طاہر حسین قادری |
| ترتیب | لالہ محمد رفیق طاہر قادری |
| کمپوزنگ | ساجد امتیاز اینڈ کمپنی |
| کمپیوٹر ڈیزائننگ | ظفر اقبال ناصر الکرم کمپیوٹرز E.B/46 عارفوالا |
| منتظمِ اشاعت | محمد اکرم قادری |
| اشاعتِ اوّل | اکتوبر 2004 |
| اشاعتِ دوم | نومبر 2010 |
| ہدیہ | 270 |

ملنے کے پتے

☆ قادریہ آرگنائزیشن، دربار عالیہ منگانی شریف جھنگ۔ 03457605097

☆ قادریہ آرگنائزیشن سب آفس مکان نمبر DK319A ڈھوک کشمیریاں راولپنڈی فون 0300:95480


Marfat.com

# فہرست



| صفحہ نمبر | عنوانات | نمبر شمار |
|---|---|---|
| 6 | سلامِ شوق | 1 |
| 8 | عرضِ ناشر | 2 |
| 9 | آغازِ سخن | 3 |
| 12 | مظہرالانوار | 4 |
| 18 | تقریظ | 5 |
| 20 | پیش لفظ | 6 |
| 23 | خطبہ | 7 |
| | بابِ اوّل توحید باری تعالیٰ | ☆ |
| 26 | معارفِ اسمِ الٰہی | 8 |
| 38 | محبتِ الٰہی | 9 |
| 48 | عشقِ الٰہی | 10 |
| 57 | امانتِ الٰہی | 11 |
| 63 | رحمتِ الٰہی | 12 |
| | باب دوم اوصافِ محمد ﷺ | ☆ |
| 73 | نورِ محمد ﷺ اولین تخلیق | 13 |
| 83 | سیّدالبشر امام الانبیاء ﷺ | 14 |



Marfat.com

| نمبر شمار | عنوانات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| 15 | رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم | 93 |
| 16 | معارفِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم | 103 |
| 17 | میلادِ مُصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم | 112 |
| 18 | محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | 120 |
| 19 | ذکرِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم | 129 |
| 20 | حسنِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم | 144 |
| 21 | معراجِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم (حصہ اوّل) | 155 |
| 22 | معراجِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم (حصہ دوم) | 161 |
| ☆ | **بابِ سوم ارکانِ اسلام** | |
| 23 | زیارتِ کعبہ | 177 |
| 24 | لیلۃ القدر | 189 |
| ☆ | **بابِ چہارم تصوّف** | |
| 25 | خسارے کی زندگی | 198 |
| 26 | زندہ کون اور مردہ کون | 208 |
| 27 | غمِ انسان | 218 |
| ☆ | **بابِ پنجم خلفائے راشدین** | |
| 28 | شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ | 230 |


Marfat.com

| نمبر شمار | عنوانات | صفحہ نمبر |
| --- | --- | --- |
| 29 | شانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ | 244 |
| 30 | شانِ عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ | 259 |
| 31 | شانِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ | 268 |
| ☆ | **بابِ ششم اولیائے کاملین** | |
| 32 | حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ | 283 |
| 33 | حضور قبلہ عالم رضی اللہ عنہ | 297 |
| ☆ | **بابِ ہفتم خطباتِ اعراس** | |
| 34 | حضور قبلہ عالم منگانوی رضی اللہ عنہ | 305 |
| 35 | حضرت علامہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری | 311 |
| 36 | حضرت علامہ پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری | 331 |


Marfat.com

# سلامِ شوق

سلام اے چارہ سازِ دردمنداں
سلام اے نواؤں کے نگہباں

سلام اے مونسِ جانِ پریشاں
سلام اے غمگسارِ حالِ پنہاں ایماں

سلام اے داروءِ دردِ دل و جاں
سلام اے بندہ پرور شاہِ شاہاں

سلام اے سید و سالارِ خوباں
سلام اے قبلہ و کعبہ ایماں

سلام اے جانِ رحمت ، جانِ دوراں
سلام اے حضرتِ محبوبِ یزداں

سلام اے شہریارِ مہ جبیناں
سلام اے زینت و رونق حسیناں

سلام اے وارثِ اسلام و قرآں
سلام اے والئ ملکِ سلیماں

سلام اے یوسفِ رُخسارِ خوباں
سلام اے عیسٰیِ بیمارِ ہجراں

سلام اے خالقِ اکبر کے مہماں
سلام اے خاتمِ اوراقِ ادیاں

سلام اے جانِ عالم ، جانِ جاناں
سلام اے طالب و مطلوب رحماں

سلام اے نازشِ سروِ خراماں
سلام اے لطفِ بخشش ظِل داماں

سلام اے زینتِ ایوانِ سبحاں
سلام اے رونق و نازِ گلستاں

سلام اے سرور و سالار و سلطاں
سلام اے شاہِ عالم، شاہِ شاہاں

سلام اے سِرّ حق ، نورِ دل و جاں
سلام اے نورِ حق بر صورت انساں

سلام اے شاہِ شاہاں ، جانِ جاناں    سلام اے احمدِ مرسل مہرباں
سلامؐ اے صاحبِ عالم بہر شاں    سلام اے جلوۂ تصویرِ یزداں
سلام اے فضلِ حق ، ماہِ درخشاں    سلام اے مہر عالم ، مہر تاباں
سلام اے تاجدارِ بزم امکاں    سلام اے بادشاہِ جن و اِنساں
سلام اے گوہرِ دریائے احساں    سلام اے سرِّ بُرھاں ، جانِ بُرھاں
سلام اے افتخارِ بزمِ عرفاں    سلام اے امتیازِ عشق و ایقاں
سلام اے ہادی و ساقیٔ مستاں    سلام اے سرگروہِ بزمِ پاکاں
سلامِ اے بے سروساماں کے ساماں    سلام اے چارہ سازِ ہر مسلماں
سلام اے قلبِ شکستہ کے ارماں    سلام اے دادرس ، آمالِ حرماں
سلامِ اے تکیہ ، تولائے غریباں    سلام اے چارہ گر طاہرؔ پریشاں

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

# عرضِ ناشر

قارئین کرام............السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم نے مظہر الکرم کا پہلا ایڈیشن شائع کیا تو ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ ہماری اس کاوش کو اتنی پزیرائی ملے گئی۔طلبا،علما اور مشائخ اکرام نے نہ صرف ان خُطبات کو پڑھا بلکہ داد تحسین کے موتیوں سے بھی نوازا۔

ہمارا یہ خیال تھا کہ ہم ہر سال حضور مظہر الکرم کے خطبات کی ایک نئی جلد شائع کریں گے۔ہمارے پاس اتنا مواد بھی تھا ہر سال ایک کتاب شائع ہو سکتی تھی۔لیکن یہ ہماری کاہلی، سستی اور بے عملی ہے کہ ہم 1-11-2010 تک دوسری جلد شائع نہ کر سکے۔ اس سال نئی جلد شائع کرنے کے لیے پُر عزم ہوئے تو پہلی جلد کا ایڈیشن ناپید ہو گیا۔ اور اسکی ڈیمانڈ اتنی بڑھی کہ قبلہ حضور کو ہمیں حکم دینا پڑا کہ پہلے پہلا ایڈیشن فوری طور پر شائع کیا جائے۔سو ہم نے دوسری جلد کی اشاعت روک کر پہلی جلد کو دوبارہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ پہلی جلد کے اس دوسرے ایڈیشن میں ہم کچھ نمایاں تبدیلیاں لائے ہیں اُمید ہے کہ قارئین اکرام کو پسند آئیں گی۔دربار عالیہ سے جتنی بھی کتب شائع ہوئی ہیں انکے نام کی نسبت حضور قبلہ عالم پیر محمد کرم حسین حنفی القادری کے نام کے ساتھ ہے اس لیے ہم نے اس کتاب کا نام بھی انہی کے نام نامی سے منسوب کر کے مظہر الکرم رکھ دیا ہے۔اس کتاب کے اندر ہم نے قبلہ حضور کے چند نئے خطبات بھی شامل کیے ہیں۔اور کچھ پرانے خطبات نکال دیئے ہیں جن کی کتابت اور ترتیب صحیح نہیں تھی انشاءاللہ تصحیح کر کے دوسری جلد میں پھر شائع کریں گے۔

دُعا ہے کہ اللہ رب العزت ہماری یہ کاوش قبول فرمائے۔اور اپنے پیاروں کے فیضان کے موتی ہمیں اپنے دامن میں بسانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

لالہ محمد رفیق طاہر قادری

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

# آغازِ سخن

انسانی تاریخ گواہ ہے کہ انسان کے دل و دماغ اور قلب و روح پر سب سے زیادہ اثرات خطبات نے مرتب کیے۔ خُطبات سے اثر لینا انسان کی فطرت و جبلّت میں شامل ہے۔ خطبات سے مانوسیّت کا سب سے شاید بڑا سبب وہ اوّلین خطاب ہے جو روح کے کانوں نے سنا "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" اس خطاب کے لیے بے مثال اور روح پرور الفاظ نے انسانی روح کو ایسا مانوس اور مست و بے خود کیا کہ آج تک "وہ" خطاب سننے کے لیے بے چین و مضطرب ہے کہ شاید کسی خطاب میں پھر وہ آواز سنائی دے۔ اس اضطرابی کیفیت نے اس "آواز" کی متلاشی روح کو خطبات سے مانوس کر دیا۔

ہر زمانہ میں انسانی عظمت و بلندی کا معیار بدلتا رہا۔ کسی دور میں بادشاہت انسانی بلندی کا معیار رہی تو کسی زمانہ میں حکمت بلندی کا معیار قرار پائی، کسی دور میں حُسن انسانی فضیلت کا میعار تصور کیا جاتا تھا تو کسی عہد میں جادو انسانی فضیلت کا معیار قرار پایا لیکن فنِ خطابت کی ہر دلعزیزی اور قدر و منزلت میں کسی دور میں بھی کمی نہ آنے پائی۔ ہر دور اور ہر زمانہ میں خطیبوں کی قدر و منزلت برقرار رہی۔ حتیٰ کہ جس دور کو زمانۂ جاہلیت کہا جاتا ہے۔ عرب کے صحرا نشینوں کو فصاحت و بلاغت میں وہ ایسی شرینی اور مٹھاس ہے جو قلب و روح کے تہہ خانوں میں رس گھول دیتا ہے چھوٹی چھوٹی مثالوں اور حکایتوں کے ذریعے قرآن و حدیث کو سمجھانے کا انوکھا صوفیانہ طریقہ ہے جس سے ہر شخص کو ہر لفظ از بر ہو جاتا ہے۔

معزز قارئین کرام! مجھے اپنی کم علمی اور کم مائیگی میں کوئی غلط فہمی نہیں اور مجھے یہ اعتراف ہے کہ سعی پیہم کے باوجود حضرت صاحب قبلہ کے خطبات کا اصلی

رنگ اوراق پر نہیں اتار سکا۔ کیونکہ جو اثر آپ کی زبان کی ادائیگی، آواز کی لذت، ہاتھوں کے اشارے اور سب سے بڑھ کر آنکھوں سے جھلکتے ہوئے فیض میں ہے بھلا ان حسین کرنوں کو الفاظ میں کیسے اتارا جا سکتا ہے۔ خطبات کے یہ رنگ سنے اور دیکھے تو جا سکتے ہیں دلوں میں ان کی حلاوت محسوس کی جا سکتی ہے لیکن ان کو الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ پھر بھی میں اس یقین سے معمور ہوں کہ آپ کے الفاظ کے موتیوں کی جو مالا ہم نے پروئی ہے یہ دنیا کے بازاروں میں ناپید ہے اور جس نے ایک موتی بھی دامن میں بسا لیا اس کے لیے کافی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ جو پھول چن کر ہم نے گلدستہ بنایا ہے ان کی خوشبو کبھی ماند نہیں پڑے گی اور یہ خوشبو اہلِ ایمان کے سینوں سے آتی رہے گی۔ انشاء اللہ جب یہ الفاظ علماء کی زبانوں سے اجتماعات میں منبروں پر سنائی دیں گے تو ان کا حسن اور بھی دوبالا ہوگا۔ اب یہ خطبات صرف کیسٹوں تک محدود نہیں رہے ہم نے ایک چراغ جلایا ہے انشاء اللہ اس سے ہزاروں چراغ جلیں گے اور میرے مُرشد کا نُورِ فیض تمام عالم کو فیض یاب کرتا رہے گا اور محبوب ﷺ کے ایک امتی کو بھی اس کتاب کے ذریعے صراطِ مُستقیم نصیب ہوگئی تو اپنا کام بن جائیگا۔ مجھے یہ اعتراف ہے کہ میں نے یہ خدمت کی نہیں بلکہ مجھ سے لی گئی ہے۔ شکر ہے میرے مُرشد کا کہ اُس نے اس خادم کو اس خدمت کے لیے چنا ہے ورنہ

ع: چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

(خاک کے ان ذرّوں کو عالمِ بالا کی رفعتوں سے کوئی نسبت نہیں)

اگر ہمیں حضرت ابوالحسن قبلہ پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری کی رہنمائی اور معیت حاصل نہ ہوتی تو کتاب کی اشاعت تو بڑے دُور کی بات ہے ہم اس کے ابتدائی مراحل میں گم ہو کر رہ جاتے۔ ہم شکر گزار ہیں قادریہ آرگنائزیشن کے کہ اُنہوں نے تمام اخراجات اُٹھا کر کتاب کو شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ ہم اَز خود ایسی کتاب شائع کرنے کا تصور بھی

نہیں کر سکتے۔ عزیزی قاسم حسین، ہیبت خان حیدری، تسلیم شاہد اور حافظ عثمان شاہ نے دن رات میرے ساتھ تقاریر کو تحریر میں بدلنے اور کمپوزنگ میں بھرپور محنت و معاونت کی ہے، کتاب کی تزئین و آرائش اور طباعت میں ظفر اقبال ناصر اور محمد اکرم قادری کی محبت خاصہ شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

ذرّہٴ بے مقدار بارگاہِ حضور قبلہ عالم غریب نواز

محمد رفیق طاہر ۲۹ اگست ۲۰۰۴ء

Marfat.com

# مظہر الانوار

حدیثِ قدسی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں اور جب میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث مبارک میں ایک طرف اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا ذکر فرماتا ہے تو دوسری طرف اپنے محبوب کی قوت اور علامات کا ذکر کرتا ہے۔ فرمایا میرے محبوبوں کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں کی قوتیں اب عام انسان کی قوتیں نہیں ہیں۔ اب یہ قوّت واستطاعت نورانی وروحانی ہیں۔

اگرچہ ہر انسان کے اعضاء کا مالک وہی ہے اور اُسی کے عطا کردہ ہیں لیکن ان اعضاء پر انسان کا اختیار ہے جس طرح چاہے ان کو استعمال کرے لیکن ولی اللہ کے اعضاء بھی اللہ کے اور اختیار بھی اللہ کا اور قوت بھی اللہ کی۔ وہ ہواؤں میں اڑتا ہوا زمین پر ایک چیونٹی کی آواز اس لیے سنتا ہے کہ یہ خاص قوتِ سماعت اللہ کی ہے۔ یہ کان جو اقلامِ تقدیر کی آواز سنتا ہے یہ کان اللہ کا ہے۔ اگر ہزاروں میلوں کے فاصلہ سے وہ بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے کی دیر میں لا کر رکھ دیتا ہے تو اس لئے کہ یہ قوتِ ید اللہ ہے اگر اس کی آنکھ لوح وقلم کا مشاہدہ کرتی ہے تو اس لیے کہ یہ آنکھ اب اللہ کے نور سے

Marfat.com

روشن ہے۔ اگر اس کے ایک قدم کے سامنے پوری زمین سمٹ جاتی ہے اور اس کی رفتار براق سے بھی تیز تر ہے تو اس لیے کہ ان میں روحانی اور نورانی قوت اللہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی ان قوتوں پر نہ کبھی کسی کو حیرانگی رہی اور نہ ہی انکار رہا۔ ہر دور اور ہر زمانہ میں اُمّتِ مسلمہ کے ہر طبقہ نے کراماتِ اولیاء کا نہ صرف اقرار کیا بلکہ اپنے ایمان کی پختگی کے لیے ہمیشہ کے تذکرے کیے۔ افسوس صد افسوس اس زمانہ کی بے حسی پر کہ جس میں نہ صرف کراماتِ اولیاء کا کھلے عام انکار کیا جاتا ہے بلکہ ہر دوسری زبان سے یہ صدائے عام ہے اب ولی کہاں؟ اللہ تعالیٰ کی نورانی صفتوں سے متصف ولی ماضی کی کہانیاں ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ مسجدوں کے ممبروں پر چیلنج دیا جاتا ہے کہ کون سا ایسا ولی ہے جس کے اندر یہ صفات نمایاں ہیں؟ وہ ہاتھ جو اللہ کے ہاتھ تھے، وہ کان جو اللہ کے کان تھے، وہ آنکھیں جو اللہ کا نور تھیں، وہ قدم جن میں نورانی قوتیں تھیں وہ ولی چلے گئے (معاذ اللہ) مر مٹ گئے اب اس دور میں یہ صفات ممکن ہی نہیں۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو سینہ چیر دیتے ہیں۔ کاش میرے آقا ﷺ کا یہ فرمان ان کی آنکھوں سے گزرا ہوتا اور اس پر ایمان بھی رکھتے۔ فرمایا ''اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کے صدقے سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور ان کے صدقہ سے تم پر بارش برسائی جاتی ہے''۔ جب تک اللہ کی مخلوق باقی ہے اسے رزق بھی ملتا رہے گا اور جب تک یہ زمین باقی ہے بادل بارش بھی برساتے رہیں گے تو کیا جن کے صدقہ سے مخلوق کو روزی ملتی ہے جن کے وسیلہ سے بارش برستی ہے وہ ختم ہو جائیں گے؟ وہ مر مٹ جائیں گے؟ ہر گز نہیں۔ یہ زمین ہر وقت ہر دور میں اللہ کے بندوں کے نور سے روشن و آباد رہتی ہے۔ جن کو یقین نہیں آتا، جن آنکھوں نے آج تک نورِ ولایت نہیں دیکھا، جو آنکھیں کسی اللہ کے بندے کی زیارت کے لیے ترستی ہیں انہیں کھلے عام ہماری دعوت ہے۔ آؤ اللہ کے اس نیک بندے کو دیکھو جس کے اندر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اور بیان کردہ

Marfat.com

تمام صفات، تمام قوتوں کی روشنیاں پوری آب وتاب کے ساتھ درخشنداں ہیں اور یہ روشنیاں اس طرح اپنی کرنیں بکھیر رہی ہیں کہ یہ دھرتی اور اس دھرتی کا ہر اک گوشہ دِن بدن منور ہو رہا ہے۔ "میری مراد میرے ممدوح دربارِ عالیہ منگانی شریف ضلع جھنگ کے سجادہ نشین مظہر الانوار حضرت علامہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری ہیں"۔

اس سعادت مند عظیم فرزند نے حضور قبلہء عالم کی مسندِ ارشاد پر متمکن ہوتے ہی روحانیت کا وہ چشمہ فیض کھولا کہ اس کے در پر آنے والا کوئی شخص محروم نہیں رہتا۔ ضلع جھنگ کا سب سے مقبول ترین نام، کسرِ نفسی اور عاجزی کی عمدہ ترین مثال اللہ کا یہ بندہ ایک جنگل کے قریب اپنے والدِ گرامی کے مزارِ اقدس پر ڈیرہ جمائے بیٹھا ہے اور عشق ومحبت کی ایسی مئے پلا رہا ہے کہ جو بھی صدقِ دل سے اس کی زیارت کے لیے آتا ہے یہیں کا ہو کر رہ جاتا ہے کیونکہ اس کی شفقت باپ کی شفقت سے برتر، اس کا پیار ماں کے پیار سے عظیم تر اور اس کی محبت ہر رشتہ سے بلند تر ہے۔ دربارِ عالیہ پر آنے اور رہنے والے اس کی محبت میں ماں باپ، بہن بھائی سب کچھ بھول کر اس کی محبت میں خود رفتہ رہتے ہیں۔ واللہ! یہ مبالغہ نہیں یہ حقیقت سے بھی کم تر بیان ہے۔ یقین نہ آئے تو خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرو۔

پیرانِ پیر دستگیر حضور غوثِ اعظمؓ فرماتے ہیں اگر مخلوق کی طرف سے اذیت پر صبر کرنا نہ ہوتا تو ہر شخص ولایت کا دعویٰ کرتا۔ ولایت پر مہریں لگانے والے اللہ کے ولی نے ایک تو ولایت کا یہ معیار مقرر کیا ہے کہ مخلوقِ خدا کی اذیّت پر صبر کرے اور دوسرا یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ مخلوقِ خدا کی اذیت سوائے اللہ کے ولی کے اور کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔

ولایت کے معیار کی اعلیٰ ترین مثال، اعلیٰ ترین نمونہ اگر دیکھنا ہو تو منگانی شریف کا رُخ کرو تمہیں اللہ کے اس بندے میں ولایت کا معیار اور ہر خوبی واضح نظر آئے گی۔ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک ہمہ وقت اللہ کا یہ بندہ مخلوقِ خدا کے

لیے وقف ہے۔ روزانہ کئی مریض، دُکھی، مصیبت زدہ لوگ اور زمانے کے ستائے ہوئے مظلوم یہاں آتے ہیں ہر دکھی اپنی داستان، ہر مریض اپنا درد بیان کرتا ہے، ہر پریشان حال اپنی پریشانی بیان کرتا ہے۔ اُمّتِ محمدیہ ﷺ کا یہ مسیح ہر مرض کی دوا ہے۔ ہر درد کا درماں ہے، ہر پریشانی کی نجات ہے۔ اللہ کا یہ بندہ کسی کو تسلی اور تشفی دیتا ہے، کسی کے لیے دعا کرتا ہے، کسی کو دم کرتا ہے اور مالک الملک کا اتنا بڑا کرم ہے کہ آج تک اس دربار پر آنے والا کبھی محروم نہیں لوٹا۔ امیر غریب، بچے بوڑھے، عورتیں مرد انہیں صبح وشام گھیر کر اپنی فریادیں بیان کر رہے ہوتے ہیں اور اللہ کا ولی ایک پُرشفیق ماں کی طرح سب کی سُن رہے ہوتے ہیں۔ نہ تھکاوٹ، نہ اُکتاہٹ، اور نہ ہی گھبراہٹ ہوتی ہے۔ ہر دُکھی کے درد کا اثر اس کی نورانی پیشانی سے عیاں ہوتا ہے۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

پھر وہ روح پرور منظر قابلِ دید ہوتا ہے جب کسی مظلوم و مجبور کے لیے اللہ کی بارگاہ میں اللہ کا بندہ ہاتھ اُٹھاتا ہے چہرے پر سُرخی، آنکھوں میں نمی، جھکا ہوا سر، عجز و انکساری میں معمور الفاظ رب تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں تو ہر دکھی و مظلوم کا دل گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ ہاتھ اپنی بارگاہ میں کبھی خالی نہیں لوٹائے گا اور اب بگڑی بنتے ہوئے دیر نہیں لگے گی۔

لنگر شریف میں جو کچھ آتا ہے سخی داتا سب کچھ خرچ کر دیتا ہے۔ لنگر شریف کا ماہانہ خرچ لاکھوں میں ہے، لنگر شریف کی زمین سینکڑوں من گندم اور چاول دیتی ہے لیکن یہ زمین جتنی پیداوار دیتی ہے اتنا ہی لنگر کا خرچ ہوتا ہے۔ لنگرِ غوثیہ کا کوئی وقت مقرر نہیں، کوئی بھوکا پیاسا جب آئے اللہ کے بندے کا لنگر جاری ہے۔ کمال یہ ہے کہ روزانہ

ہزاروں لاکھوں خرچ کرنے والے اس درویش کے اکاؤنٹ میں اپنا ذاتی ایک روپیہ بھی جمع نہیں ہے۔ دنیا کا یہ واحد دربار ہے جہاں سے غریبوں، یتیموں کو خیرات، صدقات دی جاتی ہے۔ غریب طلباء کو وظائف دیے جاتے ہیں، بیواؤں کو مشینیں اور نلکے لگا کر دیے جاتے ہیں اور ہر سال قربانی کے جانور تقسیم ہوتے ہیں۔

دینی خدمات میں اللہ تعالیٰ کے بندے کی اس قدر لگن ہے کہ مسجد و مدرسہ سے عشق کی حد تک پیار ہے اور اب تک لاکھوں روپے خرچ کر کے مدرسہ محمد یہ غوثیہ دارالکرام کی عمارت اور بیمثال بڑے ہال والی مسجد کی تعمیر ہو چکی ہے۔ سال بھر دربار شریف میں تعمیرات کا کام جاری رہتا ہے۔ دربارِ عالیہ پر درسِ نظامی اور ایک اسلامی یونیورسٹی آپ کا دیرینہ خواب ہے۔ مخلوقِ خدا کی آرام و آسائش کے لیے درویشوں کی رہائش، واٹر کولرز اور طہارت خانے کے وسیع انتظامات موجود ہیں۔ شاید دنیا کا واحد دربار ہے جہاں آج تک مسجد و مدرسہ کی تعمیر کے لیے چندہ کی اپیل نہیں کی گئی۔

آپ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والدِ گرامی حضور قبلہ عالم منگانوی نے فرمایا تھا "بیٹا! فقیری اس وقت تک تمھارے گھر میں رہے گی جب تک مٹھی بند رکھو گے اور کسی سے کچھ نہ مانگو گے"۔

آپ نے آج تک اسی فرمان پر عمل کیا۔ کئی مشائخ کے مرید دوسرے مسالک کے لوگ' اہلِ حدیث اور دیوبندی بھی آپ کے اخلاق کریمانہ سے بے حد متاثر ہیں اور آپ کی زیارت و مجلس کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ نئے آنے والے اہلِ علم لوگ اس دربار عالیہ پر حاضر ہوتے ہیں تو حیران ہو کر کہتے ہیں عجب بات ہے کہ چودھویں صدی میں بھی ایسا پیر موجود ہے۔

آپ کے دادا بزرگوار حضرتِ خواجہ حافظ گل محمد قطبی قادری بھی ایک نامور ترین ولی اللہ گزرے ہیں اور یہ سب کچھ انہیں کے فقر عظیم کی روشنی و خوشبو ہے۔ جب آپ کے

Marfat.com

فقر و مراتب آپ کے ہم عصر ولی اللہ دیکھتے تو حیران ہو جاتے۔ حضرتِ خواجہ فرماتے تھے اے اللہ کے بندو! "ابھی ہمارے فقر کا سورج طلوع ہوا ہے۔ پھر کبھی یہ سورج نصف النہار پر آئے گا پھر اس کی چمک دیکھنا"۔

اللہ کی قسم حضرتِ خواجہ کے فقر کا سورج آج نصف النہار پر ہے، ولایت کے گلشن کے تمام پھول پوری طرح جوبن پر ہیں، ولایت کا آفتاب اک عالم کو تاباں کر رہا ہے۔

ابرِ ولایت کی برسات عروج پر ہے۔ اب اگر اس دور میں بھی کوئی بدقسمت بے مرشد رہا اور یہ شکایت کرتا رہا کہ اللہ کا کوئی بندہ موجود ہی نہیں تو وہ دونوں جہان میں محروم رہے گا۔ اللہ کی رحمت سے کچھ حصہ نہ ملے گا۔ کیوں کہ اسے ولایت کا سورج نظر نہیں آتا۔ وہ سمجھ لے کہ اس کے مقدر میں اندھیرے ہی اندھیرے ہیں۔

معزز قارئین! حضرتِ مظہر الانوار علامہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری سلسلہ قادریہ کے فخر ہیں آپ کے اندر اس عظیم سلسلے کے عظیم اولیاء کی صفات پوری طرح جلوہ گر ہیں۔

آپ کے اندر

قطب الاقطاب حضرت سیّد قطب علی شاہ کا علم و عرفان

شیرِ یزدانی حضرت سیّد شیر محمد گیلانی کا عشق و وجدان

سردار الاصفیاء حضرت سیّد سردار علی شاہ کا نظر فیضان

خواجۂ خواجگان حضرتِ خواجہ حافظ گل محمد قادری کا وعظ و بیان

حضرت قبلہ عالم خواجہ پیر محمد کرم حسین کا توکل و ایقان

سو آج دنیا میں جو کوئی ولایت کا رنگ دیکھنا چاہتا ہے اور جو صبغۃ اللہ کے تمام رنگوں کا حسن دیکھنا چاہتا ہے، میرے پیر کے دربار پر آئے ان کی زیارت کرے قبر و محشر میں یہ سعادت اس کام آئے گی۔

دور میں ساغر رہے گردش میں پیمانہ رہے ۔۔۔ مئے کشوں کے سر پہ یارب پیرِ مئے خانہ رہے

سگِ دربار: محمد رفیق طاہر قادری

Marfat.com

# تقریظ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْکَرِیْمَ اَمَّا بَعْد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

گلستانِ کرم کے مہکتے پھول، عاشقِ رسول ﷺ حضرت علامہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری دامت برکاتہ العالیہ پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت غوّاصِ بحرِ معرفت، عاشقِ سلطان دارین ﷺ حضرت قبلہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف حضور قبلہ عالم منگانوی کے فرزندِ ارجمند اور عاشقِ رسول ﷺ فنافی الشیخ قبلہ خواجہ حافظ گُل محمد قادری علوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے اور آستانہ عالیہ غوثیہ قُطبیہ کرمیہ طاہر آباد منگانی شریف کے سجادہ نشین ہیں۔

یوں جوہرِ سعادت ونجابت ان کا خمیر ہے اور دولتِ علم و عمل وراثت ۔ موصوف خاندانِ کرمیہ کے صالح ترین افراد میں سے ہیں۔فکر میں پختگی اور متانت، رائے میں استواری واصابت، شعور میں فہم وفراست، مزاج میں شگفتگی وشرافت، برتاؤ میں وضع داری ومروّت اور کردار میں یک رنگی وصداقت ہے۔ سماجی معاملات میں نہایت متواضع رویہ رکھتے ہیں۔ عملی آدمی ہیں۔ معلّمِ شریعت وطریقت کی حیثیت سے ہمیشہ مقبول اور کامیاب رہے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''مظہر الکرم'' ظاہری اور باطنی طور پر اِن کے اخلاص کا نقشِ جمیل ہے۔ کتاب کی ترتیب وتدوین میں جنہوں نے جانفشانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ یقیناً قابلِ تحسین وستائش ہے۔

''مظہر الکرم'' کو بعض مقامات سے دیکھا تو بندہ بہت محظوظ ہوا۔ جن کو دلائل سے لبریز اور اثر انگیز پایا۔ حضرت صاحب کے الفاظ گوہرِ بار کی رعنائیاں اور شادابیاں قابلِ

ستائش ہیں۔ یہ کتاب محبت آمیز بھی ہے اور عطر بیز بھی، اِس میں زم زم کا نکھار بھی ہے اور ریاض الجنۃ کی بہار بھی، قرآن کا نور بھی ہے اور دلوں کا سرور بھی، حسن کی نمکینی بھی ہے اور عشق کی شیرینی بھی، توحید کی لذّت بھی ہے اور امام الانبیاء کی عظمت بھی، صحابہ کرامؓ کی محبت بھی ہے اور اہلِ بیتؓ کی موّدت بھی، وضاحت بھی ہے صراحت بھی، شبنم کی طراوت بھی ہے اور پھولوں کی سجاوٹ بھی، جمال کی عشوہ کاریاں بھی ہیں اور عشق کی آہ زاریاں بھی غرضیکہ ایمانی وعرفانی جواہرات سے مرصّع ہے۔ جو بھی اسے پڑھے گا جنتی ثمرات کی لذّت محسوس کرے گا

حضرت صاحب موصوف بجا طور پر تشکر و تبریک کے مستحق ٹھہرتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے حسین خطبات میں مستند حوالہ جات، واقعات قلمبند فرما کر نیازمندوں کی تسکینِ قلب ونظر کا سامان فراہم کیا ہے۔

**فجزاہُ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء**

راقم الحروف العدیدہ:

مفتی محمد فاروق سلطان قادری فاضل جامعۃ الازہر (مصر)

خطیب دربارِ قطبیہ سندھیلیانوالی شریف

Marfat.com

# پیش لفظ

قارئین کرام............السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خطابت ایک بہت بڑا اعزاز ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتِ خاص کے بغیر کسی بھی فرد کو نصیب نہیں ہوتا۔ امت مسلمہ میں اس کی خوبصورت مثال حضرتِ جعفرؓ بن ابی طالب کی وہ دلکش تقریر ہے جو نجاشی کے روبرو بھرے دربار میں کی۔ اسی طرح حضرتِ مغیرہ بن شعبہ نے ایران کے بادشاہ یزدگرد کے سامنے کی۔ اصحابِ طریقت کی متبرک فہرست میں حضرت حسن بصری ہیں جو ہر ہفتے لوگوں سے خطاب کرتے تھے جس میں انہیں وعظ ونصیحت کے علاوہ راہِ حق پر چلنے کی تلقین کرتے تھے۔ کلمۂ حق کی لاج رکھنے والوں کی فہرست میں حضرت سفیان ثوری ایک نمایاں نام ہے۔ رئیس الصوفیاء حضرت ابوالفیض ثوبان بن ابراہیم المعروف ذوالنون مصری جن کا شمار اُن چند اہلِ حق میں ہوتا ہے جنہوں نے وہی کیا جو اُن کے نزدیک حق اور سچ تھا۔ عالمِ اسلام کی سب سے بڑی یونیورسٹی "مدرسہ نظامیہ بغداد" کے وائس چانسلر امام غزالی تھے اس منصب کو خیر آباد کر کے حق کی تلاش میں جنگلوں کی طرف نکل کھڑے ہوئے اور جب اللہ مل گیا تو خانقاہ نشیں ہو گئے مگر خطابت کا سلسلہ جاری رکھا۔

غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جب خطاب کرتے تو کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوتی۔ بے شمار یہود ونصاریٰ خطبوں سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری سے لے کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء تک تمام مشائخ چشت وقت کے فتنوں کی طرف سے بے فکر اور غافل نہیں رہے جہاں کہیں موقعہ میسّر آیا خطابت کا حق ادا کیا۔

کالے پانیوں کے قیدی مولانا فضلِ حق خیر آبادی (شاہ عبدالعزیز محدث

Marfat.com

دہلوی کے شاگرد تھے) درس و تدریس میں یکتائے روزگار تھے تو تعلیم و تربیت کے لیے خطابت میں بھی کوئی ثانی نہ رکھتے تھے۔ سال کے تین سو پینسٹھ دنوں میں تین سو چھیاسٹھ تقریریں کرنے والا برصغیر کا نامور خطیب سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری بھی حضرت پیر مہر علی شاہ سے بیعت تھا۔

صرف پاکستان کو نہیں تو دُنیا کو جس کی ضرورت ہے وہ بھی ایک نامور خطیب ہر دلعزیز قائد انقلاب علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہیں۔ انقطاعِ نبوّت کے بعد اس دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا فرض انجام دے رہے ہیں۔

''تزکیہ'' دین کا ایک شعبہ اور نبوّت کا ایک اہم رکن ہے۔ زمانی مکانی اختلاف کے باوجود مخلصین کا یہ گروہِ عظیم متواتر تصفیہ باطن پر کام انجام دے رہا ہے تا کہ ایک ایک آدمی اپنے عہد کا گلِ سرسبد، مینارۂ نور اور نوعِ انسانی کے لیے شرف و عزّت کا باعث بن جائے۔

ایسی ہستیاں ''صفت احسان'' کا مظہر بنتی ہیں جو باطن دین کی اشاعت اور حفاظت کا کام سرانجام دیتی ہیں۔ ان کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ لوگوں میں اُن کی رفعتِ شان کا عام چرچا ہوتا ہے، خلقت اُن کی طرف کھینچی چلی آتی ہے، ہر شخص ان کی تعریف کرتا ہے، طالبانِ آخرت کی ایک کثیر جماعت ان کے گرد جمع ہو جاتی ہے۔ تہذیب نفس کے لیے اور اد و مشاغل کو نئے سرے سے ترتیب دیتے ہیں۔ یہاں سے خانوادۂ طریقت کی بنیاد پڑتی ہے۔ لوگ ان کے سلسلہ میں چلنے لگتے ہیں۔ ان کے سلاسل کی تاثیر و برکت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ لوگ اپنی مُراد کو پہنچ جاتے ہیں۔

ہماری نوجوان نسل کو توحید و رسالت کے باب میں اسلاف کے طریقہ پر ایک کتاب کی ضرورت تھی جس کا انداز سادہ، عام فہم اور بیانیہ ہوتا کہ اہلِ محبت اپنے ذوقِ ایمانی کی تسکین کے لیے آسانی سے پڑھ سکیں۔ نوجوانِ ملّت کی یہ آرزو بتوفیقِ الٰہی قدوۃ

Marfat.com

الاصفیاء، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت حضرت خواجہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری کے دُرو ساتِ رحمۃ المبارک کو اس مجموعہ کی صورت میں ترتیب دینے سے پوری ہوئی ہے۔

درویش کی صدا منگانی کے صحرا سے نکلی، پہاڑوں تک پہنچی، شبنم نے سنی بادِ نسیم سے کہی، صحنِ چمن سے گُل بوٹوں نے سرودِ سمن سے سرگوشیاں کیں اور پتہ پتہ کلمہ کے ذکر پر اُتر آیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں خاک نشینوں سے تخت نشین لرزاں رہے۔

موصوف نے معارف اسم الٰہیہ، معارف اسمِ محمد ﷺ شمائل وخصائل محمد ﷺ اور یارانِ محمد ﷺ کے ساتھ ساتھ سیرتِ غوثِ اعظمؒ، مقامِ قبلہ عالم نیز اصلاحِ نفس کے لیے بہت سے قیمتی نکات بیان فرمائے ہیں جو انسانیت کو آدمیت کے زمرہ میں داخل ہونے کے لیے کافی ہیں۔

خانقاہی نظام کے وارث آستانے تصنیف وتالیف کی طرف بھر پور توجہ دے رہے ہیں کیونکہ وقت کا تقاضا یہی ہے۔ آستانہ عالیہ منگانی شریف باطنِ دین کی اشاعت اور اس کی حفاظت کرنے میں جس طرح مصروفِ عمل ہو رہا ہے اس کے لیے ایک ادارہ کی ضرورت ہے جو تعلیم و تربیت اور تحقیق و تخریج کر کے بین الاقوامی چیلنجز (challenges) کا مقابلہ کرے اور تہذیبِ نفس کے متوالوں کی ہر سطح پر پیاس بجھائے۔

سگِ درگاہِ اولیاء
پروفیسر شیخ محمد اقبال طاہر

139272

Marfat.com

## حضرت صاحب قبلہ کا خطبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ عَلٰی خَالِقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرَضِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیۡنَ الۡمَاءِ وَالطِّیۡنِ اَجۡمَلِ الۡاَجۡمَلِیۡنَ اَکۡمَلِ الۡاَکۡمَلِیۡنَ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَوۡلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

---

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمِ وَصَدَقَ رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیۡ شَانِ حَبِیۡبِہٖ مُخۡبِرًا وَّاٰمِرًا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ

---

## عرضِ حال

بندہٗ پروردگارم امتِ احمد نبی ﷺ
دوست دارم چار یارم تابع اولادِ علی رضی اللہ عنہ
مذہب حنفیہ دارم ملّتِ حضرتِ خلیل علیہ السلام
خاک پائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی
منشا یہی ہے سلسلۂ قیل و قال کی
ہوتی رہے ثناء تیرے حسن و جمال کی

Marfat.com

# بابِ اوّل

# توحیدِ باری تعالیٰ

Marfat.com

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم نا گزیر
از نگاہِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پنہاں بگیر

Marfat.com

# معارفِ اسمِ الٰہیہ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہ تبَارکْ وَ تعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدُ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ

میرے دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

اللہ تعالیٰ کا پاک کلام قرآن مجید بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع ہوتا ہے۔ سوائے سورۃ توبہ کے قرآن کریم کی سورۃ کا آغاز بس بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے ہوتا ہے۔ یہ آیتِ مبارکہ نہ صرف قرآن مجید کا سر نامہ اور آغاز ہے بلکہ ہر مسلمان کو اچھے کام کا آغاز کرنے پر اس آیت کے پڑھنے کا حکم ہے۔

## بسم اللہ الرحمن الرحیم کی حکمتیں

☆ پہلی حکمت یہ ہے کہ کفارِ عرب اپنا ہر کام بتوں کے نام سے شروع کرتے ہوئے کہتے بِسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی یعنی ہم لات وعزیٰ کے نام کے ساتھ کام کی ابتدا کر رہے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو اپنا ہر کام اللہ تعالیٰ کے مبارک نام سے شروع کرنے کا حکم ملا۔

☆ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی دوسری حکمت یہ ہے کہ مومن کے ہر کام کی ابتدا اللہ تعالیٰ کے نام سے ہوتا ہوتا کہ اس کام میں برکت ورحمت شامل حال رہے۔ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں آذان اس لئے دی جاتی ہے کہ اس کی زندگی کی

Marfat.com

ابتدا اللہ کے نام سے ہو اور تمام زندگی میں برکت ہو۔

☆ تیسری حکمت یہ ہے کہ ہر سرکاری مال پر کوئی نشانی یا مہر لگائی جاتی ہے تاکہ سرکار کے خوف سے کوئی چُرا نہ سکے اور مال محفوظ ہو جائے۔ مُسلمان جب اپنے ہر کام کا آغاز اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے کرتا ہے تو اُس پر اللہ تعالیٰ کے نام کی مُہر لگ جاتی ہے۔ اب اُس کے کام میں شیطان کا عمل دخل ختم ہو جاتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس کام کے آغاز میں بسم اللہ پڑھ لی جائے اُس میں شیطان شریک نہیں ہو سکتا اور جس پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اُس کام میں شیطان بھی شامل ہو جاتا ہے۔

☆ چوتھی حکمت یہ ہے کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ رب تعالیٰ کے تین ہزار صفاتی نام ہیں لیکن بسم اللہ الرحمٰنِ الرَّحیم کے اندر جو تین نام اللہ، رحمٰن اور رحیم آتے ہیں اِن کے تین ہزار معنی ہیں اور وُہ تین ہزار سب اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ گویا جس نے اللہ تعالیٰ کو اللہ، رحمٰن اور رحیم کے ناموں سے یاد کیا اُس نے ذاتِ حق کو تین ہزار ناموں سے یاد کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا دروازہ بند کرو تو اللہ کا نام لے لیا کرو۔ دیا بجھاؤ تو اللہ کا نام لے لیا کرو۔ اپنے برتن ڈھانپو تو اللہ کا نام لے لیا کرو۔ اپنی مشک باندھو تو اللہ کا نام لے لیا کرو۔ (تفسیر قرطبی)

آیئے اب ان تین بابرکت ناموں کی الگ الگ تشریح کریں۔

## ”اللہ“ ذاتی نام ہے

لفظ ”اللہ“ باری تعالیٰ کا ذاتی نام ہے۔ ذاتی نام اسے کہتے ہیں جو صِرف ذات کو بتائے اور صفاتی نام وہ کہلاتے ہیں جو صفات کی طرف اشارہ کریں۔ لفظ اللہ

Marfat.com

فقط اس کی ذات بتاتا ہے اور رحیم، کریم، حکیم، قدیر وغیرہ اس کی صفات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام اس کی ذات کا پتہ تو دیتے ہیں لیکن ان تمام صفاتی ناموں میں کوئی ایسا نام نہیں جو تمام صفاتِ الوہیت کا احاطہ کر سکے۔ صرف ''اللہ'' ہی ایک ایسا نام ہے جو جامع صفات و کمالات کا مظہر ہے۔ یہ ذاتِ حق کی کسی ایک یا چند صفات کی نہیں بلکہ بیک وقت ذات اور اس کی تمام صفات کی نشان دہی کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں بھی باری تعالیٰ کے حسن صفات اور کمالات کا ذکر آیا ہے اس کا آغاز اسمِ ذات سے ہوتا ہے۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (الممتحنہ ۲۱)

وہی اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا وہ بہت مہربان اور رحمت والا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ (الممتحنہ ۲۲)

وہی اللہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، نہایت پاک، سلامتی دینے والا، امان بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، عظمت والا، تکبر والا، اللہ پاک ہے ان کے شرک سے۔

قرآن مجید میں ہر جگہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات کا تعارف لفظ اللہ سے کرایا اور پھر اس کے بعد اپنی صفات بیان کیں۔ اسمِ ذات ''اللہ'' قرآن مجید میں ستائیس سو مرتبہ آیا ہے۔ اتنی کثرت سے کوئی دوسرا لفظ قرآن مجید میں نہیں آیا۔

## نام میں وحدانیت

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس لاشریک ہے اس کی ذات اور صفات میں بھی کوئی شریک نہیں اسی طرح اس ذات کے نام مبارک میں توحید اور یکتائی موجود ہے۔ زمین

Marfat.com

و آسمان کی تمام چیزوں اور اس کے کسی لفظ سے مشتق ہیں لیکن لفظ ''اللہ'' اسم علم غیر مشتق ہے۔ یہ نہ تو خود کسی لفظ سے مشتق ہے اور نہ ہی کوئی لفظ اس سے مشتق ہے گویا لفظ ''اللہ'' بذات خود بھی معنوی اور لفظی اعتبار سے وحدانیت اور توحید کی دلیل ہے جس طرح وہ ذات لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے اسی طرح اس کا نام بھی غیر مشتق ہے۔ ھَلْ تَعْلَمُ لَہٗ سَمِیًّا کیا اس کے نام کا کوئی دوسرا نام ہے۔ گویا خالقِ کائنات اور معبودِ برحق کی شان توحید کا یہ عالم ہے کہ کسی کو اس کے ساتھ اسمی شراکت بھی حاصل نہیں۔ اور کمال یہ ہے کہ آج تک دنیا میں کسی مشرک اور بتوں کے پجاری نے اپنے جھوٹے خدا کا نام بھی اللہ نہیں رکھا اور یہ نام اپنے وجود میں بے مثل و بے نظیر ہے

## لفظ ''اللہ'' کی خصوصیات

لفظ ''اللہ'' کے اندر کئی خصوصیات ہیں۔ دنیا کی تمام چیزوں کے ناموں کا اگر پہلا یا دوسرا لفظ حذف کر دیا جائے تو وہ نام بے معنی و بے مطلب ہو جاتا ہے۔ مثلاً ظفر ایک نام ہے اگر آپ ظفر کی ظ حذف کر دیں تو یہ نام بے معنی ہو جائے گا۔ لیکن لفظ اللہ اس نقص سے مستثنیٰ اور مبرّا ہے۔ لفظ اللہ کا اگر کوئی حرف حذف بھی کر دیا جائے تو پھر بھی باقی حروف ذاتِ حق کی صفات ونشان دہی کے لئے اپنا معنی برقرار رکھیں گے۔ مثلاً اللہ کا پہلا حرف الف حذف کر دیا جائے تو باقی ''للہ'' رہ جاتا ہے جس کا معنی ہے اللہ کے لئے۔ دوسرا حرف لام حذف کر دیں اور الف بحال رکھیں تو ''الہ'' رہ جائے گا۔ جس کا معنی معبود ہے اور اگر لام اور الف دونوں ہٹا دئے جائیں تو ''لہ'' رہ جائے گا جس کا معنی ہے اسی کے لیے اور اگر پہلے تینوں حروف حذف کر دیئے جائیں تو باقی ''ہ'' رہ جائے گا جس کا معنی ہے وہی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ اللہ ایک جامع لفظ ہے جو من حیثیتِ الکل بھی اور اپنے حرفِ جز کے اعتبار سے ذاتِ حق پر معنوی دلالت کرتا ہے۔ جس طرح اس لفظ کا کوئی حرف بے معنی نہیں اسی طرح ذاتِ حق کامل و اکمل ہی

Marfat.com

ہے۔

## لفظ ''اللہ'' کے معنی و مطلب

لفظ ''اللہ'' کے مفسرین کرام نے کئی معنی بیان کیۓ ہیں۔جن میں سے چند ایک یہ ہیں معبود، سکون پانا، بلند ہونا، مخفی ہونا، رجوع کرنا، اُجرت، دینا اور حیرت و درماندگی وغیرہ کے ہیں۔

**ایک مثال** جس چیز کی بناوٹ اور خوبیوں سے انسان نا آشنا ہوتا ہے اس چیز کو پہلی نظر دیکھتے ہی حیرت ہوتی ہے۔ کسی مفید اور عجیب چیز کی بناوٹ اور اس کے کمالات دیکھ کر انسان کی عقل حیران ہوتی ہے لیکن جب انسان اس چیز کے قریب ہو کر اس کی بناوٹ ،اصلیت اور ہیئت کو سمجھنے لگتا ہے تو اس کی حیرانگی جاتی رہتی ہے۔ ابتدا میں جب ریڈیو اور ٹی وی آۓ تھے تو لوگ انہیں بڑی حیرت سے دیکھا کرتے تھے کہ اس ڈبے سے بغیر کسی تار وغیرہ کے کیسے آواز آرہی ہے اور پھر ان کی مزید حیرت بڑھ جاتی جب بتایا جاتا کہ آواز لاہور اور اسلام آباد سے آرہی ہے تو وہ کبھی اس کو جادو کا ڈبہ کہتے اور کبھی کچھ اور کہتے۔ان کی عقل یہ تسلیم نہ کرتی کہ اس کی بناوٹ اور پرزوں میں یہ کمال ہے کہ وہ آواز اور تصویر کو اسلام آباد اور لاہور سے ڈائریکٹ دکھا سکتا ہے۔ جب لوگوں کو اس کی بناوٹ اور فریکوئینسی کے متعلق پتہ چل گیا تو ان کی حیرت ختم ہوگئی لیکن کمال یہ ہے کہ ذاتِ حق کے نام ''اللہ'' کا معنی نہ صرف حیرت و درماندگی ہے بلکہ آپ جتنا اس کی ذات پر غور و فکر کریں اور جس قدر آپکو اس کی ذات کی معرفت نصیب ہو اس قربت کے باعث حیرت ختم نہ ہوگی بلکہ حیرت و درماندگی بڑھتی چلی جاۓ گی۔ یہاں تک کہ عارف پر یہ حقیقت منکشف ہو جاۓ گی کہ معرفتِ الٰہی کی ابتدا بھی تحیّر و استعجاب ہے اور انتہا بھی حیرت و درماندگی ہے۔ لَاتُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارُ (الانعام:۱۰۳) آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں جبکہ سب

آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں۔ کسی آنکھ میں یہ جرأت نہیں کہ حسنِ مطلق کا نظارہ کر سکے۔ صرف وہ عظیم ترین آنکھ' آنکھِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جس نے دیکھا اور یوں دیکھا کہ دکھانے والے نے خود فرمایا مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (النجم۔ آیت ۱۷) نہ اس نے آنکھ جھپکی نہ حد سے بڑھی۔ دنیا کی کوئی اور آنکھ جلوہ حق کے دید کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ اسی وجہ سے حکم دیا گیا تَفَكَّرُوْا فِی آلَاءِ اللّٰهِ وَلَا تُفَكَّرُوْا فِی اللّٰهِ ط اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں غور و فکر کرو لیکن ذاتِ باری تعالیٰ میں غور و فکر نہ کرو۔ جوں جوں انسان کو معرفت کی راہ نصیب ہوتی ہے وہ اُس کی آیات و علامات میں غور و فکر کرتا چلا جاتا ہے تو پھر اس ذاتِ حق کی عظمتیں اور اوصاف آشکار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ وہ حیرت و استعجاب کے سمندر میں غرق ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر عالم حیرت میں گم ہو جاتا ہے۔ صوفیاء کے نزدیک معرفت کی بلند ترین منزل بھی مقامِ حیرت ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا۔

بُو علی اندر غبارِ ناقہ گم دستِ رومی پردہٗ محمل گرفت

(بُوعلی کا علم و عقل یار کی راہ گرد میں گم ہو گیا اور رُومی کا عشق لاکھوں پردوں کو پار کر کے یار تک جا پہنچا)

تمام صوفیاء و عرفا اور حکماء اس امر پر متفق ہیں کہ آگہی کی انتہا بے خبری ہے اور علم کا آخری کمال لاعلمی ہے جب چشمِ علم و معرفت پر تمام حجابات اُٹھائے جاتے ہیں اور عارف ذاتِ حق کی معرفت کے لیے قدم آگے بڑھاتا ہے تو اُسے اُس وقت معلوم ہوتا ہے کہ اُسے کچھ بھی معلوم نہیں۔ اُس کی یہ لاعلمی ہی اُس کا سب سے بڑا علم قرار پاتا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ جب معرفتِ حق کی بُلندیوں پر فائض ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (الضحیٰ: ۷) جب ہم نے تجھے اپنی محبت میں خود رفتہ

Marfat.com

پایا تو تجھے راہ دکھائی۔

حضرت بایزید بُسطامی فرماتے ہیں کہ مجھے خدا کی بارگاہ سے حیرت وہیبت کے علاوہ کچھ نہ مل سکا۔ بہت سے حجابات سے گزر کر جب میں نے غور کیا تو خود کو مقامِ حزبُ البحر میں پایا۔ یعنی ذاتِ حق میں گم ہو گیا۔

## الرّحمٰن

"اللہ" باری تعالیٰ کا ذاتی نام ہے باقی سب صفاتی نام ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاتی نام کا تعارف بھی رحمٰن اور رحیم سے کروایا ہے۔ فرمایا بسم اللہ اللہ کے نام سے شروع کون اللہ؟ وہ جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ کمال یہ ہے کہ قرآن مجید نے الرحمٰن کو اصطلاحاً باری تعالی کی شان الوہیت کو نمایاں کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (بنی اسرائیل ۱۱۰) اے نبی ﷺ فرما دیجئے کہ تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر۔ ایک جگہ اور فرمایا وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ (طہ آیت ۹۰) بے شک تمھارا رب رحمٰن ہے صرف سورۃ مریم میں سترہ مرتبہ الرحمٰن کا لفظ اللہ تعالی کی الوہیت، خلاقیت اور ربوبیت کے اظہار کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اور رحمٰن کا لفظ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور پر نہیں بولا جاتا۔

## الرّحیم

□ الرحمٰن کے بعد اللہ تعالی نے اپنی دُوسری صفت الرّحیم بیان فرمائی ہے۔

عربی قاعدے کے مُطابق الرحمٰن اور الرّحیم دونوں اسم فعلان کے وزن پر آتے ہیں اور جو اسم فعلان کے وزن پر آئے تو وہ مبالغہ اور کثرت کا معنی دیتا ہے مثلاً عطش پیاس کو ظاہر کرتا ہے لیکن جب عطشان کا استعمال ہوگا تو اس کا مطلب ہوگا بے حد پیاسا۔ اس طرح فرق کا معنی ہوتا ہے امتیاز و تفریق لیکن جب اسے فعلان کے وزن پر فُرقان کے اسم سے استعمال کریں تو اس کا معنی ہوگا واضح فرق پیدا کرنے والا۔ اسی طرح

Marfat.com

رحمٰن کا معنی صرف مہربان نہیں بلکہ فعلان کے وزن کے باعث اِس کا ہو گا انتہائی مہربان، اتنا مہربان کہ اس کی مہربانی کی کوئی حد نہیں۔ اسی طرح رحیم کو معنی صرف رحم کرنے والا نہیں بلکہ بہت رحم کرنے والا ہے کہ جس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں

## الرّحمٰن اور الرّحیم میں معنوی فرق

اگرچہ رحمٰن اور رحیم دونوں کا مادہ رحم ہے اور بظاہر دونوں کے معنی بھی یکساں معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کے درمیان ایک لطیف سا فرق موجود ہے وہ فرق یہ ہے کہ رحمٰن ذات حق کی ایک صفت ہے اور رحیم ذاتِ حق کا فعل ہے یعنی رحمٰن وُہ ذات ہے جو رحمت سے متصف ہے اور رحیم وہ ذات ہے جو رحمت صادر کرتی ہے گویا رحمٰن سے رحمت کا ظہور ہے اور رحیم سے رحمت کا نزول ہے۔

## الرحمٰن رحمتِ عامہ اور الرّحیم رحمتِ خاصہ

رحمانیت کا فیضانِ رحمت اپنے دائرہ کے لحاظ سے عام ہے اور رحیمیت کا فیض خاص و مخصوص ہے۔ رحمٰن ایسی شانِ رحمت ہے جو تمام عالمین میں ہر مخلوق کے لیے جاری و ساری ہے لیکن رحمت رحیم صرف مومنوں کے لیے مخصوص ہے رحمٰن وہ ہے جو بلا امتیاز حضرت موسیٰ علیہ سلام کو بھی عطا کرتا ہے اور فرعون کو بھی۔ اُسے کوئی مانے یا نہ مانے اُس کے آگے سر جھکائے یا نہ جھکائے لیکن رحمٰن کی رحمت سے محروم نہ ہو گا۔ اُس کی اطاعت و غلامی کرے یا بغاوت و سرکشی، اُس کا بندہ بنے یا کافر ہو جائے حتیٰ کہ اُس سے نہ مانگے یا نہ مانگے اور اگر اُس کی عطا کا انکار کر دے تو پھر بھی رحمٰن کی عطا میں فرق و امتیاز نہ ہو گا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (طٰہٰ:۵) اُس رحمٰن نے عرش پر استویٰ فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح رحمٰن ساری کائنات پر سایہ فگن ہے اسی طرح رحمٰن کا چشمہءِ رحمت کُل کائنات کو سیراب بھی کر رہا ہے۔

Marfat.com

جب رحمٰن کی مہربانیاں کُل عالم پر یکساں ہیں تو جو لوگ شب و روز اپنی زندگی اُس کی بندگی اور اطاعت میں گزارتے ہیں اپنی خواہش اُس کے حکم پر قربان کرتے ہیں، اُس کے راستے میں تن من دھن سب کچھ لٹاتے ہیں تو کیا اُن کے لیے رحمتِ حق کا کوئی مخصوص حصہ مقرر ہے؟ کیونکہ انہیں رحمت حق سے خاص انعام ملنا چاہیے تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں اور متقیوں کے لیے اپنی شانِ رحمیت کو مخصوص کر دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا (الاحزاب:۴۳) اور وہ مومنوں کے لیے رحیم ہے اسی لیے مفسرین کرام نے فرمایا رَحْمٰنُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رحمٰن کی رحمت دنیا و آخرت کے لیے ہے لیکن رحیم الآخرہ رحیم کی رحمت آخرت کے لیے مخصوص ہے۔

## رحمٰن اور رحیم میں امتیاز

الرحمٰن اور رحیم کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن مُبارک ایک لطیف نکتہ بیان فرماتے ہیں الرَّحْمٰنُ اِذَا سُئِلَ اَعْطٰی رحمٰن وہ ہے جب اُس سے مانگا جائے تو عطا کرے۔ وَالرَّحِيْمُ اِذَالَمْ يُسْأَلْ يَغْضِبُ اور رحیم وہ ہے اُس سے نہ مانگا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔ اُس کی شانِ رحمانیت ہر وقت اور ہر کسی کو عطا کرتی ہے اور کسی سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتی لیکن اُس کی شان رحیمیت کا کمال یہ ہے کہ یہ سائل تلاش کرتی ہے اور سوال پسند کرتی ہے اُس کی رحیمیت سے جب مانگا جائے اور جتنی بار مانگا جائے عطا کرتی ہے اور اگر سائل سوال کرنا بند کرے تو وہ ہستی ناراض ہو جاتی ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں  راہ دکھلائیں کسے کوئی راہرو منزل ہی نہیں

ترمذی شریف کی حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو نام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو

Marfat.com

اُس پر غضب آتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ دُنیا کے بادشاہ کثرتِ سوال سے تنگ آجاتے ہیں اور سائل کو جھڑک کر دُھتکار دیتے ہیں۔ یہ رحمٰن ورحیم کتنا سخی بادشاہ ہے کہ کثرتِ سوال پر خوش ہوتا ہے اور جو نہ مانگے اُس سے ناراض ہوتا ہے۔ تفسیرِ نعیمی جلد نمبر ا تفسیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ایک حکایت بیان کی گئی ہے کہ دو بھائی تھے ایک متقی و پرہیز گار تھا اور دوسرا فاسق و بدکار تھا۔ جب فاسق مرنے لگا تو متقی بھائی نے اُسے کہا دیکھا میں نے تجھے بہت سمجھایا مگر تو اپنی بدکاری سے باز نہ آیا۔ اب تو مر رہا ہے بتا تیرے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟ اُس نے جواب دیا میرے بھائی تو بتا اگر قیامت کے دِن میرا رب میرا فیصلہ میری ماں کے سپُرد کردے تو میری ماں مجھے کہاں بھیجے گی دوزخ میں یا جنت میں؟ متقی نے کہا ماں تو تجھے جنت میں بھیجے گی تُو اُس گناہ گار نے کہا میرا رب میری ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے بس اتنا کہا اور انتقال ہوگیا مرنے کے بعد اُسے بھائی نے خواب میں نہایت خوش وخرم دیکھا اور پُوچھا تیرا کیا حال ہے؟ وہ بولا جو مرتے وقت میں نے اپنے رب کی رحمت کی بات کی تھی اُس کے سبب مجھے میرے رب نے بخش دیا۔ پیرانِ پیر غوثِ اعظمؒ نے فرمایا عبادت کرنے والے جنت کو یاد کرتے ہیں اور گناہ گار رب کی رحمت کو یاد کرتے ہیں

## بسم اللہ کی برکتیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اندر اللہ تعالیٰ کے تین بابرکت نام ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے اندر بے شمار برکتیں رکھی ہیں چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ بسم اللہ قرآن پاک کی کنجی ہے بلکہ ہر دینی اور دنیاوی جائز کاموں کی بھی کنجی ہے۔ اس کے بغیر ہر کام ناقص رہتا ہے۔

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ فرعون نے خدائی دعویٰ کرنے سے پہلے ایک مکان

Marfat.com

بنایا تھا اور اس کے دروازے پر بسم اللہ لکھی تھی جب اس نے خدائی دعویٰ کیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اسلام کی تبلیغ کی اور اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کے حق میں بددعا کی تو وحی آئی اے موسیٰ علیہ السلام یہ اس قابل ہے کہ اس کو ہلاک و برباد کر دیا جائے لیکن اس کے دروازے پر بسم اللہ لکھی ہے جس کی وجہ سے وہ عذاب سے بچا ہوا ہے اسی وجہ سے فرعون کے گھر عذاب نہ آیا بلکہ اس کو نکال کر دریا میں ڈبویا گیا سبحان اللہ ایک کافر کا گھر بسم اللہ کی وجہ سے عذاب سے بچ گیا۔

کسی جانور پر سوار ہوتے ہوئے اگر بسم اللہ پڑھ لی جائے تو اس جانور کے ہر قدم پر سوار کو ایک نیکی ملے گی۔

امام قطبی نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ عثمان بن العاص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ جب سے مشرف با اسلام ہوا ہوں جسم میں درد رہتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں درد رہتا ہے وہاں ہاتھ رکھ کر تین بار بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو اور سات بار یہ جملہ کہو اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَ قُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ۔ درد ختم ہو جائے گا۔

ایک بار موسیٰ علیہ السلام کے پیٹ میں درد ہوا انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ ارشاد ہوا جنگل کی فلاں بوٹی کھاؤ چنانچہ آپ نے بوٹی کھائی اور فوراً آرام آ گیا۔ کچھ دنوں بعد پھر وہی بیماری ہوئی۔ موسیٰ علیہ اسلام نے وہی بوٹی کھائی مگر درد میں زیادتی ہوگئی عرض کیا یا الٰہی! یہ کیا بھید ہے کہ دوا ایک تاثیریں دو پہلی بار اس نے شفا دی اور دوسری دفعہ بیماری بڑھا دی ارشاد ہوا اے موسیٰ علیہ اسلام پہلی بار تم میری طرف سے بوٹی کے پاس گئے اور اس دفعہ اپنی طرف سے شفاء تو میرے نام میں ہے میرے نام کے بغیر دنیا کی ہر چیز زہر قاتل ہے اور میرا نام تریاق ہے۔

بادشاہ روم ہرقل نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں لکھا کہ مجھے درد سر کی بہت

Marfat.com

شکایت ہے کچھ علاج کیجئے آپؓ نے اس کے پاس ایک ٹوپی بھیج دی۔ جب باشاہ وہ ٹوپی پہنتا تھا تو درد جاتا رہتا اور جب اتار دیتا تو ددد شروع ہو جاتا۔ وہ حیران ہوا اس نے ٹوپی کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک پرچہ تھا جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس کوئی شخص زہر لایا اور کہا اگر آپ اس زہر کو پی کر سلامت رہے تو ہم جان لیں گے کہ اسلام سچا ہے۔ آپؓ نے بسم اللہ پڑھ کر وہ زہر پی لیا خدا کے فضل سے کچھ نہ ہوا اور وہ شخص ایمان لے آیا

ایک غیر مسلم لڑکی نے کسی مسلمان عالم کا خطاب سنا اور اس نے بسم اللہ کی برکتیں بیان کیں اس کے دل پر اثر ہوا وہ جو کام کرتی بسم اللہ پڑھ کر کرتی اس کے والدین اس کے اس عمل سے نالاں تھے انہوں نے اسے بسم اللہ سے باز رکھنے کے لئے ایک سانپ برتن میں ڈال دیا اور اسے کہا کہ برتن میں تمہارے لئے ہار رکھا گیا ہے جاؤ اٹھا لو لڑکی نے بسم اللہ پڑھ کر برتن میں ہاتھ ڈالا تو اس میں سانپ نہ تھا بلکہ ہار تھا۔ وہ سانپ اللہ کی برکت سے ہار بن گیا۔

آخر میں ایک مسئلہ آپ کو سمجھاتا چلا جاؤں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کلامِ الٰہی ہے دو سورتوں کو الگ کرنے کے لیے اس کا نزول ہوا۔ یہ نہ تو سورۃ فاتحہ کی آیت ہے اور نہ ہی کسی اور سورت کی۔ یہ سورۃ النمل کی ایک آیت کا جز ہے اس لیے حنفیہ کے نزدیک سورۃ فاتحہ سے پہلے نماز میں بلند آواز میں نہیں پڑھنا چاہیے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِين

Marfat.com

# محبت الٰہی

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہ تبارکُ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدُo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ

میرے پیر بھائیو، دوستو اور بزرگو!

ایک آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھنے کا شرف حاصل کیا اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (بقرۃ:۱۶۵) اور ایمان والے تو وہ ہیں جو اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں۔ محبت ایمان کی علامت اور بنیاد ہے اگر کسی شخص میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی علامتیں دکھائی نہ دیں تو اس کے ایمان کی تصدیق نہیں ہو سکتی

اب سوال یہ ہے کہ محبت کیا ہے؟ محبت کہاں پیدا ہوتی ہے؟ یعنی اس کا مرکز کہاں ہے اور محبت کی علامتیں کیا ہیں؟ یاد رکھو انسان کی تخلیق کی بنیاد بھی محبت رکھی گئی۔ اس لئے محبت کے بغیر انسان نہ صرف بے ایمان ہے بلکہ بے روح اور مردہ بھی ہے۔ حدیثِ قدسی ہے کہ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً میں چھپا ہوا ایک خزانہ تھا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ میری کوئی پہچان کرنے والا ہو، کوئی میرا ذکر کرنے والا ہو جس کا میں مذکور بنوں، کوئی عابد ہو جس کا میں معبود بنوں، کوئی محبّ ہو

جس کا میں محبوب بنوں، کوئی عاشق و طالب ہو جس کا میں مطلوب بنوں کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیاً میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا فَاَحْبَبْتُ مجھے محبت ہوئی اَنْ اُعْرَفَ کہ میں پہچانا جاوں فَخَلَقْتُ الْخَلَقَ پس میں نے اس محبت کی خاطر مخلوق کو تخلیق کیا گویا اس مخلوق کی تخلیق کا مقصد بھی محبت، اس کی ابتدا بھی محبت اور انسان کی زندگی کا مقصد بھی محبت ہے۔

کیونکہ محبت تو تب ہی ممکن ہے جب ایک محبّ اور دوسرا محبوب، ایک عاشق اور دوسرا معشوق۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو تخلیق کر کے محبت کا سامان پیدا کر دیا۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ O (الذّٰریٰت: ۵۶) ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی محبت کے لئے پیدا فرمایا۔ حضرت علی فرماتے ہیں لِیَعْبُدُوْنَ سے مراد لِیَعْرِفُوْنَ ہے یعنی انسان کو اللہ کی معرفت کے لئے پیدا کیا گیا۔

معرفت کیا ہے؟ معرفت ذاتِ حق کی پہچان ہے۔ پہچان چاہت کے بغیر ناممکن ہے اور چاہت کا نام محبت ہے تو یہ فیصلہ ہو گیا کہ انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا کچھ نہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے طَلَبُ اللّٰہِ فَرْضٌ قَبْلَ کُلُّ فَرْضٍ اللہ تعالیٰ کی محبت تمام فرائض میں اولین فرض ہے۔ اُس کی ذات کے ساتھ محبت کرنا، عشق کرنا سب سے بڑا فرض اور سب سے بڑی عبادت ہے

اولیاء کاملین کا فرمان ہے طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ مَوْلٰی مُذَکَّرٌ دنیا کا طالب نامرد ہے۔ آخرت کا طالب عورت ہے اور رب کا طالب مرد مومن ہے دنیا اور عقبٰی کی طلب مردِ مومن کی شان نہیں اس کی شان و عظمت یہ ہے کہ وہ فقط مولیٰ کا طالب اور اس کا محبّ ہو۔ گویا محبت انسان کی زندگی کا اولین مقصد ہے اور زندگی کو اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کرنا، اس کا ہو جانا سب کچھ اس پر قربان کر

دینے کا نام محبت ہے۔ قرآن مجید نے فرمایا وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ (کہف:۲۴) اپنے رب کا ذکر کر جبکہ خود کو بھول جا۔

آیئے اب سنیئے کہ محبت کا مرکز کہاں ہے؟۔ انسانی جسم کئی اعضاء کا مرکب ہے اور ہر اعضاء کا کام مختلف ہے آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے زبان بولتی ہے، ہاتھ پکڑتے ہیں، پاؤں چلتے ہیں، ناک سونگھتا ہے اور دماغ سوچتا ہے اسی طرح جسم کا سب سے اہم عضو دل ہے۔ یہ تمام اعضاء کا بادشاہ ہے سب اس کی رعایا ہیں اس کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ اس کی دھڑکن کے ساتھ تمام اعضاء کی قوت اور حرکت وابستہ ہے یہ ایک لمحہ کے لئے دھڑکنا بند کر دے تو اعضاء نا کارہ ہو کر مفلوج ہو جاتے ہیں کیا آپ کو علم ہے کہ اس دل کا کام کیا ہے؟ کیا یہ صرف خون پہنچاتا ہے؟ کیا یہ خون کا لوتھڑا ہے؟ نہیں اس کا کام سب سے بڑا اور سب سے اہم ہے اس جسم کے بادشاہ کا کام محبت کرنا ہے یہ محبت کرتا ہے عشق کرتا ہے۔ اس عشق و محبت کے باعث اس کو جسم کی سرداری اور مرکزیت ملی۔ اس عشق و محبت نے اس کو اتنا بلند کر دیا کہ خود اس کا بنانے والا خالق اعلان کرتا ہے قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی مومن کا دل اللہ کا عرش ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مسکن و کرسی ہے۔

میرے بھائیو! ایک بات یاد رکھو جس طرح دِل کی حرکت میں تمام جسم کی جان ہے اس کی حرکت کے بغیر تمام جسم کے اعضاء مردہ ہیں بلکہ اسی طرح دل کی زندگی بھی محبت سے منسلک ہے۔ دل کی زندگی محبت و عشق سے وابستہ ہے۔ اگر دل اپنا اصلی کام نہ کرے یعنی عشق و محبت چھوڑ دے تو یہ دل مردہ ہے۔ مردود ہے۔ حرکت کر رہا ہو تب بھی مردہ ہے۔ اور حرکت بند کر جائے پھر بھی فنا ہے۔ اس کی زندگی، اس کی بقا، اسکی خوراک محبت ہے محبت ہے محبت ہے۔

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں ان کی

Marfat.com

مثال زندہ کی سی ہے اور جو ذکر نہیں کرتے ان کی مثال مردہ جیسی ہے۔

## کس کی محبت؟

یہ ٹھیک ہے کہ ہر دل کسی نہ کسی سے محبت تو کرتا ہے تو کیا ہر چیز سے محبت کرنے والا دل زندہ و جاوید ہے؟ بیوی سے محبت، بچوں سے محبت، دولت سے محبت عزت وعظمت سے محبت، اقتدار اور وقار سے محبت تو دلوں میں موجود ہے۔ کیا یہ محبتیں بھی اس کی زندگی کی ضمانت ہیں۔ کیا اس کی زندگی کا مقصد انہی چیزوں سے محبت ہے۔ نہیں نہیں یہ محبتیں تو ہر دل میں ہیں اور ہر دل اللہ کی محبت کا مسکن نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے خود نکھیڑا کر دیا ہے۔ فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰه (بقرۃ ۱۶۵) وہ لوگ جو ایمان لائے وہ اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں گویا محبت تو وہ ہے جو محض اللہ کی ہو اور اللہ کے لئے ہو۔

اس دل پر اللہ تعالیٰ نے بندے کو اختیار دیا کہ وہ جس سے چاہے محبت کرے۔ دنیا سے محبت کرے یا دین سے، مخلوق سے محبت کرے یا خالق سے اسے کھلی چھٹی ہے ہاں اللہ سے محبت کرنے والوں اور دنیا سے محبت کرنے والوں کا مقام اور فرق واضح کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا حُبُّ الدُّنیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیْئَۃ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے وَ تَرْکُھَا کُلُّ فُضِیْلَۃ اور اس کی محبت کو ترک کرنا تمام فضیلتوں کی کنجی ہے۔ مومن کی نشانی یہ ہے کہ اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ انکی محبت اُس کے دل میں ایسی سمائی ہوئی ہوتی ہے کہ وہ تمام محبتیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر قربان کر دیتا ہے۔

## محبت کی علامتیں

اللہ تعالیٰ نے مومن کی محبت کی علامتیں بھی خود بیان فرمائی ہیں۔ فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (انفال:۲)

مومن تو وہ ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل تڑپ اٹھتے ہیں۔ محبوب کا ذکر سنتے ہی ان کے دلوں میں عشق و محبت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ اللہ کا حکم ہو تو سر جھکاتے ہیں اور اللہ کا ذکر ان کے دلوں میں لرز پیدا کر دیتا ہے اور آنکھوں میں آنسو رواں کر دیتا ہے۔

## دوسری علامت

دوسری جگہ ارشاد فرمایا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ال عمران:۳۱) اے محبوب ﷺ! اللہ سے محبت کرنے والوں سے کہہ دو کہ میری تابعداری کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ فرمایا اللہ سے محبت کرنے والوں کی دوسری علامت یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع و غلامی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور غلامی کے بغیر اللہ کی محبت کا دعویٰ جھوٹا اور فریب ہے۔

## تیسری علامت

اللہ سے محبت کرنے والوں کی ایک نشانی اور بتائی ہے فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (الاحزاب ۴۱) اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ کیونکہ محبت کا یہ دستور ہے کہ جس سے محبت کی جائے اس کا ذکر کثرت سے کیا جائے اور محب جتنا زیادہ کرے گا اتنی ہی اس کی محبت ہوگی۔

گر تو خواہی زیستن بابرو ذکر او کن ذکر او کن ذکر اِو

(اگر تو عزت و آبرو کی زندگی گزارنا چاہتا ہے تو تو اس کا ذکر کر، تو اس کا ذکر کر، تو اس کا ذکر کر)

## محبت الٰہی کی شرائط

### محبت کی پہلی شرط دل کی پاکیزگی

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى بے شک اس شخص نے

فلاح پائی جس نے تزکیہ نفس کیا۔ اپنے نفس کو پاک کیا۔ دل کو کدورتوں اور محبتِ دنیا سے پاک کیا۔ آگے فرمایا وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى (الاعلی: ۱۴) اپنے رب کا ذکر اور نماز پڑھ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر و نماز سے قبل تزکیہ نفس، طہارتِ دل کا ذکر فرمایا کیونکہ تزکیہ نفس اور دل کی پاکیزگی کے بغیر ذکرِ الٰہی اور یادِ الٰہی مقبول و منظور نہیں ہے۔

## دوسری شرط اخلاص

فرمایا اَلذِّكْرُ بِلَا فِكْرٍ كَصَوْتِ الْكَلْبِ اخلاص و فکر کے بغیر ذکر ایسا ہے کہ کتے کی بھونکنے کی آواز۔ گویا اگر دل پاکیزہ نہیں، دل میں اخلاص و محبت نہیں تو زبان کا ذکر کتے کے بھونکنے کی آواز ہے۔ ایک گھڑی کی فکر ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے۔ گویا لمحہ بھر کے لئے اپنے دل میں یار کو بٹھانا اس کا ذکر محبت و اخلاص سے کرنا ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے۔ علامہ اقبال نے من کی دنیا سنوارنے کی یوں ترغیب دی ہے۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی — تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

## تیسری شرط پاک نیت

حدیث پاک میں اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا اِلٰى اَعْمَالِكُمْ وَلٰكِنْ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ بے شک اللہ تمہاری صورتوں اور اعمال کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ اس کی نظر تمہارے قلوب اور نیتوں پر ہے۔ وہ ذات حق نہ تو خوبصورت شکل و صورت دیکھتی ہے اور نہ ہی اسے بڑے بڑے اعمال اور کثرت عبادت کی ضرورت ہے وہ تو صرف یہ دیکھتا ہے کہ تمہارے دل میں اس کی محبت ہے یا نہیں۔ تمہارا دل اس کے عشق میں تڑپتا ہے یا نہیں اس کی نظر اس کی توجہ کا مرکز تمہارا دل ہے۔ اس دل کو پاکیزہ

کر کے اس کی طرف لگالو، دونوں جہان میں فلاح پا جاؤ گے۔

میرے حضور قبلہ ایک مثال دیا کرتے تھے فرماتے ایک شخص کھیس بن رہا تھا۔ وہ شخص پکا نمازی تھا۔ اس نے آذان کی آواز سنی۔ آذان کی آواز آتے ہی اس کے دل میں نماز ادا کرنے کی فکر اور یادالٰہی کی تڑپ اٹھی۔ دل میں کہنے لگا کہ نماز بھی پڑھنی ہے اور کھیس بھی تھوڑا سا رہتا ہے۔ یہ بھی بننا ضروری ہے لیکن نماز اس سے بھی ضروری ہے کیوں نہ پہلے نماز پڑھ لوں۔ پھر کھیس بن لوں گا۔ اسی کشمکش میں تھا کہ اللہ کا ایک ولی دل کے راز جاننے والا مردِ قلندر اس کے پاس سے گزرا۔ فرمایا بہت اچھی نماز پڑھ رہے ہو۔ اس شخص نے کھیس چھوڑ دیا۔ نماز پڑھنا شروع کر دی جونہی نماز شروع کی دل میں خیال آیا کہ کھیس صرف ایک بالشت رہتا ہے اور اس کا مالک بھی آنے والا ہے اس سے وعدہ کر رکھا ہے۔ کھیس مجھے بہت جلد تیار کرنا ہے۔ فقیر صاحب پاس کھڑے تھے فرمایا اچھا کھیس بن رہے ہو۔ اس شخص نے سلام پھیر کر فقیر سے پوچھا جب میں کھیس بن رہا تھا تو تُو نے کہا اچھی نماز پڑھ رہے ہو اور اب جب میں نماز پڑھ رہا ہوں تو تم کہتے ہو کہ اچھا کھیس بن رہے ہو۔ فقیر صاحب نے فرمایا میاں جب تو کھیس بن رہا تھا تو تیرا دل نماز میں لگا ہوا تھا، تیرے فقر و تصور پر نماز چھائی ہوئی تھی اس لئے تو کھیس بنتے ہوئے بھی حالتِ نماز میں تھا۔ اب جبکہ بظاہر تو نماز پڑھ رہا ہے لیکن تیرے دل میں کھیس کا فکر ہے یہ نماز نہیں کھیس کی بنائی ہے۔

بندگانِ خاص علام الغیوب  واھز روھم ہم جواسیس القلوب

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ "ظاھر الانسان عین" کہ انسان کا ظاہر آنکھ کی مثل ہے اور باطن الا نسان نور العین اور انسان کا باطن آنکھ کا نور ہے اور عین بغیر

Marfat.com

نور "عمی "اور آنکھ بغیر نور کے اندھی ہے اس لئے ظاہر کا عمل اندھی آنکھ کی طرح ہے اور دل کا عمل نور والی آنکھ جیسا ہے جو سب کچھ دیکھتی اور پہچانتی ہے۔

تو اے بندے! اگر تو اللہ سے محبت چاہتا ہے اپنے رب کا ذکر کرنا چاہتا ہے تو پھر دل کو پاکیزہ رکھ اس میں اس کی محبت کا چراغ روشن کر کیونکہ دل کی صفائی اور اخلاص کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں۔

## چوتھی شرط بے ریا

## حکایت

شیخ ابوالحسن خرقانی ایک جگہ سے گزرے۔ایک موذن اذان دے رہا تھا آپ نے اس کی اذان سن کر فرمایا تف بر دہان تیرے منہ میں تھوک پڑے۔تھوڑی دیر بعد ایک کتا بھونکا آپ نے کہا لبیک وسعد یک تجھ پر صدقے جاؤں، تجھ پر قربان جاؤں۔ایک شخص دونوں آواز پر آپ کا ردِ عمل سن رہا تھا حیران ہو کر بولا آپ کیسے دُرویش ہیں جب اذان ہو رہی تھی تو آپ نے تف بر دہان پڑھا اور جب کتا بھونک رہا تھا تو آپ نے لبیک وسعد یک کہا۔آپ نے فرمایا اے انجان! تو درویش کی بات نہیں جانتا اپنا کام کر ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دے۔اس نے آپ کو پکڑ لیا اور کہا کہ میں یہ پوچھے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔شیخ ابوالحسن خرقانی نے فرمایا: آوازِ مؤذن با غرض است آواز سگ بے غرض وما بے غرض را غلام ایم

مؤذن کی آواز میں غرض و طمع ہے وہ اس لئے اذان دے رہا ہے کہ اسے تنخواہ ملتی ہے اور دل میں کہہ رہا ہے کہ اذان نہ دی تو تنخواہ بند ہو جائے گی جبکہ کتے کی بھونک میں ریا نہیں ہے جو کچھ کہہ رہا ہے بے غرض کہہ رہا ہے ہمیں تو بے غرض بات پسند ہے چاہے کتے کی زبان ہو۔علامہ اقبال نے فرمایا:

Marfat.com

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گزر بادۂ جام سے گزر
تیری نماز بے سرور تیرا امام بے حضور
ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر

کسی نے حضرت رابعہ بصری کو بتایا کہ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ میں تین دنوں میں رب تک پہنچ گیا۔ پہلا دن اپنے نفس اور خواہشات پر لگایا، دوسرا دن مخلوق پر کہ کوئی نفع نقصان نہیں دے سکتی اور تیسرے دن اپنے رب تک جا پہنچا۔ رابعہ بصری نے فرمایا کہ حسن رب تک پہنچا مگر دیر سے۔ تین دن کی کیا ضرورت تھی پوچھا کیسے فرمایا میں نے اپنے رب کو ایک لمحہ میں پالیا۔ صرف خود کو ایک طرف ہٹایا، دیکھا تو مالک کو پایا۔ صرف میرا اپنا ہی پردہ تھا

بندہ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی کہ دریں راہِ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

تو دوستو! بات یہ ہے کہ جب تک من کی صفائی نہ کی جائے اور دل میں اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت کے پھول نہ کھلائے جائیں ایمان کی حلاوت اور ذکر کی لذت نصیب نہیں ہو سکتی اور اگر ذکر و عمل بھی کم ہوں، عبادت و ریاضت میں بھی کثرت نہ ہو لیکن دل عشقِ الٰہی سے معمور ہو تو کم عمل بھی کثیر سے افضل ہے

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی نہ ہو عشق تو مردِ مسلماں بھی کافر و زندیق

حضرت داؤد طائی اپنی داڑھی میں کنگھی نہیں کیا کرتے تھے کسی نے کہا کہ جناب داڑھی میں تیل کنگھی کرنا سنت رسول ﷺ ہے آپ کیوں نہیں سنوارتے۔ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ داڑھی کو سنوارنے کی بجائے اپنے دل کو سنواروں۔ جو وقت داڑھی کے سنوارنے میں خرچ ہوتا ہے میں اس کو دل کے صاف کرنے میں صرف کرتا ہوں

Marfat.com

کیونکہ اس دل میں ہزاروں میں حرص و ہوا س موجود ہیں۔ داڑھی میں کیا ہے۔

اے میرے پیر بھائیو! اپنے ظاہر کو سنوارنے کی بجائے اپنے باطن کو سنوارو ظاہری بناوٹ و سجاوٹ تمہارے کچھ کام نہ آئے گی۔ من کو اجلا کرو، من کو صاف کرو پاکیزہ رکھو، دل میں اللہ کی یاد بسالو اور اس کے نور سے دل کو منور کرو۔ ذاتِ حق کا نور تمہارے ظاہری چہرہ پر بھی روشن ہوگا اور تمہارے باطن کو بھی منور کردے گا۔ تمہاری قبر بھی اس سے چمکے گی اور روزِ محشر میں بھی روشنی تمہارے ساتھ رہے گی ظاہری چہرہ کو سنوارنے میں وقت ضائع نہ کرو یہ چہرہ تو ایک دن کھردرا اور بدنما ہو جائے گا بوڑھے ہو گئے تو یہ حسن جاتا رہے گا۔ یہ خوبصورت چہرے ایک دن مٹی میں مل جائیں گے دل کا حسن بڑھاؤ آئینہ دل کو پالش کرو، اس کو چمکاؤ اللہ کی قسم دل کا حسن قیامت تک ماند نہیں پڑے گا۔ اگر تو نے ذکر الٰہی اور محبت الٰہی کی پالش اس دل پر کردی تو اس کا زنگ مٹ جائے گا اور اس کا حسن نکھرتا چلا جائے گا اور اس کی کرنیں اتنی بکھریں گی اور چمکیں گیں کہ تیرے مرنے کے بعد بھی اس روشنی کی چمک سے سارا جگ مستفید ہوتا رہے گا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِین

Marfat.com

# عشق الٰہی

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّي نُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (بقرة:١٦٥)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

میرے پیر بھائیو، دوستو اور بزرگو!

پچھلے جمعۃ المبارک پر محبت الٰہی پر اپنی معروضات پیش کیں آج بھی اسی موضوع کو آگے بڑھاتے ہیں ہاں فرق یہ ہے کہ آج کے موضوع کا نام عشقِ الٰہی ہے۔ دوستو! عام طور پر محبت و عشق کے معنی میں کوئی تمیز و فرق نہیں رکھا جاتا لیکن ان کے درمیان ایک لطیف سا فرق ہے۔ یوں سمجھو کہ ''کسی'' کو دل میں رکھنے کا نام محبت ہے اور یار کی خاطر ''کچھ'' نہ رکھنے کا نام عشق ہے۔ گویا محبت ابتدا اور عشق عروج و انتہا ہے۔ محبت کثیر لوگوں سے ہو سکتی ہے مگر عشق کثرت کا قائل نہیں وحدت کا قائل ہے۔

آیئے آج اسی قرآنی آیت کا ترجمہ محبت کی بجائے عشق کے رنگ میں کرتے ہیں فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْ نِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰه ○ بقرة:١٦٥

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ کی محبت دوسرے لوگوں کی محبت اور

Marfat.com

عزیز واقارب کی محبت کی طرح ہے۔فرمایا ہر گز نہیں۔اللہ تعالیٰ اور دوسرے لوگوں کی محبت ہر گز برابر نہیں ہو سکتی۔اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ لوگو! ایمان والے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے عشق کرتے ہیں شدید محبت کرتے ہیں۔ماں باپ اور اولاد سے محبت ان کی فطرت میں شامل ہے۔عزت و وقار اور دولت نسان کی فطری کمزوری ہے لیکن اللہ کی محبت اور دوسری محبتوں کو ایک جیسا نہیں سمجھتے۔اس لئے فرمایا اللہ سے صرف محبت ہی نہیں بلکہ شدید محبت کرو یعنی عشق کرو۔عشق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ساری محبتیں اس کی محبت پر قربان کردی جائیں تب تم مومن کہلاؤ گے۔اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اللہ کی عبادت کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی فرماں بردار اور تابع ہے۔مگر انسان واحد مخلوق ہے جو صرف عبادت ہی نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ سے عشق بھی کرتا ہے۔اور کمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے۔یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ پر وحی نازل فرمائی اور فرمایا اے داؤدؑ! بنی اسرائیل کے جوانوں کو کہہ دو کہ تم میرے سوا کسی اور کی طرف کیوں رغبت کرتے ہو۔کتنے ظلم کی بات ہے۔میں تمہارا مشتاق ہوں اور تم غیر کو چاہتے ہو۔امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اللہ ولی الذین اٰمنوا (بقرۃ:۲۵۷) اللہ دوست رکھتا ہے ایمان والوں کو۔کہنا تو یہ چاہتا تھا کہ ایمان والے اللہ کے دوست ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے محبت کی نسبت اپنی طرف کر کے فرمایا اللہ دوست رکھتا ہے ایمان والوں کو۔ایک اور جگہ فرمایا۔یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ (المائدہ ۵۴) اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے محبت کی اور اس کی محبت کے باعث مومن بھی اللہ کی محبت میں مست و بے خود ہو کر عاشق بن گئے۔

عشق کی علامت کیا ہے؟ عشق کی علامت اور نشانی کیا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ عشق کی علامت بھی عشق خود ہے۔یہ ایسی آگ ہے کہ اس کا دھواں نہیں نکلتا لیکن اس

Marfat.com

کی حرارت سات آسمانوں سے اوپر عرشِ معلی تک جاتی ہے عشق کی علامت یہ ہے کہ لوگ عاشق کو دیکھیں تو انہیں اس کا معشوق یاد آجائے۔ عشق کی نشانی یہ ہے کہ یار پر سب کچھ نچھاور کر دیا جائے اور یار کی محبت میں ایسا مست ہو کہ کہے کچھ بھی نہیں کیا اور یار کا ہو کر خود کو بھول جائے تو سمجھ لو یہ عشق ہے۔

حضرت بابا فرید سے کسی نے پوچھا کہ عشق کیا ہے؟ فرمایا عشق کی سات سو منزلیں ہیں۔ سر ہتھیلی پر رکھ کر یار کے کوچے میں چلے جانا عشق کی پہلی منزل ہے۔ حضرت شاہ منصور جب قید خانے میں تھے تو ایک روز شیخ شبلی اُن کے پاس گئے اور پوچھا منصور بتاؤ عشق کیا ہے؟ فرمایا کل آنا بتاؤں گا۔ دوسرے دن تشریف لائے تو شاہ منصور سولی پر لٹکے ہوئے تھے فرمایا منصور ہم نے کل سوال پوچھا تھا اور تمہیں آج کا وعدہ دیا تھا۔ لاش سے صدا آئی تیرے سوال کا جواب ہماری لاش کا سولی پر لٹکنا ہے۔ عشق ہویں عشق کماویں دل رکھیں وانگ پہاڑاں ہو

حضرت بایزید بسطامی رب تعالیٰ کی محبت میں ایسے مستغرق تھے بیس سال تک آپ کا ایک مرید حاضر خدمت رہتا تھا اور آپ ہر روز اس کا نام پوچھتے۔ اس نے عرض کیا حضور! بیس سال سے آپ میرا نام دریافت کر رہے ہیں کیا میرا نام ابھی تک آپ کو یاد نہیں آیا۔ فرمایا میرے دل پر ایک نام ایسا غالب آیا ہے کہ اس نے باقی تمام نام بھلا دیئے ہیں۔ جس وقت تمہارا نام لینا چاہتا ہوں اس کے نام کی محبت اور غیرت عشق سے تمہارا نام میری یاد سے بھول جاتا ہے۔ یہ عشق کی علامت ہے کہ یار کے سوا دل و دماغ پر سب کچھ مٹ جاتا ہے۔ محبوب کے سوا کچھ یاد نہیں رہتا۔

حور پہ آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا
سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک دن حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابو صدیقؓ کے کمرے میں آئیں دیکھا تو چھت کا رنگ سیاہ اور کمرے سے

گوشت کے جلنے کی بو آ رہی ہے۔ حیران ہو کر پوچھا ابا جان! آپ کے کمرے کی چھت کا رنگ کالا کیوں ہے۔ حالانکہ یہاں آگ نہیں جلائی جاتی۔ اور اس کمرے میں گوشت کے جلنے کی بو آتی ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے آہ بھری۔ فرمایا چھت آگ کے دھوئیں سے نہیں میرے دل کی آگ کے دھوئیں سے سیاہ ہوگئی ہے اور گوشت کے جلنے کی بو نہیں میرا دل محبوب کے فراق میں جلتا ہے اور اس کے جلنے کی بو کمرے سے آتی ہے۔

ہر کس بجہاں دارد روئے بمراد　　ہر دو جہاں ذوق تماشائے تو اریم

(اس جہاں میں ہر ایک چہرہ کسی نہ کسی طرف لگا ہوا ہے مگر ہم تو دو جہاں میں فقط تیرے دیدار کی لذت میں غرق ہیں۔

## مقامِ عاشقاں

آیئے اب ان عاشقوں کے عشق کا حال اور ان کا مقام بھی سنیئے

سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں اس دن کے چڑھنے میں اللہ تعالیٰ برکت ہی نہ کرے جس دن میں محمد ﷺ کو ایک نیا درد اور تازہ عشق الٰہی عطا نہ ہو۔

یک ذرہ درد ابد و عالم نمی دہندز یرا کہ نیست ملک دو عالم بہائے او

اگر کوئی ہم سے دونوں جہاں کے عوض ہمارے عشق کے ایک ذرے سے تبادلہ کرنا چاہے تو بھی اس کو منظور نہ کریں اس لئے کہ دونوں جہان اسکی قیمت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

تاجدارِ دو عالم ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے اے اللہ! تو مجھے اپنی محبت عطا فرما اور اس شخص کی محبت جو تجھے محبوب رکھتا ہے اور اس چیز کی محبت جو تیری محبت کا ذریعہ بنے اور اپنی محبت کو میرے لئے ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب کر دے۔

حدیث قدسی ہے فا احببته فکنت سمعه الذی یسمع الذی به وبصر

Marfat.com

ہ الذی یبصر بہ یدہ النبی یبطش بھاور جلہ التی یمشی بھا جب بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے تو میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ تو اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں کی قوت ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

گویا جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت و عشق کیا اپنے عشق میں کمال حاصل کیا کہ اب اللہ انہیں چاہتا ہے۔ انہیں محبوب رکھتا ہے۔ بلکہ ان کے اعضاء کو اپنے اعضاء کہا ہے۔ پہلے صرف ان کے دل میں موجود تھا اور اب تمام جسمانی قوتیں بھی اس کی قوتیں ہیں۔ اب بظاہر کان تو بندہ کے ہیں لیکن اس میں قوتِ سماعت اللہ کی ہے اب بندہ کے لئے کوئی حدود و قیود نہیں ہیں۔ جو چیز جہاں سے سننا چاہے سن سکتا ہے۔ آنکھ کی بینائی اب ایسی قوتِ بصارت ہے جس کو چاہے دیکھے اور جہاں چاہے دیکھے۔ کوئی پردہ اس کی آنکھ کے سامنے رکاوٹ نہیں۔ اب اس کا ہاتھ نہیں بلکہ یداللہ ہے جہاں چاہے ہاتھ بڑھا دے اور جس کی چاہے دستگیری کرے۔ اب اسے ظاہری اسباب کی ضرورت نہیں اس کے قدموں میں بے مثال قوت ہے۔ ایک قدم بڑھائے تو زمین کے دوسرے کونے تک پہنچ جائے۔ یہ سب کچھ اسے کیسے حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت سے اسے یہ مقام ملا کہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی صفات جلوہ گر ہوگئیں۔

ایک دفعہ بایزید بسطامی حج کو جا رہے تھے کہ راستے میں ایک فقیر پڑا دیکھا۔ فقیر کی نظر بایزید پر پڑی تو پوچھا کہ کدھر جا رہے ہو؟ فرمایا حج کو جا رہا ہوں۔ فقیر نے کہا وہاں جا کیا کرو گے؟ فرمایا وہاں کعبے کا طواف کروں گا۔ فقیر نے کہا بایزید تو میرا طواف کر لے تیرا حج ہو جائے گا۔ اس پتھر کے کوٹھے کا کیا طواف کرے گا۔ آپ نے فرمایا تیرا طواف کرنے سے حج کیسے ہوگا۔ اس نے فرمایا

Marfat.com

کعبہ را یک بار بیتی گفت یار گفت یا عبدی مرا ہفتا د بار

کعبہ وہ ہے کہ جس کو باری تعالیٰ نے ایک بار کہا تھا کہ یہ میرا گھر ہے جبکہ مجھے روزانہ ستر بار کہتا ہے یا عبدی، یا عبدی، یا عبدی یعنی میرے بندے، میرے بندے، میرے بندے،

سلوک کے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ لاکھ علم سے ایک ذرہ عمل اور لاکھ عمل سے ایک ذرہ بھر اخلاص اور لاکھ اخلاص سے ذرہ بھر عشق اور لاکھ عشق سے ذرہ بھر شوق اور لاکھ شوق سے ذرہ بھر درد بہتر ہے۔

حضرت رابعہ بصری سے کسی نے پوچھا کہ آپ عبادت کس کے لئے کرتی ہیں؟ دوزخ کے ڈر یا جنت کے حصول کے لئے! فرمایا میں تو یہ دعا کرتی ہوں کہ اے میرے اللہ اگر میں دوزخ کے ڈر سے تیری عبادت کروں تو مجھے دوزخ ڈالنا اور اگر جنت کے لالچ میں تیری عبادت کروں تو مجھے ہرگز جنت عطا نہ فرمانا اور اگر تیری عبادت محض تیری محبت کے لئے کروں تو مجھے اپنے آپ سے جدا نہ کرنا۔

اللہ کے بندوں کو دوزخ و جنت سے کیا مطلب۔ نہ وہ جنت کے طلبگار ہیں اور نہ دوزخ سے پر خوف، وہ تو فقط ذاتِ حق کے دیدار کے طالب ہیں۔ اور اسی کے عشق میں تن کی ہڈیاں اور من کا گوشت جلا دیتے ہیں۔

بجز از وصل ہر چیز فضول است زصد دنیا مرا وصلے قبول است

زمن پرسی دخول جنتے چیست وصال دوست در جنت دخول است

(سو دنیا کے بدلے یار کی ایک جھلک افضل ہے اور دیدارِ یار کے سوا ہر چیز فضول ہے۔ تو مجھ سے پوچھتا ہے کہ دخولِ جنت کیا ہے یار کی ملاقات ہی تو جنت کا داخلہ ہے۔)

Marfat.com

بایزید بسطامی کو جب قربِ الٰہی نصیب ہوا تو آواز آئی اے بایزید تو نے بہت مشقت اٹھائی ہے کیا تمہیں جنت عطا کردوں

عرض کی جنت تو متقیوں کی جگہ ہے۔ فرمایا اچھا تجھے مقامِ عرش عطا کردوں، عرض کی عرش تو روحانیوں کی جگہ ہے۔ ندا آئی تجھے آسمان چاہیے، عرض کی آسمان تو فرشتوں کی جگہ ہے۔ پھر صدا آئی تجھے کرسی عطا کروں، عرض کی وہ تو کروبیاں کی جگہ ہے۔ پھر ندا آئی تو تجھے دوزخ چاہیے، عرض کی وہ تو تیرے منکروں کی جگہ ہے۔ پھر لطف وکرم سے بھری صدا آئی اے بایزید تو مجھے چاہتا ہے؟ عرض کی جی میرے مولا۔ فرمایا اگر تو مجھے نہ پاسکا تو پھر؟ بایزید نے ایک آہ بھری اور سربسجود ہو کر جان محبوبِ حقیقی کے حوالے کر دی۔

کفر کافر رادیں دیندار را قطرۂ دردِ دل عطارؔ را

(کفر کافر کو اور دین دیندار کو دے دے اور عطا کو اپنے دریائے عشق سے ایک قطرہ عشق عطا کر دے)

ہر کہ عاشق شد جمالِ ذات را اوست سید جملہ موجودات را

(جو شخص اپنے محبوب کے جمال کا عاشق ہے وہ تمام موجوداتِ عالم کا سردار ہے)

شیخ شبلی کی عادت تھی کہ جو شخص ان کے سامنے اللہ کا نام لیتا آپ اسکے منہ میں شیرینی ڈال دیتے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا جو شخص میرے محبوب کا نام لیتا ہے اس کا منہ شیرنی سے نہ بھروں تو کیا کروں۔

ایک دن مستی و بے خودی میں آپ جا رہے تھے کہ کچھ لڑکے دیوانہ سمجھ کر آپ کے پیچھے لگ گئے اور آپ پر پتھر پھینکے۔ ایک پتھر آپ کی پنڈلی پر لگا جس سے خون بہنے لگ گیا۔ کسی نے دیکھا تو لڑکوں کو بھگا دیا۔ زخم صاف کیا مگر یہ دیکھ اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جسم سے خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے اس سے اللہ کا لفظ بن

Marfat.com

جاتا ہے۔ اللہ اللہ! اللہ کا ذکر اس عاشق کے صرف سینے میں ہی نہ تھا، اس کی زبان اور سانسوں میں ہی نہ تھا بلکہ جسم کے لوں لوں میں اور خون کے ہر ہر قطرے میں ایسا رچا بسا تھا کہ خون نکلتا اور بہتا تو ''اللہ'' لکھا جاتا۔

ایک دفعہ صدا آئی اے شبلی! میں چاہوں تو لوگوں پر تیرے عیب ظاہر کر دوں تو تجھے کوئی منہ لگانے والا نہ رہے۔ اللہ کا فقیر ذات حق کی آواز سے مست و بے خود ہو گیا اور عشق و محبت کی کیفیت میں ڈوب کر بولا۔ یا الٰہی! اگر میں چاہوں تو تیری رحمت کی حقیقت لوگوں پر واضح کر دوں تو تجھے دنیا میں سجدہ کرنے والا نہ رہے گا۔ محبت بھری صدا آئی۔ تو ہماری بات نہ کر ہم تمہاری بات نہ کریں گے۔ تو ہمارا راز رکھ ہم تیرا پردہ رکھیں گے۔

ایک درویش حضرت ابو علی دقاق کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابو علی! مجھے ایک علیحدہ مکان چاہیے تا کہ میں اپنی جان دے سکوں۔ آپ نے اسے ایک حجرہ دے دیا۔ وہ اس میں چلا گیا اور حجرہ کا دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ آپ کو تجسس پیدا ہوا کہ یہ آدمی کیا کرتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر گئے دیکھا تو دروازہ بند ہے اور اندر سے اللہ اللہ کی آواز آ رہی ہے۔ پھر بولا اے ابو علی! مجھے پریشان نہ کر۔ آپ واپس چلے گئے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ اللہ کرتے کرتے فوت ہو گیا۔ آپ نے غسال اور کفن لانے کے لئے آدمی بھیجا مگر اندر جا کر دیکھا تو اس کی لاش ہی غائب تھی۔ حیران ہوئے کہ ابھی تو میں نے اسے مرا ہوا دیکھا تھا اب کہاں گیا۔ عرض کی اے باری تعالیٰ! تو نے اس شخص کو میرے پاس بھیجا اور جب مر گیا تو کہیں نظر نہیں آتا۔ آواز آئی اے ابو علی! تو ایسے شخص کو کیوں ڈھونڈتا ہے جس کو ملک الموت نے ڈھونڈا مگر نہ پایا، فرشتوں نے تلاش کیا، حوروں نے جستجو کی مگر کوئی بھی نہ پا سکا۔ عرض کی کہ اے مولا پھر وہ تیرا بندہ کہاں گیا۔ فرمایا فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر: ۵۵) عظیم قدرت والے بادشاہ کے پاس چلا گیا۔

Marfat.com

رات ہنیری گھمن گھیری دریا ٹھا ٹھاں مارے
اوہ کی جانن سار اساڈی جہڑے رہن کنارے
حور پہ آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا
سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ محشر کے دن اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو حضرت اویس قرنیؒ کی صورت عطا کریں گے اور پھر ان ہم شکل فرشتوں کے جھرمٹ میں اویس قرنیؒ کو جنت میں بھیجا جائے گا۔ کیونکہ اس نے اللہ کی خاطر مخلوق سے روپوشی اختیار کی۔ اب اللہ تعالیٰ اپنی خاطر انہیں مخلوق سے روپوش کرے گا۔

بھٹی تتی تیرے عشق والی اوہ بھڑکے تے بھاہ بھاہ کرے
عاشق سڑدے تڑ تڑ کردے کول عشق کھڑا واہ واہ کرے

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِين

Marfat.com

# امانت الٰہی

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہ تبارکَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا o

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم

دوستو، بزرگو اور میرے پیر بھائیو!

قرآن مجید کی جو آیتِ کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ بے شک ہم نے اپنی امانت زمینوں پر پیش کی عَلَی السَّمٰوٰتِ اور آسمانوں پر پیش کی وَالْجِبَال اور پہاڑوں پر پیش کی فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا کہ اس کو اُٹھاؤ وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا اس سے ڈر گئے وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ اور انسان نے اس کو اٹھالیا اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا بیشک یہ انسان بڑا ظالم اور جاہل ہے۔

زمین و آسمان اور پہاڑوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنی امانت پیش کی۔ فرمایا کہ میری امانت کا بوجھ اٹھاؤ وہ سب اس کی امانت کے بوجھ سے ڈر گئے۔ لیکن انسان نے اس امانت کو اپنے سر لے لیا اور جب انسان نے یہ امانت اٹھالی تو اسے ظالم اور جاہل کہا گیا۔

سوال یہ ہے کہ امانت کیا تھی؟ زمین آسمان اور پہاڑ اس امانت سے کیوں ڈر گئے؟ اور

Marfat.com

جب کسی نے نہ اٹھائی تو انسان نے اپنے سر کیوں لی؟ اور جو کام کوئی نہ کر سکا حضرت انسان نے کر دیا جو بوجھ کوئی نہ اٹھا سکا وہ بوجھ انسان نے اٹھالیا تو اسے ظالم اور جاہل کیوں کہا گیا؟

وہ امانت کیا تھی جس کو زمین نہ اٹھا سکی جس کا بوجھ زمین اٹھانے سے عاجز آ گئی؟ خود اس کا مالک اس کو فرما رہا ہے اے میری زمین میری امانت اٹھاؤ زمین لرزاں بر اندام ہو کر کہتی ہے اے میرے خالق، اے میرے مالک مجھ پر جو بوجھ ڈال اف نہیں کروں گی پہاڑ میرے سینے میں گاڑ دے نباتات میرے قلب پر لگا دے انسان میرے اوپر بسا دے، قوی ہیکل جنات میرے سر پر ٹھہرا دے، دریا میرے جگر پر چلا دے سمندر میرے پہلو میں بہا دے یہ سارے بوجھ اٹھالوں گی مگر تیری یہ امانت کا بوجھ اے رب قدوس میں نہیں اٹھا سکتی مجھ میں طاقت نہیں، سکت نہیں، ہمت نہیں کہ تیری امانت کا بوجھ اٹھاؤں رب ذوالجلال اس امانت کے بوجھ سے مجھے دور رکھنا۔

پھر فرمایا اے آسمانوں زمین نہیں اٹھا سکتی تو تم ہی اٹھالو یہ میری امانت تمہارے سپرد کی جاتی ہے آسمانوں کے لوں لوں سے صدا آئی اے میرے مالک وخالق سیاروں کا بوجھ لاد دو چوں نہیں کرے گے ستارے سجا دو چاں نہیں کریں گے، فرشتے لاد دو ہائے نہیں کریں گے، جنت دوزخ بسا دو اُف نہیں کریں گے جو چاہو لاد دو مگر اے میرے مالک یہ تیری امانت کا بوجھ ہم اٹھانے کے قابل نہیں۔ اے میرے پروردگار اس بوجھ کو ہم پر نہ لادنا، تیری امانت کا بوجھ اٹھانے کے لائق ہم نہیں۔

والجبال اور سنگ دل پتھر اور پہاڑ و تم میری امانت تھام لو پہاڑ چلائے اے رب ذوالجلال درختوں، لوہے، سونے، دھاتوں کا چشموں اور پتھروں کا تمام تر بوجھ ہم اٹھائیں گے زمین کی میخیں ہم ہوں گے جو بوجھ لادا ہے اس سے بھی ڈبل لاد دے سینہ سپر ہو کر اٹھائیں گے مگر تیری امانت کا بوجھ ہمارے سخت دل پتھر بھی اٹھانے کے

Marfat.com

قابل نہیں۔

تو انسان کو اس کا رب مخاطب ہوا فرمایا او میرے خلیفہ، او میرے شاہکار، او میری مخلوق کے سردار یہ میری امانت ہے جس سے زمین نے انکار کر دیا آسمان ڈر گئے پہاڑ لرز گئے تم ہی میری امانت کا بوجھ اٹھاؤ عرض کی اے میرے مالک دے دو مجھے دو میرے سر پر لاد دو میں تیری امانت کو سر پر نہیں قلب وجگر پر اٹھاؤں گا اے میرے مالک تیری امانت کے تلے چیخوں گا نہیں چلاؤں گا نہیں اف اور ہائے نہیں کروں گا جیوں یا مروں گا تیری امانت کو ضرور اٹھاؤں گا اور میرے مالک میں تیری امانت کو بوجھ سمجھ کر نہیں یار کی عطا سمجھ کر اٹھاؤں گا

رات ہنیر ی گھمن گھیری دریا ٹھاٹھاں مارے

اوہ کی جانن سار اساڈی جہڑے رہن کنارے

ارے وہ امانت کیا تھی جس سے زمین ڈر گئی؟

جس کے بوجھ سے آسمان کانپ اٹھا۔ جس کے بار سے پہاڑ لرزاں ہوئے وہ امانت کیا تھی؟ اس کا وزن کتنا تھا؟ زمین آسمان اور پہاڑ کیوں ڈر گئے؟ اس امانت کے بوجھ تلے ان کی چیخیں کیوں نکلیں۔ اور اس نرم، نازک انسان نے اتنا بڑا بوجھ کیوں اٹھایا؟

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ امانت سے مراد نماز و روزہ، حج وزکوٰۃ، امر و نہی، اور احکام الٰہی ہیں علامہ بغوی نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور پہاڑوں سے پوچھا کہ امانت کو مع اس کے چیز کے اٹھاؤ گے تو انہوں نے پوچھا مالک وہ چیز کیا ہے؟ فرمایا امانت پوری کرو گے تو قرب و رضا اور اگر ضائع کرو گے تو سزا۔ (تفسیر مظہری جلد نمبر ۷)

Marfat.com

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ نے علامہ ثناء اللہ پانی پتی کے حوالے سے لکھا کہ امانت سے مراد نور العقل اور نار العشق ہے عقل کا وہ نور جس سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔اور عشق کی وہ آگ جو حجابات جلا کر رب تعالیٰ کا قرب اور معرفت تک پہنچاتی ہے

اب یہ سوال ہے کہ انسان نے اس امانت کو کیوں اٹھایا تفسیر روح البیان میں علامہ محمد اسمٰعیل حقی نے حضرت جنید بغدادی کا قول نقل کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب یہ امانت پیش کی تو آدم کی نظر اس امانت اور اس کے بار گراں پر نہ تھی جب کہ آدم کی نظر اس کے پیش کرنے والے پر تھی۔اور امانت پیش کرنے کے انداز میں جو لذت سرور تھا اس نے امانت کی گرانی کو نظروں سے اوجھل کر دیا اس لئے حضرت انسان نے عرض کی میرے رب تیری امانت کو اٹھانے سے سب قاصر ہیں۔یہ ڈرتے ہیں انہیں سزا و عذاب کا خوف ہے یہ تیری امانت کا بوجھ اٹھانے سے انکاری ہیں۔لاؤ لاؤ میرے رب جو تیرا بوجھ کوئی نہیں اٹھائے گا اسے میں اٹھاؤں گا اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر فرمایا اے آدم اٹھانا تیرا کام ہے۔اور اٹھانے کی توفیق دینا اور تیری حفاظت کرنا میرا کام ہے (حوالہ ضیاء القرآن جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۰۳)

مفسرین کرام نے لکھا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے امانت اٹھالی تو اتنا وقت بھی نہ گزرا تھا جتنا کہ ظہر اور عصر کے درمیان وقت ہے کہ جنت سے نکال دیئے گئے۔امتحان اور آزمائش میں مبتلا ہو گئے حضرت حوا کو الگ کر دیا گیا۔جنت کی ہزار ہا نعمتیں کھانے والے انسان کو بے آب و گیاہ زمین پر اتار دیا گیا۔مسجود و ملائکہ و حور و غلماں کا لاڈلا زمین پر جہاں نہ نعمتیں ہیں، نہ آسائشیں، نہ خدمت ہے نہ جنتی پھل نہ نہریں نہ محلات ہیں۔خشک آب و گیاہ پہاڑ ہیں رات کے اندھیرے سب سے بڑھ کر اکیلا پن ہے ایک آدم ہے اور کوئی نہیں۔یا اللہ یہ کیا ہے؟ کہاں سے کہاں آ گیا۔

Marfat.com

تجھے کہا نہیں تھا کہ اس شجر کے قریب نہ جانا۔ وہی شجر کھایا یا اللہ غلطی ہوگئی بھول گیا یا بھلا دیا گیا خیال نہ رہا اے میرے رب رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ میں تو اپنی جان پر ظلم کر بیٹھا اگر تو ہی مغفرت نہ کرے میری خطا کو نہ بھلا دے مجھے معاف نہ کرے تو میں بہت گھاٹے میں ہوں۔

کہاں وہ جنت کہاں یہ زمین۔ کہاں وہ نعمتیں کہاں یہ آزمائشیں سب سے بڑھ کر نافرمانی کا داغ ہائے اللہ یہ کیا ہوا۔

زمین پر قدم رکھتے ہیں اردگرد کو دیکھتے ہی جنت کا لاڈلا چیخ اٹھا پکار اٹھا، رونا شروع کیا روتے روتے آنسو نہ تھمتے سسکیاں لیتے نہ رکتے نہ آنکھ اوپر اٹھاتے روتے روتے خون کے آنسو روئے زمین کی ہر چیز آدم کے ساتھ رونے لگی آسمان آنسو بہانے لگا فرشتے آدم کے درد سے چلا اٹھے پرندے غش کھا کر زمین پر گرنے لگے آدم کے نوحے ختم ہوتے ہی نہ تھے پہاڑوں میں آدم کے نوحے گونجے تو پہاڑ رونے لگ گئے اک آدم ہی کیا رویا کہ مالک کا سارا جہان رونے لگا۔ آسمان بولے پھول کی پتی سے نرم و نازک انسان جب ہم اس بوجھ کو نہیں اٹھا سکے تو تُو نے کیوں اٹھایا جب ہم اس کا درد سہنے سے عاجز تھے تو تُو نے یہ درد گلے کیوں لگایا؟

زمین بولی اے اللہ کے شاہکار جب میں اس امانت کے بوجھ تلے چیخ اٹھی تو تُو نے اس کو اپنے کمزور، ناتواں جسم پر کیوں لیا! پہاڑ بولے اے حضرت انسان تجھے جب پتھروں کا وجود رکھنے والے لوہے کی سختی رکھنے والے پہاڑ نے یہ بارِ گراں نے نہ اٹھایا تو تو نے نرم و نازک قلب پہ یہ بوجھ کیوں اٹھایا؟

فرشتے بولے اے آدم جب ہر چیز اس بوجھ کو اٹھانے سے قاصر تھی تو تو نے یہ بوجھ یہ درد اپنے اوپر کیوں لیا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اے آسمان اے زمین اور پہاڑ و اورا ے

Marfat.com

اللہ کے فرشتو تمہیں کیا خبر یہ امانت کیا تھی اور ہم نے کیوں اٹھائی۔ تم اس امانت کی بار پر تو غور کرتے رہے۔ تم امانت کا بوجھ تو دیکھتے رہے تم اس کے اٹھانے میں تو پر خوف رہے مگر یہ نہ دیکھا کہ امانت کس کی ہے؟ اور حکم کس کا ہے۔ تمہیں اپنی جسامت کی تباہی کی فکر رہی ہم تو فقط یہ دیکھتے ہیں کہ یار کیا کہہ رہا ہے ہم نے اپنی جسامت اور ناتوانی کو نہیں دیکھا فقط یار کی عطا کو دیکھا ہے۔ اب اگر ہماری جان اس کو اٹھانے میں چلی بھی جائے تو پھر کیا۔

وہ بولے اچھا اب اگر اٹھائی ہے تو روتا کیوں ہے؟ اٹھائی ہے تو سہتا کیوں نہیں؟ فرمایا یہی تو اٹھانا ہے، یہ رونا ہی تو امانت ہے۔ یہ درد و سوز یہ آہیں یہ عشق کی آگ میں دل کا جلنا ہی تو امانت کا اٹھانا ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ میں امانت کے بوجھ تلے چیخ رہا ہوں۔ نہیں یہ ہماری آہیں یہ درد بھری سسکیاں یہ ہمارے خون بھرے آنسو یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ اے زمین و آسمان اے پہاڑو جو تم نہیں کر سکتے ہم اس کا حق ادا کر رہے ہیں۔ جب اس بار امانت کو انسان نے یوں شوق و محبت میں گم ہو کے عشق و مستی میں خود رفتہ ہو کر اٹھایا۔ تو اللہ نے فرمایا انه کان ظلوماً جهولاً۔ بے شک یہ (محبت الٰہی) میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اور اپنے انجام کی پرواہ نہ کرنے والا بھولا بھالا ہے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِين

Marfat.com

# رحمت الٰہی

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ قَالَ اللّٰه تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی
فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
قُلْ لِعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ الرَّحْمَةِاللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ
الذُّنُوبَ جَمِيْعاً

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِيْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ

خطائیں دیکھتا رہتا ہے عطائیں کم نہیں کرتا
سمجھ یہ نہیں آ تا کہ اتنا مہرباں کیوں
ہم نے عصیاں سے کبھی کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے جہنم میں جانے کی بہت کی تدبیر
پر تیری رحمت نے یہ گوارہ نہ کیا

محترم دوستو، بزرگو، اور پیر بھائیو!

چوبیس پارہ میں سے ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے قبل اس کے کہ میں اس کی تشریح کروں آیئے اس کا شانِ نزول سن لیں تا کہ اس آیت کی عظمت آپ پر واضح ہو جائے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ چند مشرک جنہوں نے سابقہ زندگی میں

Marfat.com

کثیر قتل کئے تھے اور بکثرت زنا کا ارتکاب کیا تھا حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کرنے لگے جو کچھ آپ فرماتے ہیں اور جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھی ہے مگر جتنے ہم گناہ کر چکے ہیں کہ ان کی بخشش کی کوئی صورت ہمیں نظر نہیں آتی کیا ہمارے گناہوں کا بھی کوئی کفارہ ہے۔ یعنی ہم اسلام قبول کرلیں تو ہمیں پھر بھی سابقہ گناہوں پر عذاب ہوگا؟ اور اگر اسلام لانے کے بعد بھی اگر ہم نے جہنم جانا ہے تو ہمیں باپ دادا کا دین چھوڑنے کی کیا ضرورت؟

کافروں نے یہ باتیں حضور ﷺ سے کہیں تو اس پر یہ آیت مبارک نازل ہوئی۔ (ضیا القرآن جلد نمبر ۴) قل لعبادی الذین اسرفو علی انفسھم ۔میرے محبوب میرے ان بندوں سے کہہ دو جنہوں نے اپنے نفوس اور جانوں پر زیادتیاں اور ظلم کئے لاتقنطومن رحمۃ اللہ اللہ کی رحمت سے ناامید اور مایوس نہ ہو جاؤ ان اللہ یغفر الذنوب جمعیاً بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ ان اللہ الغفور الرّحیم بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے

اس آیت پر آپ غور کریں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعتیں اور مہربانیوں کی انتہا نظر آتی ہے۔ فرمایا قل لعبادی الذین اسرفو ۔اے محبوب میرے ان بندوں سے کہہ دو وہ بندے کون ہیں جنہوں نے قتل و غارت گری کی انتہا کردی۔ جنہوں نے زنا و بدکاریاں کرتے کرتے جوانیاں غرق کردیں جنہوں نے صغیرہ نہیں کبیرہ گناہوں کا اعتراف کیا اور اس قدر گناہ کئے کہ اب انہیں خدشہ ہے کہ اسلام قبول کر کے جو نیکی بھی کرلیں ہماری بخشش کی کوئی صورت نہیں ہوگی اسلام کو سچا ماننے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کو سچا رسول تسلیم کرنے کے باوجود انہیں بخشش کی کوئی امید نظر نہیں آتی وہ اپنے کبیرہ گناہوں کے باعث مایوس ہو چکے تو اللہ تعالیٰ ایسے گناہ گاروں کے لئے اپنے محبوب کو اسی انداز میں پیغام دے رہا ہے فرمایا میرے ان بندوں سے کہہ دو۔ یہ نہیں

فرمایا ان کافروں سے کہہ دو۔ ان گنہگاروں سے کہہ دو بلکہ فرمایا میرے ان بندوں سے کہہ دو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے فرما کر سارا خوف ہی ختم کر دیا۔ فرمایا تم تو گناہ کرتے کرتے مجھ سے تعلق بندگی ختم کر بیٹھے تم تو بدکاریوں میں یوں ڈوبے کہ مجھے بھول گئے لیکن میں نے تمہارے ساتھ تعلق آج بھی نہیں توڑا۔ گناہوں کے باوجود آج بھی تم میرے بندے ہو۔

محبوب میرے ان بندوں سے فرما دو۔ جو اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے جن کی کبیرہ گناہوں کی کوئی حد نہیں اور وہ اپنے گناہوں کے باعث اپنی بخشش سے مایوس ہو چکے انہیں فرما دو۔ باوجود اس کے تمہارے گناہ کثیر ہیں۔ باوجود اس کے تمہارے گناہ ہیں لَا تَقْنَطُوا مِنْ الرَّحْمَةِ اللّٰه میری رحمت سے مایوس نہ ہونا وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ میری رحمت نے ہر چیز کو ڈھانپ رکھا ہے تم تو کیا ساری انسانیت کے گناہ بھی میری رحمت سے نہیں بڑھ سکتے تم گناہوں کی طرف تو دیکھتے ہو۔ میری رحمت کی طرف نہیں دیکھتے میری رحمت کے سمندر کی وسعتیں دیکھو۔ میری بخشش اور مغفرت کی طلب پر نظر تو کرو اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِیْعاً میں تمہارے تمام گناہ بخش دوں گا یہ نہیں فرمایا فلاں گناہ تمہارا بہت کبیرہ اور سنگین ہے اس کا معافی ناممکن ہے ٹھیک ہے تم نے انسانی جانوں کا قتل کیا۔ یہ ظلم عظیم ہے تم نے زناہ و بدکاریاں کیں یہ سخت کبیرہ گناہ ہے لیکن جب میری رحمت کے بادل چڑھتے ہیں تو پہاڑوں، میدانوں، دریاؤں اور سمندروں پر نیکیاں برستی ہیں جب تم نے سچی توبہ کر لی اور میرے محبوب کے در پر آ کر اس کا کلمہ پڑھ لیا تو پھر یوں سمجھنا کہ تمھارے گناہ باقی نہیں رہے

اور جس دن تم نے کلمہ حق پڑھ لیا اس دن یوں ہو جاؤ کہ جیسے معصوم ماں کے پیٹ سے نکلے ہو۔

قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشاد فرمایا وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْ

Marfat.com

اعَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الشوریٰ:۲۵)

وہی اللہ تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کے گناہوں سے درگزر کرے گا اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

یہاں بھی گناہ گاروں کو عبادہ اپنے بندے فرمایا ہے اور یہاں اپنا تعارف توبہ قبول کرنے والے کے طور پر کرایا ہے وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ وہی تو ہے جو توبہ قبول کرتا ہے عن عبادہٖ اپنے بندوں واحفو عن السیات اور گناہوں سے درگزر کرتا ہے جو کچھ انسان کرتے ہیں اسے خوب علم ہے لیکن وہ ان گناہوں پر پکڑ کی بجائے درگزر کرتا ہے وہ گرفت کی بجائے ڈھیل دیتا ہے وہ سزا کی بجائے معاف کرتا ہے

اور اگر کوئی لاکھ گناہ کے بعد اس کے دربار پلٹ آئے۔ اگر کوئی ہزاہا سیاہ کاریوں کے بعد توبہ کر دے۔ اگر کوئی ساری زندگی گناہ کرنے کے بعد آخری وقت بھی توبہ کر دے اور اس کے حضور گڑگڑا کر معافی مانگ لے آنسو بہا کر یہ الفاظ ادا کرے مالک تیرا مجرم ہوں۔ گنہگار ہوں تیری سزا کا مستحق ہوں تیرے در کے سوا اور کوئی در نہیں تیرے در پر تیری رحمت کی امید لے کر آیا ہوں آج اگر تو نہ بخشے تو معاف نہ کرے تو مجھے کون بچائے گا۔ تو اللہ اسی وقت بھی ان کی توبہ قبول کر کے گناہ معاف کر دیتا ہے

حدیث میں آتا ہے جب کوئی شخص جوانی میں اللہ کی نافرمانی کرتا رہے اور پوری جوانی بدکاریوں اور گناہوں میں گزار دے۔ بڑھاپا کر جائے۔ پھر اس بڑھاپے میں اُس کا مال ختم ہو جائے۔ والدین نہ رہیں رشتہ دار چھوڑ دیں۔ اور جسمانی طور پر بھی کمزور ہو جائے۔ آنکھوں سے دیکھنے والے نور ختم۔ کان سننا چھوڑ دیں۔ ہاتھ پکڑنا چھوڑ دیں۔ ٹانگیں چلنا چھوڑ دیں۔ دماغ کام کرنا چھوڑ دے۔ الغرض ہر اعضاء بڑھاپے کے باعث کمزور و ناتواں ہو گیا۔ اس سو سال کے بوڑھے سے اولاد بھی تنگ

Marfat.com

آ گئی اور انہوں نے اسے گھر سے اُٹھا کر باہر پھینک دیا۔اس لمحے جب اس بوڑھے کا کوئی سہارا نہ رہا تو وہ اللہ کے گھر آیا اور اپنے رب کے حضور سجدہ کر کے کہتا ہے اے میرے مالک میں ہی وہ گنہگار ہوں جس نے ساری زندگی تیری نافرمانی کی اور کوئی ایسا گناہ نہیں جو میرے نامۂ اعمال میں نہ ہو۔جب تک جوان تھا مال دار اور طاقت ور تھا۔نشے میں مخمور تھا تیرا خیال تک نہ آیا۔اب نہ مال و دولت رہی ، نہ طاقت ، نہ جوانی حتّٰی کہ اولاد نے بھی اُٹھا کر باہر پھینک دیا۔اب تیرے دَر کے سوا مجھ بے کس کا کوئی دَر نہیں۔غم و درد کے آنسو بہائے۔

رحیم و کریم رب سب کچھ جاننے کے باوجود فرشتوں سے پُوچھتا ہے۔اے فرشتو! یہ بندہ کون ہے؟ جو میرے حضور درد والم سے گڑگڑا رہا ہے یہ معافی مانگنے والا کون ہے۔فرشتے عرض کرتے ہیں مالک یہ وہی شخص ہے جس کی پوری زندگی اور جوانی تیری نافرمانی اور بدکاریوں میں گُوری یہ وہی ملعون ہے جس نے ساری زندگی ایک دن بھی تجھے یاد نہیں کیا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اچھا بتاؤ کہ اس کے گناہ کتنے ہیں۔یا اللہ اس کے گناہوں کا کوئی شمار نہیں۔اس۔کے نامہ اعمال میں صرف گناہ ہی گناہ ہیں۔فرمایا کیا اس کے گناہ آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں۔فرشتے بولے جی مالک ان سے زیادہ ہیں فرمایا کیا اس کے گناہ زمین اور آسمان کے خلا سے زیادہ ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں مالک اس سے بھی زیادہ ہیں رحیم و کریم کی رحمت جوش میں آتی ہے فرمایا کیا اس بندے کے گناہ میری رحمت سے زیادہ ہیں۔فرشتے حیران و ششدر ہو کر عرض کرتے ہیں نہیں مالک تیری رحمت سے تو کوئی چیز زیادہ نہیں۔فرمایا سنو گواہ رہو کہ میں نے اس بندے کے تمام گناہ معاف فرما دیئے۔آج اس نے مجھے پکارا ہے جب اس کا کوئی نہیں۔اگر میں بھی اس کا سہارا نہ بنوں تو پھر یہ کہاں جائے گا۔مجھے اپنی ذات کی قسم مجھے اس کے سفید بالوں سے حیاء آتی ہے۔اسے کہہ دو جاؤ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے تیرے تمام گناہ معاف کر دیے۔ ورحمتی وسعت کل شیءً اس کی رحمت نے ہر چیز کو ڈھانپ رکھا ہے۔

بشر حافی ایک شرابی تھے اور ان کا اپنا میخانہ تھا ایک دفعہ حالت مدہوشی میں جا رہے تھے راستہ میں ایک کاغذ پڑا ہوا تھا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا تھا آپ نے اس کاغذ کو عطر سے معطر کر کے بلند مقام پر رکھ دیا اسی رات کسی درویش کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ملا کہ بشر حافی کو یہ خوشخبری سنا دو کہ ہمارے نام کو معطر کر کے جو تم نے تعظیم کی اس کی وجہ سے تمہیں پاکیزہ مقام عطا کریں گے۔ صبح جب اس درویش کی آنکھ کھلی تو اسے اپنے خواب پر یقین نہ آیا۔ سوچا کہ بشر حافی تو فسق و فجور میں مبتلا ہیں شاید میرا خواب صحیح نہیں لیکن دوسرے اور تیسرے دن بھی یہی خواب آیا تو صبح اُٹھ کر میکدے جا پہنچا۔ بشر حافی کا پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ نشہ میں چور پڑا ہے آپ نے فرمایا جاؤ اسے کہہ دو کہ تمہارے لیے اللہ کا پیغام لایا ہوں جب بشر حافی کو پتا چلا کہ درویش اللہ کا پیغام لایا ہے تو ڈر خوف سے کانپ اُٹھے کہ ضرور کوئی عذاب و سزا کا پیغام ہوگا اسی وقت اپنے مالک سے مخاطب ہو کر بولے کہ مالک اگر آج تو مجھے بخش دے تو پھر زندگی بھر تیری نافرمانی نہیں کروں گا ننگے پاؤں باہر آئے اور جب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مراتب کا پیغام سنا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور زندگی بھر جوتے نہ پہنے اور فرمایا کرتے تھے یہ شاہی فرش ہے اس پر جوتے پہن کر چلنا بے ادبی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے کشف و حجابات میں آپ کو ایسا مقام عطا فرمایا تھا کہ امام احمد بن حنبل جیسے بزرگ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عشق و محبت کی باتیں سنا کرتے۔ اور آپ کے عقیدت مند تھے کسی نے پوچھا کہ حضور آپ بشر حافی کے پاس جاتے ہیں حالانکہ آپ محدثِ اور فقیہی ہیں فرمایا بے شک مجھے دینی علوم پر دسترس ہے لیکن بشر حافی معرفت الٰہی میں مجھ سے بلند ہے اس لیے میں ان کے پاس حاضر ہو کر

Marfat.com

اپنے رب کی باتیں سُنتا ہوں۔

بشر حافی ننگے پاؤں پھرتے اور جس جس گلی اور جگہ سے گزرتے چرند، پرند اور جانور اُن جگہوں اور گلیوں میں گوبر وغیرہ نہیں کرتے تھے تاکہ اللہ کے ولی کے پاؤں گندے نہ ہوں۔ ایک دن ایک شخص نے آپ کے شہر اور گلی میں ایک جانور کی گوبر دیکھی تو آہ بھر کر کہا ہائے بشر حافی انتقال کر گئے۔ کسی نے کہا تمہیں کیسے خبر ہوئی ابھی تک کسی اور نے یہ بات نہیں کی۔ وہ شخص بولا جب تک بشر حافی زندہ تھے اُن کی گلیوں میں جانور گوبر نہیں کیا کرتے تھے۔ آج مجھے گوبر نظر آرہی ہے یہ اس بات کی گواہی ہے کہ بشر حافی کا انتقال ہو گیا ہے۔ ابھی وہیں کھڑے تھے کہ آپ کے وصال کی خبر آگئی۔

ایک دن احمد بن حنبل کے پاس ایک عورت آئی اور کہا جناب میں ایک مسئلہ پوچھنے آئی ہوں۔ فرمایا پوچھو۔ عورت بولی جناب میں اپنے چھت پر چرخہ کات رہی تھی۔ راستہ میں سے شاہی فوج گزری اُن کے ہاتھوں میں روشنی تھی میں نے کچھ سوتر اُس روشنی میں کات لیا اب فرمایئے کہ وہ سوت جائز ہے یا ناجائز۔ امام احمد حنبل حیران و پریشان ہو کر بولے اے عورت پہلے یہ بتا کہ تم کون ہو؟ عورت بولی امام مسئلہ بتاؤ میرا تعارف نہ پوچھو۔ فرمایا تیرے سوال کا جواب تیرا تعارف ہے۔ وہ عورت بولی امام میں بشر حافیؒ کی بہن ہوں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ تجھ پر یہ سوت جائز نہیں فرمایا مجھ پر کیوں جائز نہیں؟ جواب دیا تو اُس اہلِ تقویٰ خاندان سے ہے کہ اگر اُس خاندان کا کوئی فرد مشتبہ و مشکوک کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائے تو اس کا اپنا ہاتھ بھی اُس کی پیروی نہیں کرتا۔

حدیثِ قُدسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دنیا میں تمام انسان میرے فرمانبردار بن جائیں اور کوئی ایک بھی گناہ والا نہ رہے تو میں ان کو مٹا کر ایک

Marfat.com

ایسی دنیا قائم کروں گا جس میں نیکوکار بھی ہوں اور گناہ گار بھی۔ جو گناہ کر کے میری طرف لوٹیں اور مجھ سے معافی مانگیں۔

اللہ تعالیٰ کو گناہگار کی معافی اس لیے پسند ہے کہ نیکوکار عابد وزاہد لوگ اپنے اعمال کو دیکھتے ہیں اور جنت کے طلب گار ہوتے ہیں جبکہ گناہگار لوگوں کی نظریں اللہ تعالیٰ کی رحمت پر ہوتی ہیں۔

دوستو! ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اُمیدوار رہو۔ اور ہر وقت اُس کی رحمت کی امید رکھ کر گناہوں کی معافی مانگو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت غفور رحیم ہے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِين

یا الٰہی ! خواجہ ء بطحا کے در کی خیر ہو
ہم فقیروں بے کسوں کے چارہ گر کی خیر ہو

Marfat.com

# باب دوم

# اوصافِ مصطفیٰ

Marfat.com

یا صاحب الجمال و یا سیّد البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

Marfat.com

# نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوّلین تخلیق

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى
فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَبِذَالِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ٥(انعام)
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

تمام عالمین اور ان عالمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور سب عالمین اور ان عالمین کے ایک ایک ذرے کو تخلیق کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ مگر عقل انسانی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو تخلیق کیا؟ اُس کی اولین خلقت اور پہلی مخلوق کونسی ہے اور سب سے پہلے اُس مخلوق کو کیوں تخلیق کیا؟

دوستو! قرآن مجید میں کنایۃً یا صراحتاً یہ موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تخلیق فرمایا اور احادیثِ نبوی میں یہ واضح طور پر لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اولین تخلیق نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آیئے قرآنِ مجید کی روشنی میں دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولین تخلیق کیا ہے۔ قرآن مجید کی آیت مبارکہ سورۃ انعام میں ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذَالِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! فرما دیجیئے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں (جمیع مخلوقات) میں سب سے پہلا مسلمان ہوں

اس آیتِ مبارکہ کے آخری الفاظ قابلِ غور ہیں فرمایا محبوب! اپنی زبانِ اقدس سے یہ اعلان کر دے کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ رب کی بارگاہ میں سب سے پہلا ساجد اور اولین عابد میں ہوں۔ جس وقت بارگاہِ ایزدی میں مَیں نے سر جھکایا، جس وقت میں اپنے اللہ پر ایمان لایا، جب میں نے اُس کی توحید کے ترانے بلند کیے اُس وقت نہ کوئی عالم تھا اور نہ ہی عالمین کی کوئی مخلوق تھی نہ کائنات تھی اور نہ ہی اِس کا وجود تھا۔ جب میرا سَر جھکا صرف میں تھا اور میرا رب تھا وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے اعلان ہو رہا ہے کہ سب سے پہلا ساجد و عابد میں ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن و انسان میں سے سب سے پہلے ساجد ہیں یا ملائکہ اور نُورانی مخلوق میں بھی سب سے پہلے ساجد اور عابد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟

آیئے قرآن مجید سے پوچھیں اللہ کے حضور جھکنے والی کیا چیزیں ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ کے محبوب نے پہلے سجدہ کیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا (مریم۔۹۳) آسمان اور زمین میں جو کوئی بھی ہے سب رحمان کے حضور بندے کی حیثیت حاضر ہیں۔ قرآن مجید نے یہ وضاحت کر دی کہ آسمان و زمین میں کوئی ایسی چیز نہیں چاہے وہ ذی روح ہو یا غیر ذی روح، مکاں سے لے کر لامکاں تک، کائنات کی پست و بالا میں کوئی ایسی مخلوق نہیں جس نے اللہ کے سامنے بندگی کا اظہار نہ کیا ہو، جو صبح و شام اُس کے سامنے سجدہ ریز نہ ہوتی ہو۔ اس کُل مخلوق میں جبرائیل، اسرافیل، میکائیل سمیت تمام فرشتے اور لوح و قلم بھی شامل ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے محبوب یہ اعلان فرما رہے ہیں کہ کائنات میں سب

Marfat.com

سے پہلا ساجد و عابد میں ہوں ابھی کائنات کی کوئی چیز سجدے کی اہل نہ تھی اہل کیسے ہوتی اُس کا وجود تک نہ تھا۔ جبرائیل و میکائیل سجدہ کیسے کرتے اُن کی تو نُورانی پیشانی اور اُن کے نُور کا وجود بھی نہ تھا۔ اُس وقت بھی حضور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہے تھے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ نُورِ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی اور اولین تخلیق ہیں۔

علامہ اقبال نے فرمایا!

وہ دانائے سبل ، ختم الرسل مولائے کُل جس نے
غُبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وُہی اول وہی آخر
وہی قُرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشاد ہے اِنَّمَآ اَمۡرُہٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَیۡئًا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ (یٰسین:۸۲)

اس کی شان یہ ہے کہ جب وُہ کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے اُسے کہتا ہے ہو جا پس وُہ ہو جاتی ہے۔

گویا اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو امرِ کُن سے خلعتِ وجود بخشا ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پہلا امرِ کُن کس کو ہُوا؟ اولین تخلیق کونسی تھی؟ کُن کا لفظی معنی ہے ''ہو جاؤ''۔ سوال یہ ہے جب کوئی چیز موجود نہ تھی تو کس کو فرمایا ہو جا؟ علماء کرام فرماتے ہیں کہ کُن سے پہلے کسی چیز کا وجود نہ تھا مگر یہ بات تو واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس تھی اور اُس ذات کا ارادہ تھا اب ظاہر ہے ارادہ تو خدا نہ تھا۔ ارادہ کیا ہے اُس نے چاہا یہ ارادہ تھا گویا چاہت ارادہ تھی۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ اُس کا ارادہ تھا۔ اب غور کرو تو بات

Marfat.com

واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی چاہت کیا تھی، اللہ تعالیٰ نے کس کو چاہا وہ فقط ایک ذات ہے اور وہ چاہت ذاتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو ثابت ہوا کُن سے پہلے بھی نُورِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھا البتہ نُور کے پردوں میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کُن کے ذریعے نُورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آشکارا کر کے عالمین کی تخلیق کی۔

تُم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو

جب کُن نہ تھا تو کچھ ظاہر نہ تھا اور جب کچھ ظاہر نہ تھا تو کچھ پتا ہی نہ تھا اولین کُن نے نُورِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کر دیا اور نُورِ مُصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتِ حق کی خبر دی۔

اب قرآن مجید کی تیسری آیتِ مبارکہ سُنیئے جو نُورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولین تخلیق پر واضح دلیل ہے۔ سورۃ الاعراف میں ارشاد ہوتا ہے وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ اور میری رحمت ہر شئے پر وسعت رکھتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت ہر شئے پر محیط ہے۔ عالمین میں کوئی ایسی چیز نہیں جو میرے دامنِ رحمت کی پناہ میں نہ ہو۔ اِس آیتِ مبارکہ سے دو سوال پیدا ہوتے ہیں ایک یہ کہ اللہ فرماتا ہے کہ ہر شئے پر میری رحمت محیط ہے۔ شئے کا کیا مطلب ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کیا ہے؟ جس نے ہر شئے کو ڈھانپ رکھا ہے۔

دوستو! اِنسان بھی ایک شئے ہے اور سب انسانوں سے مِل کر عالمِ انس بنتا ہے اس طرح جن ایک شئے ہے اور تمام جنات سے مل کر عالمِ جنات وجود میں آتا ہے فرشتہ ایک شئے ہے اور تمام فرشتوں سے عالمِ ملائکہ بن جاتا ہے، زمین ایک شئے ہے جس سے عالمِ ارض بنتا ہے، آسمان ایک شئے ہے جس سے عالمِ سمٰوٰت وجود میں آتا ہے، رُوح ایک شئے ہے جس سے عالمِ ارواح کا وجود ہے۔ زمین و آسمان مِل کر بھی ایک شئے ہے ان سے عالمِ مکاں بنا۔ عالمِ مکاں ختم ہوا تو پھر عرش و کُرسی، لوح و قلم ملے تو عالمِ لامکاں بن گیا۔ اسی طرح مادی کائنات کی شئے سے عالمِ ناسُوت بنا، اِس سے

Marfat.com

اوپر گئے تو عالمِ ملکوت بنا، اِس سے بلند عالمِ جبروت ہے اور جہاں سب عالمین ختم ہوئے تو پھر عالمِ لاہوت بنا۔ اب اِس سے آگے کوئی عالم نہیں۔ گویا ہر شئے سے ایک عالم بنا اور کُلِّ شَیءٍ سے عالمِ کُل بن گئے۔ فرمایا میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے جس کا مطلب ہے کہ کائنات کے کسی عالم میں بھی کوئی ایسی شئے نہیں جو اللہ کی رحمت سے باہر ہو۔ یہ رحمت سب عالمین پر محیط ہے۔ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ

آپ کو شئے کا پتہ تو چل گیا اب آیئے یہ سمجھیں کہ رحمت کیا ہے اور اللہ کی رحمت بھی اللہ کے قُرآن سے پوچھیں۔ اے قُرآن! تو فرماتا ہے کہ اللہ کی رحمت ہر شئے پر حاوی ہے ذرا یہ تو بتا کہ وُہ رحمت کیا ہے۔ قُرآن مجید نے یہ اعلان فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ میری رحمت جو ہر چیز پر وسیع ہے، میری رحمت جس کے بغیر کسی چیز کا وجود ممکن ہی نہیں وُہ رحمت، رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ میرے محبوب کی رحمت ہر چیز پر محیط ہے اور اُس وقت سے محیط ہے جب سے شئے بنی اِس کو وجود ملا۔ رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر ہر شئے کے سر پہ تنی ہے جب سے وُہ شئے بنی ہے

ہوا ظاہر جہاں میں رحمتِ اللعالمین بن کر
یہی رحمت ہے خلقت پر میرے مولا اماں تیری

آیئے اس آیتِ مُبارکہ کا آخری نُقطہ سمجھیں تا کہ بات واضح ہو جائے اب یہاں پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ رحمت کے معنی کیا ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی ہر شئے کے لیے کیسے رحمت ہیں اور نُورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اولین تخلیق کیسے ہے؟

کائنات کی تخلیق میں رحمتِ نزول کے تین درجے ہیں۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ کسی چیز کو وجود عطا کیا جائے جب تک کسی شئے کا وجود نہ ہوگا اُس پر رحمت ممکن نہ ہوگی۔ رحمت کا

Marfat.com

دوسرا درجہ یہ ہے کہ اُس چیز کے وجود کو بقا بخشی جائے کیونکہ کوئی شئے باقی رہے گی تو رحمت سے مستفید ہوگی۔ رحمت کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ اُس شئے کو درجہء کمال تک پہنچا دیا جائے تو ثابت ہوا کہ ہر چیز اپنے وجود و بقاء اور کمال تک پہنچنے کے لیے اللہ کی رحمت کی محتاج ہے اور اللہ کی رحمت رحمتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جب تک ہر شئے پر رحمتِ مصطفیٰ ﷺ نہ ہوگی اُسے نہ تو وجود ملے گا نہ بقا اور نہ کمال اِسی لیے فرمایا وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ اے محبوب! آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ یہ کائنات نُقطہ آغاز سے لے کر انجام تک ہر مرحلہ میں رحمتِ مصطفیٰ ﷺ کی محتاج ہے دوستو! یہ قانونِ فطرت ہے کہ محتاج شئے اپنے محتاج الیہ کے بعد آتی ہے۔ ہمارے وجود اور بقا کے لیے ہوا اور پانی کی ضرورت تھی سو اللہ تعالیٰ نے ہوا اور پانی کو انسان کی تخلیق سے قبل وجود بخشا۔ اسی طرح اولاد والدین کی محتاج ہے اسی طرح والدین موجود ہوں تو تب ہی اولاد باقی رہ سکتی ہے اللہ تعالیٰ نے والدین کو پہلے وجود عطا کیا پھر اولاد کو۔ اب یہ ثابت ہوا کہ ہر شئے اپنے وجود اور بقا کے لئے رحمتِ مصطفیٰ ﷺ کی محتاج ہے۔ رحمتِ مصطفیٰ ﷺ کے بغیر اِس کی تخلیق اور وجود کا بقا ممکن نہ تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نُورِ محمد ﷺ کو تخلیق فرما کر تمام عالمین کے رحمت کا سامان پیدا کر دیا اور رحمتِ مصطفیٰ ﷺ نے تمام عالمین کو ڈھانپ دیا۔

## احادیثِ مُبارکہ سے نُورِ محمد ﷺ کا ثبوت

نُورِ محمد ﷺ سب سے اولین تخلیق ہے۔ اس موضوع پر محدثین نے احادیثِ مبارک کے باب باندھے ہیں۔ صرف کُچھ احادیث مبارک پیش کرتا ہوں۔ قبل اِس کے کہ میں آپ کو احادیثِ نبوی ﷺ سناؤں آیئے پہلے اِس حدیث کی سند سُن لیں تا کہ کسی ذہن میں شک و شبہ نہ رہے کیونکہ آج کل مُعترض لوگ احادیث کی سند پر بہت اعتراض کرتے ہیں۔ امام قسطلانی امام عبدالرزاق کے حوالے سے یہ حدیث نقل

Marfat.com

کرتے ہیں۔ امام عبدالرزاق امام مالک کے شاگرد تھے۔ امام بخاری اور امام مسلم کے دادا اُستاد تھے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ امام عبدالرزاق سے بڑھ کر میں نے کوئی محدث نہیں دیکھا۔ اور یہ حدیث دیوبندیوں کے پیر مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اپنی کتاب نشر الطیب میں لکھی ہے۔ آیئے اب حدیثِ مبارکہ سُن لیں۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قُربان مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے جابرؓ! بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی ﷺ کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر وہ نُور مشیتِ ایزدی کے مطابق جہاں چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح و قلم تھے نہ جنت و دوزخ، نہ فرشتے تھے نہ ہی آسمان و زمین، نہ چاند سورج تھے نہ ہی جن و انساں۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا، دُوسرے سے لُوح، تیسرے سے عرش اور چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے عرش اُٹھانے والے فرشتے بنائے، دُوسرے سے کرسی، تیسرے حصے سے باقی فرشتے اور پھر چوتھے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے سے آسمان بنائے، دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت و دوزخ۔۔۔۔

اس حدیثِ مبارکہ کو کثیر ائمہ و محدثین نے نقل کیا ہے۔ اِس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نُورِ محمدی ﷺ کو کائنات کے نظامِ تخلیق میں اولیت کا شرف حاصل ہے۔

دوسری حدیثِ مبارکہ جو بیان کرنے والا ہوں یہ امام حلبی نے اپنی کتاب ''السیرۃ الحلبیہ'' میں لکھی ہے اور مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب ''نشر الطیب'' میں لکھی ہے کہ حضرت ابوہُریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ جبرائیل امین سے پوچھا اے جبرائیل! ذرا یہ تو بتا کہ تمھاری عمر کتنی ہے۔ جبرائیل امین نے عرض کی

Marfat.com

آقا ﷺ مجھے اپنی عمر کا صحیح اندازہ تو نہیں ۔صرف اتنا یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حجابات میں سے چوتھے پردۂ عظمت میں ایک ستارہ چمکتا تھا اور وہ ستارہ ستر ہزار سال کے بعد ایک مرتبہ چمکتا تھا آقا ﷺ میں نے اپنی زندگی میں وہ نورانی ستارہ بہتر ہزار مرتبہ دیکھا۔حضور ﷺ نے فرمایا! یَا جِبْرَائِیْلُ وَ عِزَّۃِ رَبِّیْ وَ اَنَا ذَالِکَ عِزَّۃِ الْکَوْکَب مجھے اپنے ربِ ذُوالجلال کی عزت کی قسم وُہ چمکنے والا ستارہ میں ہوں۔

گویا جبرائیل نے تو اپنی عمر کو طویل ترین بتایا اور اُسے اپنی عُمر کا حساب بھی نہ تھا لیکن قُربان جایئے نُورِ محمد ﷺ سے جو جبرائیل کے نور سے بھی پہلے پوری آب وتاب کے ساتھ روشن ومنور تھا۔

ایک اور حدیثِ مبارکہ سُنیئے تا کہ تمام شکوک دور ہو جائیں۔حضرت عبادہ بن حارثؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا پھر اِسے فرمایا لِکھ اُس نے عرض کیا کیا لکھوں۔فرمایا لِکھ جو کُچھ پہلے ہو چکا اور جو کُچھ اب تک ہونے والا ہے۔کُچھ اعتراض کرنے والوں نے لکھا کہ یہ حدیثِ مبارکہ کا پہلی حدیث سے تضاد ہے۔اُس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نُور کو پیدا فرمایا لیکن یہاں فرمایا کہ سب سے پہلے قلم کو تخلیق کیا، یہ تضاد کیوں ہے؟ محدثینِ کرام نے لکھا کہ اِس حدیثِ مبارکہ کا پہلی حدیث سے اختلاف نہیں ہے فرق صِرف سمجھنے کا ہے۔حدیثِ مُبارکہ کے آخری الفاظ خود اعتراض کرنے والوں کا جواب ہیں۔آخری الفاظ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لکھ جو کُچھ پہلے ہو چکا ہے اور جو کُچھ ابد تک ہونے والا ہے اِس سے ثابت ہوا کہ قلم سے پہلے بھی کُچھ ہو چکا تھا اور وُہ کیا ہوا وہ تخلیقِ نُورِ محمد ﷺ تھا۔

سب کچھ تمھارے واسطے پیدا کیا گیا　　سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تمہیں تو ہو

## نبوت میں اولیت

محبوب دوعالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف تخلیق میں اولیت کا شرف بخشا بلکہ عطائے نبوّت ورسالت میں بھی محبوبِ برحق کو اولیت دی۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے جسے کئی محدثین کے علاوہ مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی لکھا ہے۔ حضرت ابوہُریرہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے بارگاہِ نبوّت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کو کب نبوّت عطا کی گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب آدم روح اور بدن کے درمیان تھے۔

مُلاں علی قاری نے بین الرّوح والجسد کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کو اُس وقت نبوّت سے سرفراز کیا گیا جب آدم علیہ السلام بغیر رُوح کے اپنے پیکرِ خاکی کے ساتھ زمین پر موجود تھے۔ یعنی اُن کے جسم اور روح کا تعلق آپس میں قائم نہیں ہوا تھا۔ حدیثِ عمر بن خطاب کے الفاظ یہ ہیں متیٰ جعلت نبیّا قال و آدم منجدل فی الطین یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کب نبی بنائے گئے۔ فرمایا" میں نبی ﷺ تھا جب آدم علیہ السلام ابھی مٹی کے خمیر میں تھے۔

## شاہ ولی اللہ کا مراقبہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب تفہیماتِ الٰہیہ میں فرماتے ہیں۔ جب میں نے یہ حدیث پڑھی "میں اُس وقت بھی نبیؑ تھا جب آدم علیہ السلام کی تخلیق بھی نہ ہوئی تھی"، تو میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ حضور ﷺ کی اُس وقت کیا شان ہو گی جب کائنات کی تخلیق سے پہلے حضور ﷺ نبی تھے۔ اسی تجسس میں مَیں نے رُوحانی طور پر آقائے دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ آقا ﷺ مجھے اس حدیث کی تفسیر سمجھا دیجیے۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں التجا کرنا تھی کہ سرکار ﷺ نے مجھے اپنا وہ

Marfat.com

حال دکھادیا جو تخلیقِ آدم علیہ السلام سے قبل تھا۔

مفسر قرآن ابنِ کثیر نے یہ حدیث مبارک اس طرح لکھی ہے کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیّٖنَ فِی الْخَلْقِ وَ آخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ میں خلقت کے اعتبار سے تمام انبیاء میں پہلا نبیؑ ہوں اور بعثت کے اعتبار سے آخری۔

تمام احدیثِ مبارکہ اور قرآنی آیاتِ مقدسہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان کی تصدیق ہیں وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں اور تخلیق میں بھی اوّل ہوں اور نبوّت میں بھی اوّل۔

وَ مَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

ہر طرف چھایا ہوا ہے خواجہ ء بطحا کا رنگ
دو جہاں میں ہے نمایاں سید والا کا رنگ

Marfat.com

# سید البشر امام الانبیاء

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی

فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

قُلْ اِنَّمَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰیٓ اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (سورۃ کہف آیت نمبر ۱۱۰)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اے محبوب! آپ انہیں فرمادیں کہ میں تمھاری مثل بشر ہوں مجھ پر وحی کی جاتی ہے کہ تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے۔"

اس آیت مبارکہ سے تین سوال ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ مثلکم سے کیا مراد ہے؟ کہ میں تمھاری طرح بشر ہوں۔ یہ کس کو خطاب ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں یا نہیں؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنا جائز ہے یا حرام؟

آیئے ان سوالات کا قرآن میں اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں جائزہ لیں

سامعینِ محترم! قرآن مجید فرقان حمید میں تین قسم کی آیتِ مبارکہ ہیں۔

۱۔ آیاتِ مقطعات ۲۔ آیاتِ متشبہات ۳۔ آیاتِ بیّنات (محکمات)

آیاتِ مقطعات کے متعلق حکم ہے کہ آپ انہیں پڑھ سکتے ہیں مگر نہ تو ترجمہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی اِن کے ساتھ عقیدہ بنا سکتے ہیں مثلاً الٓمّٓ کا ترجمہ بھی الف لام میم ہی ہوگا۔ ن

Marfat.com

کا ترجمہ بھی نون ہی ہوگا۔ صٓ کا ترجمہ بھی صٓ ہی ہوگا۔ اسی طرح حٰمٓ کا ترجمہ بھی حامیم ہی ہوگا۔

یہ الفاظ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک راز ہیں۔ ان کا نہ تو ترجمہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کے ساتھ عقیدہ بنایا جا سکتا ہے۔ آیاتِ متشبہات آپ پڑھ بھی سکتے ہیں اور ترجمہ بھی کر سکتے ہیں لیکن اِن کے ساتھ عقیدہ نہیں بنا سکتے مثلاً

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (النور:۳۵) اللہ نور ہے زمین و آسمان کا

یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ (الفتح:۱۰) اللہ کا ہاتھ اِن کے ہاتھوں پر ہے۔

آیاتِ قُرآنی کی تیسری قسم آیاتِ بینات ہیں جو روشن، واضح اور کُھلی آیات ہیں۔ اِن کا آپ ترجمہ کر سکتے ہیں، پڑھ سکتے ہیں اور عقیدہ بھی بنا سکتے ہیں۔ یہ روشن آیات ہمارے پڑھنے، سمجھنے اور عقیدہ کے لیے ہیں۔ جیسے قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ۔ (المائدۃ:۱۵)

جو آیت مبارکہ میں نے تلاوت کی ہے قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ۔ حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیتِ مُبارکہ آیتِ متشابہ ہے اس لیے آپ پڑھ سکتے ہیں ترجمہ کر سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ عقیدہ نہیں بنا سکتے کیونکہ بہت ساری وجوہات ہیں۔

## پہلی وجہ

پہلی وجہ یہ ہے کہ اس آیتِ مُبارکہ میں کافروں کو خطاب ہے مسلمانوں کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا! (ان کافروں) سے فرما دو میں تُمہاری طرح بشر ہوں۔

اور قرآن مجید گواہ ہے کہ انبیاءِ کرام کو اپنی طرح کا بشر صرف کافروں نے کہا کسی مومن نے کسی نبی کو اپنی طرح کا بشر نہیں کہا۔ نوح علیہ السلام کو کافر سرداروں نے کہا تھا مَا نَرٰکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثۡلَنَا (ھود:۲۷) ہم نہیں دیکھتے تمہیں مگر اپنے جیسا بشر۔ حضرت صالح علیہ السلام

Marfat.com

کو کہا مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (الشعرآء ۱۵۴) اور تو ہماری طرح ایک بشر ہی ہے۔
ایک اور جگہ قرآن فرماتا ہے وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (انبیاء:۲) یہ ظالم لوگ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا یہ محمد ﷺ محض تم جیسے ایک بشر نہیں؟ قرآن مجید نے یہ واضح کر دیا صرف کافروں نے ہی انبیاء اکرام کو اپنے جیسا بشر کہا۔

## دوسری وجہ

حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اس آیت میں عجز و انکساری کے اظہار کے لیے یہ الفاظ (اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) کہنے کا حکم دیا ہے کیونکہ جب عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے صرف تین معجزے دیکھے تو انہیں اللہ کا بیٹا پکارنے لگے۔ ہمارے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام سے ہزار ہا گنا زیادہ معجزے عطا فرمائے ہیں۔ اِن معجزات کو دیکھ کر کہیں امتِ محمدی ﷺ بھی اِس فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائے اور اپنے نبی ﷺ کو اللہ یا اُس کا بیٹا کہنے لگے فرمایا محبوب تم خود اعلان کر دو تا کہ قیامت تک تیری امت شرک سے بچ جائے

گویا محبوبِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کہا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اپنی عاجزی کا اظہار کیا، اپنی حقیقت کا اظہار نہیں۔ حقیقت محمدی ﷺ اور شان محمدی ﷺ تو اللہ سے پوچھو جو کچھ میرے آقا عاجزی میں فرمائیں اس کے ساتھ عقیدہ نہ بناؤ جو کچھ قرآن میں اللہ تعالیٰ حبیب ﷺ کی شان بتائے اس کے ساتھ عقیدہ بناؤ۔

## تیسری وجہ

اس آیتِ کریمہ پر غور کرو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے محبوب تم کہہ دو کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں رب یہ اعلان کرتا ہوں کہ میرا محبوب تمہاری طرح بشر ہے اِس کی کیا وجہ ہے؟ اِس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان کیا ہے

تو اظہارِ عاجزی ہے اور اگر اللہ نے اعلان کیا ہے تو یہ اظہارِ حقیقت ہوگا جس طرح کوئی طالب علم کہے کہ میں تو کچھ نہیں جانتا علم کے میدان میں نابلد و ناواقف ہوں۔ تو یہ اُس کی عاجزی ہوگی اور ہاں اگر اُس کا اُستاد اور عالم کہہ دے تو یہ واقعی سچ ہوگا کیونکہ یہ اُس کے مرتبے اور حیثیت پر مُہر ثبت ہو جائے گی اور لوگ سمجھیں گے کہ یہ واقعی کچھ نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا محبوب تُم اعلان کرو (اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ) یہ اعلان عاجزی ہوگا اور میرا اعلان یہ ہوگا قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ لوگو تمھاری طرف اللہ کا نُور آیا ہے تو اظہارِ حقیقت ہوگا۔

اس لیے اب تمہیں اللہ تعالیٰ کے اعلان پر عقیدہ بنانا ہوگا کیونکہ قل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ آیت متشابہ ہے اور (قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْر) آیتِ بیّنات ہے

## اظہارِ حقیقت صحابہؓ پر

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ تو کفار کے لیے فرمایا۔ آیئے احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھیں کہ صحابہؓ کو کیا فرمایا؟ بخاری، مسلم، ترمذی اور مشکوٰۃ شریف کی احادیث سُنیے۔

حضرت عمرانؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو وصال کا روزہ (متواتر) رکھنے سے منع فرمایا تو غلاموں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں تو منع کرتے ہیں مگر خود ایسا کرتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنِّیْ کَھَیْئَتِکُمْ وَاَیُّکُمْ مِثْلِیْ وَاِنِّیْ لَسْتُ مِثْلُکُمْ وَاِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ میں تمہاری ہیئت پر نہیں ہوں۔ تم میں سے کون میری مثل ہے میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ اب غور کرو کہ کُفار سے میرا نبی فرمائے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اور صحابہؓ سے فرمائے تم میں میری مثل کوئی نہیں۔ ذرا انصاف سے بتاؤ کہ عقیدہ کس بات پر بنایا جائے جو کچھ کفار کو فرمایا اُس

Marfat.com

پر جو صحابہؓ کو فرمایا۔ حقیقت کس کو مانیں۔ کفار والی بات یا صحابہؓ والی۔ دوستو یہی وجہ ہے کہ سب کفار حضور ﷺ کو اپنی طرح بشر سمجھتے تھے اور صحابہ کرامؓ کا عقیدہ تھا کہ ہمارے آقا ﷺ کی مثل کا کوئی عام انسان تو بجا کوئی نبی بھی نہیں ہوسکتا۔

حضرت علیؓ فرماتے تھے میں نے امام الانبیاء کی مثل کوئی نہیں دیکھا نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد۔ (طبعات شریف) حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِي وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاء

تُجھ جیسا حسین میری آنکھ نے نہیں دیکھا۔ بھلا کیسے دیکھے تجھ جیسا حسین تو کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

تو ہر عیب سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق اپنی مرضی سے بنائی لیکن یوں لگتا ہے کہ تجھے تیری مرضی سے بنایا گیا ہے۔

دوستو اور بزرگو! پہلے سوال مِثْلُكُمْ کی تو تمہیں سمجھ آگئی ہوگی آئیے اب دوسرے سوال کا جائزہ لیں کہ کیا حضور ﷺ بشر ہیں یا نہیں۔

تمام علماءِ اہلِ سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ نبی ہیں اور نبی وہ ہوتا ہے جو انسان ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکامِ شریعت انسانوں تک پہنچائے۔ جب تک کوئی نبی انسان نہ ہو وہ انسانوں کی رہبری و رہنمائی نہیں کرسکتا۔ حضور ﷺ کی شان عبدیت پر تو کسی کو اختلاف نہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ آقا ﷺ کی بلند ترین حیثیت شان عبدیت ہے کیونکہ جو شانِ عبدیت محبوب ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے کسی کو عطا نہیں کی۔

جھگڑا اور اختلاف تو سارا مِثْلُكُمْ پر ہے علماء اہلِ سنت فرماتے ہیں حضور ﷺ بشر ہیں صرف بشر ہی نہیں سید البشر ہیں اور تمام بشریت کا فخر ہیں اور علماء اہلِ سنت کا یہ بھی

Marfat.com

فتوی ہے کہ حضور ﷺ کو بشر نہ مانے وُہ کافر ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ فتوی ہے کہ جو حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہے جانے یا مانے اور بشریت پر زور دے اور حضور ﷺ کو اپنی مثل کہے وُہ بھی کافر ہے۔

بلاشبہ حضور ﷺ بشر ہیں مگر اُن کی مثلیت کا بشر تو انبیاء میں بھی نہیں۔ جس کی مثل انبیاء میں نہ ہو اُس کو اپنے جیسا بشر کہنا جہالت، کم عقلی، بدبختی اور کُفر ہے کیونکہ ہر نبی نے جو الفاظ اور دُعا عاجزی کے طور پر کی ہم اس پر عقیدہ نہیں بنا سکتے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا تھا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خسارے والوں میں ہو جائیں گے۔

آدم علیہ السلام عرض کرتے ہیں مالک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اب اگر کوئی کم عقل یہ کہے کہ جو آدم علیہ السلام نے فرمایا تھا مجھے بھی یہی کہنے کا حق ہے اور معاذ اللہ آدم علیہ السلام کو ظالم کہہ کر پُکارے تو وُہ مسلمان نہیں رہے گا کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ آدم علیہ السلام نے یہ الفاظ عاجزی کے طور پر اللہ کے حضور عرض کیے نہ کہ اپنی حیثیت اور مرتبہ بیان کیا۔

حضرت یُونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے رب کو پُکارا فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (انبیاء:۸۷) پھر اُس نے اندھیروں میں آواز دی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تُو پاک ہے بے شک میں ظالموں میں سے تھا۔

یُونس علیہ السلام تو اپنے آپ کو ظالموں میں شمار کر رہے ہیں مگر یہ اُن کی عاجزی و انکساری ہے اور اب کوئی کہے کہ معاذ اللہ وہ ظالم ہیں تو اللہ کے نبی کو ظالم کہنے والا مسلمان و مومن نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح میرے آقا ﷺ نے کمال عجز و انکساری سے اعلان کرتے ہوئے فرمایا انا بشر مثلکم یہ اعلان حضور کی زبان اقدس پر تو سجتا ہے لیکن

کسی اور انسان کی زبان سے نکلا تو وہ ایمان سے محروم ہو جائے گا۔ اگر کوئی بادشاہ اپنے غلاموں سے کہے کہ میں تمھارا بھائی ہوں، میں تم جیسا ہوں، میں بھی ایک غلام ہوں تو یہ بادشاہ کی عاجزی کا اظہار ہوگا اور اگر کوئی نادان غلام کہے کہ بادشاہ بھی ہماری طرح خادم ہے، غلام ہے تو لوگ اسے بے عقل اور نمک حرام کہیں گے۔ کیونکہ بادشاہ کہے تو اُس کی شان ہے اور غلام کہے تو وہ نمک حرام ہے۔

رسول اللہ فرمائیں کہ میں تم جیسا بشر ہوں تو یہ بشریت کو شان عطا کرنے کے مترادف ہے۔ اِس سے حضور ﷺ کی شانِ نورانیت اور فضیلت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ لیکن اگر کوئی امتی حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہہ دے تو وہ ایمان سے فارغ ہو جائے گا۔ میں نہیں کہتا اللہ کا قرآن اعلان کرتا ہے۔ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

جن خطابات سے تم ایک دوسرے کو معمولی طریقے سے پکارتے ہو حضور ﷺ کو نہ پکارو ورنہ تمہارے اعمال ضبط ہو جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ اگر کسی نے حضور ﷺ کے مرتبہ کو کم جانا اور بول چال میں بھی ادب ملحوظ نہ رکھا اور اپنے جیسا سمجھ لیا تو فرمایا تمہارے اعمال ضبط کر لیے جائیں گے اعمال ضبط ہونے کا مطلب ہے کہ نمازیں، روزے، حج، زکوٰۃ اور صدقات سب ختم ہو جائیں گے۔ مسلمان ہو کر بھی تمہارے پلے کچھ نہیں رہے گا اور ان اعمال کے ضبط ہونے کی تمہیں خبر بھی نہیں ہوگی تا کہ تمہیں توبہ کا موقع بھی نہ ملے اور تم سے توبہ کی توفیق بھی چھین لی جائے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے محبوب ﷺ کو بشر کہہ کر نہیں پکارتا، جب میں اپنے محبوب کو نام لے کر نہیں پکارتا تو تم کون ہو میرے محبوب کو اپنے جیسا بشر کہنے والے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو یا أَيُّهَا النَّبِيُّ، یا أَيُّهَا الرَّسُولُ یا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ اور یا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ کے القابات سے پکارتا ہے۔ اللہ کا محبوب نہ تو شرعاً ہماری مثل ہے اور نہ ہی

Marfat.com

عقلاً، ایمان، احکام، اعمال اور معاملات میں کسی انسان کو اُن کی مماثلت اور مشابہت حاصل نہیں۔ میرے آقا ﷺ کا کلمہ اَشْهَدُ اِنِّی رَسُولُ الله ہے۔ اگر کوئی مسلمان، آج کا مفتی اور عالم یہ کلمہ کہہ دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو وہ کافر ہے۔ ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں۔ حضور ﷺ پر چھ نمازیں فرض تھیں تہجد بھی آقا ﷺ پر فرض تھی۔ ہمارے لیے پانچ ارکانِ اسلام ہیں۔ جب کہ حضور ﷺ کے لیے چار۔ زکوٰۃ آپ ﷺ پر فرض نہ تھی۔ ہمارے لیے ایک وقت میں چار نکاح جائز ہیں جب کہ حضور ﷺ کے لیے کوئی پابندی نہیں۔ ہم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی عورت نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی بیویاں پوری امت کی مائیں ہیں۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد ان پر نکاح حرام ہے۔ ہم قانونِ شریعت کے پابند ہیں۔ مگر قانونِ الٰہی حضور ﷺ کی زبانِ اقدس سے جاری ہوتا ہے۔ حضور ﷺ سب کچھ دیکھ کر ایمان لائے اور ہم غیب پر اور زبانِ اقدس پر ایمان لائے۔ ہم سوئیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ نیند ناقصِ وضو ہے لیکن آقا ﷺ سوئیں تو وضو برقرار رہتا ہے۔ فرمایا یَنَامُ عَیْنَیَّ وَلَا یَنَامُ قَلْبِی میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دِل نہیں سوتا۔ حضور ﷺ رات کو اُٹھ کر نماز پڑھنے لگتے تھے کیونکہ آپ ﷺ کا وضو برقرار رہتا۔ ہمارا غسالہ (جس پانی سے وضو کریں یا غسل کریں) ناپاک ہے لیکن حضور ﷺ جب وضو فرماتے تو صحابہؓ زمین پر پانی نہ گرنے دیتے تھے۔ اپنے منہ اور ہاتھوں پر وہ پانی تبرّکاً مَلا کرتے۔

حدیث میں ہے کہ ایک صحابی حضور ﷺ کا غسالہ پی گیا۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا تیرے بدن پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ مولانا رُوم فرماتے ہیں۔

ایں خورد گردد پلیدی زیں جدا     آں خورد گردد ہمہ نورِ خدا

ہم جو چیز کھائیں کھاتے ہی پلید ہو جاتی ہے چاہے اس کا خون بنے یا ہضم ہو کر پیشاب بنے اور اگر ہضم نہ ہو تو اُلٹی کر دیں۔ یہ خوراک جس صورت میں بھی باہر

Marfat.com

نکلے ناپاک ہوتی ہے جو چیز بھی ہم کھاتے ہیں ناپاک و پلید بن کر نکلتی ہے لیکن جو چیز میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کھائیں وُہ نور بن کر نکلتی ہے۔

ہر دو گل خوردند زنبور و نمل     زاں یکے شُد نیس زاں دیگر اصل

(جیسے شہد کی مکھی جو کھاتی ہے اُس سے شہد نکلتا ہے اور جو زنبور کھاتی ہے وُہ زہر بنتا ہے۔ وہ دونوں مکھیاں ہیں۔ ان کی خوراک بھی یکساں ہے لیکن دونوں کے پیٹ سے الگ الگ چیزیں نکلتی ہیں۔)

ہر دو آہو میخورند سبزہ و آب زاں     یکے سرگیں شدو زاں مُشک ناب

دونوں ہرن ایک ہی جنگل میں رہتے ہیں، ایک ہی گھاس کھاتے ہیں اور ایک ہی تالاب سے پانی پیتے ہیں لیکن ایک لید کرتا ہے جو پلید ہوتی ہے اور جبکہ دوسرے کی خوراک سے ہضم ہو کر ناف میں جو خون بنتا ہے وہ کستوری بن جاتا ہے اور اُس کی خوشبو کی مثال نہیں ملتی۔

اگرچہ ہم سب جنس کے لحاظ سے انسان ہیں کھاتے پیتے ہیں، چلتے پھرتے اور بولتے سنتے ہیں اور اللہ کے محبوب بھی انسان ہیں کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، بولتے سنتے تھے لیکن وہ ایسے بشر ہیں کہ ساری انسانیت اور بشریت کا فخر و تاج ہیں۔ وہ ایسے پیغمبر ہیں کہ جن پر تمام انبیاء کرام بھی فخر کرتے ہیں بھلا ہم جیسے ناقص لوگ اُن کی مثل کیسے ہو سکتے ہیں۔

محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر بلند تر انسان ہیں کہ تمام انسانوں کا خون پلید ہے لیکن اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک بھی پاک ہے۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھیاں لگوائیں اور خون ایک برتن میں رکھا گیا اور یہ خون اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے پی لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ میرے خون کے پینے سے تمھارے اندر ایسی قوت اور شجاعت پیدا ہوگی جو

Marfat.com

تمھارے ساتھ لڑے گا اُسے تم موت کے گھاٹ اُتار دو گے۔ رسول اللہ ﷺ کے خون کی برکت کے باعث حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شجاعت بے مثال ہو گئی۔ حد تو یہ ہے کہ حضرتِ برکتہؓ نے حضور ﷺ کا پیشاب پی لیا اور حضور نے پوچھا اے برکتہؓ! اِس برتن میں پیشاب تھا کہاں گیا۔ عرض کی اُس میں تو خوشبو آتی تھی۔ میں نے اُس کو میٹھا شربت سمجھ کر پی لیا۔ حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے بڑی غلطی کی یہ ناپاک و پلید تھا بلکہ فرمایا اے برکتہؓ اب ساری زندگی تجھے کبھی پیٹ میں درد نہ ہو گا۔

میرے پیر بھائیو! میری تمہیں نصیحت یہ ہے کہ حضور بشر ہیں۔ یہ عقیدہ ضرور رکھو لیکن خبردار بشریت کی رٹ نہ لگاؤ اور نہ ہی اُنہیں کسی بشر سے تشبیہ دو ورنہ ایمان سے محروم ہو جاؤ گے اور سُنو شانِ بشریت حضور کی عاجزی وانکساری ہے۔ شانِ نورانیت پر ایمان رکھو، اس کا بیان بھی کرو اور اس پر عقیدہ بھی رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے۔

قَدْ جَآءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

Marfat.com

# رحمت اللعالمین

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

میرے بزرگو، دوستو، اور پیر بھائیو!

جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی شان مرتبہ اور کمال بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء ۱۰۷) اے محبوب ہم نے آپ کو تمام عالمین کے لیے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار وہبی و کسبی، صوری و معنوی کمالات سے نوازا ہے۔ ان کمالات و صفات کی جب کرنیں بکھریں تو کہیں خُلقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہیں عدلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہیں عفوِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہیں صداقت و امانتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہیں زہد و قناعتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہیں شجاعتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہیں عجز و تواضع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہیں شرم و حیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن کر چمکیں اور کل کائنات کو روشن و منور کیا اور جب خالق کل نے آپ کو ظاہری و باطنی، جسمانی و روحانی کمالات عطا فرمائے تو یہ سب یکجا ہو کر آفتابِ رحمت بنا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا۔ وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ

Marfat.com

رحمت سے مراد کیا ہے؟ محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کیوں بنایا؟ رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی دوسری رحمتوں میں فرق کیا ہے؟

دوستو! رحمت کا مادہ رحم ہے اور لغت میں رقت اور احسان کے مجموعے کو رحمت کہتے ہیں۔ رقت اور احسان مل جائیں تو رحمت بن جاتی ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کتاب ام الکتاب میں لکھتے ہیں کہ کوئی طاقت اور ہستی اپنے کسی کمزور کو مصیبت ودکھ میں مبتلا دیکھے اور پھر اس کا دل بھر آئے تو یہ رقت ہے اور پھر اس کو مصیبت ودکھ سے نکالنے پر آمادہ ہو جائے تو یہ آمادگی احسان ہے اور رقت واحسان مل جائیں تو یہ رحمت ہے۔

اب دوسرا سوال کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت کیوں بنایا اللہ تعالیٰ بھی رحیم وکریم ہے لیکن اُس کی شان رحمت میں رقت نہیں وُہ ذات رقت سے پاک ہے اُس کی شانِ رحمت صرف احسان میں معمور ہے لیکن اُس نے اپنے محبوب کو ان دونوں شانوں سے متصف کر کے سراپا رحمت بنایا عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ جب تمہیں تکلیف پہنچے تو میرے محبوب کو بہت گراں گزرتی ہے۔ یہ شان شانِ رقت ہے۔ اور بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفُ الرَّحِیْمُ مومنوں کے لیے وُہ شفیق اور بہت مہربان ہیں۔ یہ شان شانِ رحمت ہے۔ یہ دونوں شانیں اللہ تعالیٰ نے فقط اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع کیں۔ انہیں دردمندوں کے درد کا احساس بھی عطا کیا اور ہر درد کا درماں بھی بنایا۔ تمام عالمین میں ایک واحد یہ ذاتِ کریم ہے۔ کہ جو خلقت کو کسی دُکھ اور مصیبت میں مبتلا دیکھے تو رحمت بھری آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اُدھر آنسو آنکھ میں چمکتے ہیں تو اُوپر سے صدا آتی ہے میرے محبوب رقت واحسان تیری ذات کی صفت اور رحمت تیری ذات کا خاصہ ہے۔ جس کو مرضی عطا کر تُو ساری کائنات کے لیے قاسم ہے تُو تمام عالمین کے لیے سراپا رحمت ہے۔

تو دوستو! تو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس رقت سے مبرا ہے اس لیے اس نے یہ دونوں چیزیں رقت اور احسان کو محبوب کی ذات میں جمع کر کے رحمت اللعالمین کے لقب اور صفت سے نوازا۔

## اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی خوبیاں

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں اور رحمتیں عطا کی ہیں مگر آپ غور کریں تو ہر رحمت میں تین بڑی خوبیاں نمایاں ہیں۔

☆ رحمت کی پہلی خوبی یہ ہے کہ رحمت یکساں ہوتی ہے اس میں کوئی فرق و امتیاز نہیں ہوتا ایک چیونٹی سے لے کر ہاتھی تک ایک چڑیا سے لے کر انسان تک اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر کسی کے لیے یکساں ہے۔ جس طرح سُورج انسان کے لیے نافع اور مفید ہے اور ہر صُبح اپنی آب و تاب کے ساتھ چمکتا ہے عین اُسی وقت ایک چیونٹی کے لیے بھی یہ فائدہ مند ہے اور اپنی کرنیں بکھیرتا ہے۔ ہوا اور پانی تمام مخلوق کے لیے یکساں فیض رساں ہے۔ بارش کے قطروں اور ہوا کی روانی نے کبھی کسی مخلوق کو فائدہ پہنچانے میں فرق و تمیز نہیں کی۔

☆ رحمت کی دوسری خوبی یہ ہے کہ ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ جب سے یہ عالم تخلیق ہوا سورج ہر روز صبح سے لے کر شام تک پوری آب و تاب کے ساتھ دُنیا کو منور کر رہا ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک دن، ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے وقت سے لیٹ ہو جائے یا طلوع نہ ہوا ہو۔ ہوا کی فراوانی میں نہ تو کبھی قلت آئی اور نہ ہی رکاوٹ۔ انسان کی پیدائش سے پہلے جاری تھی اور قیامت تک جاری رہے گی۔ پانی کے ذخیروں اور بادلوں کی برسات میں لاکھوں کروڑوں سال گزرنے کے باوجود کوئی کمی نہیں آئی۔

☆ رحمت کی تیسری خوبی یہ ہے کہ رحمت ضرورت پوری کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی کوئی ایسی رحمت نہیں جو تمام مخلوقات کی ضروریات پوری نہ کرے یا پھر ضرورت سے کم ہو۔ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی تمام رحمتوں کے اندر یہ خوبیاں ہیں لیکن ان میں کوئی بھی چیز سراپا رحمت اور مکمل نہیں۔ ان میں رحمت کو الگ کر دیا جائے تو یہی چیزیں مخلوقات کی تباہی اور بربادی کا سامان بن جائیں۔

سورج ایک رحمت ہے مگر سراپا رحمت نہیں۔ اس کے اندر روشنی اور تپش بخشنے والی جو خوبی ہے یہ رحمت ہے۔ ایک لمحہ کے لیے اس رحمت کو الگ کر دیں تو یہی سورج زمین کو جلا کر بھوسہ بنا دے، ہوا رحمت ہے اور اگر ایک لمحہ کے لیے صفتِ رحمت اس سے بھی الگ ہو جائے تو یہ طوفان بن جائے اور تمام خلقت کو تباہ کر دے۔ پانی رحمت ہے اگر چند منٹوں کے لیے رحمت اس سے الگ ہو جائے تو یہی پانی سیلاب بن کر خلقت کو صفحۂ ہستی سے مٹا دے۔ کیونکہ یہ چیزیں سراپا رحمت نہیں۔ ان کے اندر فائدہ بھی موجود ہے اور نقصان کا بھی خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سراپا رحمت، مرکزِ رحمت اور منبعِ رحمت فقط اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا اور یہ ایسی رحمت ہے کہ ان کی ذاتِ مقدسہ سے فقط بھلائی اور نفع ہے۔ کسی عالم کی کسی مخلوق کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک پھر برزخ سے لے کر محشر تک تمام مخلوق اس آفتابِ رحمت کی کرنوں سے مستفیض ہوتی رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ اس ذاتِ مقدسہ سے دُشمنوں کا بھی نقصان نہ ہوا

## دوسری رحمتوں اور رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق

پہلا فرق تو یہی ہے کہ کوئی چیز سراپا رحمت نہیں فقط رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ ہر رحمت محدود ہے مگر رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لامحدود ہے۔ سورج اپنی روشنی کو زمین کے ظاہری حصوں تک پہنچاتا ہے، پہاڑوں کی غاروں میں سمندر کی تہوں میں، زمین کے نیچے روشنی پہنچانا اس کے بس کی بات نہیں۔ مگر رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا سراجاً منیرا ہیں، ایسا روشن آفتاب ہیں کہ تمام عالمین کے لیے یکساں

Marfat.com

روشن و منور ہیں اور تمام عالمین کو اپنے نُورِ اقدس سے روشنیاں پہنچا رہے ہیں چاہے عالمِ دُنیا ہو عالمِ برزخ ہو یا عالمِ محشر آفتابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں بھی کسی وقت نہ غروب ہوا اور نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں سارے عالمین کا رب ہوں۔ انہیں پالتا ہوں، روزی پہنچاتا ہوں اور محبوب تو وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ تو سارے عالمین کے لیے رحمت ہے، تو سارے عالم کو رحمت بخشتا ہے۔ جہاں، جہاں میری خدائی ہے وہاں وہاں تیری مصطفائی ہے یہ ہوا یہ پانی اس عالم سے آگے نہ تو جا سکتے ہیں اور نہ ہی مفید ہیں مگر رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لامحدود ہے کوئی جگہ رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت سے خالی نہیں اور تمام عالمین میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کو رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہ ہو۔ رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ظلمت کدہ عالم کو اپنے نُورِ مبین سے ہدایت کے چراغ روشن کیے اور ایک جاہل قوم کو چشمہ علم و عرفاں سے اس طرح سیراب کیا کہ اس ظلمت کدہ کے گوشہ گوشہ میں علم و حکمت کے چمن کھل گئے اور ان کی خوشبو سے آج بھی سارا عالم معطر و منور ہو رہا ہے۔

میرا محبوب ایسا رحمت کا آفتاب عالم تاب ہے کہ جس کی تابانیوں سے صرف عالم رنگ و بو ہی روشن نہیں بلکہ وہ جہانِ لطیف بھی درخشاں ہے جو رنگ و بو، کم و کیف اور پست و بالا اور تعینات سے بھی ماوراء ہے۔ اس رحمتِ عامہ کی برکتیں اتنی وسیع اور بے پایاں ہیں کہ عقل و خرد اس کا بیان و احاطہ نہیں کر سکتے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے۔

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے　　عقل غیاب و جستجو عشق حضورِ اضطراب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود　　فقرِ جنید بایزید تیرا جمال بے نقاب

Marfat.com

## رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی محروم نہیں

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ میں وہ رحمت ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کو ایک تحفہ کے طور پر عطا ہوئی۔ ایک صحابیؓ نے کفار کی اذیتوں سے تنگ آکر بددعا کی التجا کی تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً وَّلَمْ اُبْعَثْ عَذَابًا اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے، عذاب بنا کر نہیں۔

طائف کے اوباش لڑکوں نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسائے اور آپ کے خون مبارک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے بھر گئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور عرض کی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر حکم دیں تو پہاڑوں کو آپس میں ملا دوں اور ظالموں کو چکی میں دانوں کی طرح پیس کے رکھ دوں، جبرائیل امیں نے عرض کی اللہ کے محبوب حکم دیں تو طائف کی بستی کو آسمان سے اُٹھا کر دے ماروں اور یہ زمین اُلٹ جائے۔ یہ بستی صفحۂ ہستی سے مٹ جائے اور یہ بھی عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے اِن فرشتوں کو حکم دیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں گے وُہی ہوگا۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! میں تو چاہتا ہوں کہ تو انہیں ہدایت بخش اور معاف فرما دے کیونکہ یہ میری حقیقت کو نہیں جانتے اگر یہ ایمان نہیں لائے تو اِن کی نسلیں ایمان لے آئیں گی، اِن پر عذاب مسلط نہ کر۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لیے رحمت ہیں اور کافروں کے لیے بھی۔ اس لیے کہ رحمتِ مُصطفیٰ کے باعث کافر اُس عذاب سے بچے رہے۔ جو رسولوں کو جھٹلانے والی امتوں کو پہنچا تھا۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ محبوبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے کوئی عالم اور کسی عالم کی کوئی چیز بھی محروم نہیں۔ مٹی کو آپ کی رحمت ملی۔ تو وہ مطہر و پاک ہو گئی۔ پانی نے آپ کی رحمت سے طوفان روک دیئے۔ ہوا آپ کی رحمت سے شیاطین کے

راستوں سے سلامت ہوگئی۔ آگ آپ ﷺ کی رحمت سے صدقات جلانے سے بچ گئی، آسمان آپ کی رحمت سے شیاطین کی رسائی اور باتیں سننے سے محفوظ ہوگیا۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی یہ بھی حدیث نقل کرتے ہیں کہ ایک دن سرکارِ دو عالم ﷺ نے جبرائیلِ امیں سے پوچھا اے جبرائیل! کیا تمہیں بھی میری رحمت سے حصہ ملا؟ عرض کیا بے شک یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا کیا؟ عرض کی میں اپنے انجام سے خوفزدہ رہتا تھا۔ میں شیطان ملعون کے انجام کو دیکھ کر خوف میں مبتلا تھا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک وحی لایا تو میرا خوف دور نہ ہوا لیکن اے محبوب تیری رحمت پر قربان جب آپ کی ذاتِ اقدس پر یہ وحی لائی۔ ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ تو مجھے اپنے انجام کا خوف ختم ہوگیا۔ یہ تیری رحمت کا صدقہ ہے کہ جبرائیل ؑ کو اب اپنے انجام کا خوف نہیں۔

دوستو! عالمِ ملکوت بھی ایک عالم ہے۔ جس میں اللہ کی نورانی مخلوق فرشتے ہیں اور محبوب کی رحمت تمام عالمین کے لیے ہے اس لیے جبرائیل ہی نہیں تمام فرشتے محبوب کی رحمت کے نہ صرف محتاج ہیں بلکہ مُستفید بھی ہوتے ہیں۔

ایک شخص نے شاہ عبدالحق محدث دہلوی سے سوال کیا کہ کیا ابلیس کو بھی رحمتِ مصطفیٰ ﷺ سے کوئی حصہ ملا؟ فرمایا کیوں نہیں۔ اگرچہ ابلیس اللہ رب العزت کی بارگاہ سے دھتکارا گیا، لعین ومحروم ہوا لیکن رحمتِ مصطفیٰ ﷺ سے محروم نہ ہوا۔ حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دبدبہ شوکت وہیبت اور جو حقانیت عطا فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ سٹرفکیٹ کہ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَھَقَ الْبَاطِلُ ٥ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ یہ ایسی شانیں تھیں کہ اِن کے صدمے سے اس ملعون کا وجود نابود ہوجاتا، مرمٹ جاتا اور قیامت تک اس کے باقی رہنے کا جو حکم تھا۔ وُہ منسوخ ہوجاتا۔ یہ محبوب مصطفیٰ ﷺ کی رحمت کا کرشمہ ہے کہ وُہ ملعون ابھی تک باقی ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید میں آتا ہے وَاِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ٥ کفارِ مکہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی اے اللہ! اگر یہ قرآن تیری طرف سے سچ ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا اور ہم پر دردناک عذاب لے آ۔

کفارِ مکہ کا اب اس دعا اور چیلنج کے بعد عذاب الٰہی کے پوری طرح مستحق تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ اے محبوب! اللہ کی شان نہیں کہ تو ان کے اندر موجود ہو اور ان کو عذاب دیا جائے۔ گویا تیرے وجودِ اقدس کے باعث ان کفار کو عذاب سے بچایا جارہا ہے کیونکہ تیری ذات سراپا رحمت ہے۔ وَاَنْتَ فِیْھِمْ کے الفاظ میں کمالِ محبت کا راز پوشیدہ ہے۔ ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کا کتنا حیا ہے۔

## ایک مثال

جس طرح کسی کی اولاد باپ کی نافرمانی کرے اور وہ اولاد کو سزا دینا چاہے تو اُن کی ماں اپنے بچوں کو بچالے۔ پھر جب بھی وہ سزا دینا چاہے وُہ آگے ہو کر منت سماجت کر کے بچالے۔ اور بچوں کا والد اپنی وفا شعار بیوی کے حیا کے باعث نافرمان اولاد کو سزا نہ دے۔ پھر ایک دِن وُہ بڑی نافرمانی کریں تو ہاتھ میں ہتھیار لے کر کہے اب نہیں چھوڑوں گا تمھیں پھر ان کی ماں منت سماجت کر کے بچالے تو وہ کہے کہ بچو دیکھ لو میں تمھیں ہرگز نہ چھوڑتا مگر کیا کروں جب تک تمہاری ماں ہے میں تمھیں سزا نہیں دے سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے محبوب ﷺ میرے عذاب کی سُنت تبدیل نہیں ہوئی لیکن تیرے رحمت بھرے ہاتھ ان کافروں پر عذاب آنے نہیں دیتے۔ جب بھی میں ان کو عذاب دینا چاہتا ہوں تیرے آنسو، تیرے لب مبارک کی دعا آڑے آجاتی ہے۔ اب یہ جو

Marfat.com

کچھ مرضی ہے کریں میں ان کو سزا نہیں دیتا کیونکہ وَاَنْتَ فِیْھِمْ کہ تو ان میں موجود ہے۔ کافروں پر ان کے محبوب کی دعا کے باعث عذاب ٹل گیا۔ منافق اس کی رحمت کے باعث قتل ہونے سے بچ گئے اور مسلمانوں کو آقا ﷺ کی برکت سے ہدایت کی نعمت نصیب ہوئی۔

رحمتِ مصطفیٰ ﷺ کا عروج دنیا نے اس وقت دیکھا جب مکہ فتح ہوا اور وہ سب کفار آپ کے سامنے سرنگوں بیٹھے تھے۔ اِن میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے تھے۔ ان میں وہ عورت ہندہ بھی شامل تھی جس نے آپ ﷺ کے پیارے چچا کو قتل کروایا اور ان کا کلیجہ چبایا۔ ایک ایک آدمی کی طرف دیکھا تو کئی کئی دکھوں کی داستانیں یاد آئیں آقا ﷺ چاہتے تو ہر ایک سے بدلہ لیتے اور دنیا کے ہر فاتح نے اِس طرح کیا اور یہ کوئی عجیب بات بھی نہ تھی لیکن دنیا کے فاتح ''بادشاہ'' تھے۔ اور اللہ کے محبوب ﷺ ''رحمتِ عالم'' تھے۔ فرمایا جاؤ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ آج کے دن تم پر کوئی گرفت نہیں۔ اور تمام دشمنوں کو معاف کر دیا۔ حد تو یہ ہے کہ سب سے بڑے دشمن ابوسفیان کے گھر کو دارالامان قرار دیا۔ اور فرمایا جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اسے بھی امان ہے

## حضرت شیماؓ اور رحمتِ مصطفیٰ ﷺ

بچپن میں سرکارِ دوعالم ﷺ جب حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے پاس تھے تو ان کی بیٹی حضرت شیماؓ آپ ﷺ کو ہر وقت اپنی پشت پر پیار و محبت سے اٹھائے رکھتیں اور آقا ﷺ کے ساتھ کھیلا کرتیں۔

ایک دن حضور ﷺ نے اُن کی پشت پر دانت مبارک سے کاٹا اور اس قدر کہ دانت کے نشان لگ گئے۔ اُسی وقت حضرت شیماؓ گھبرا کر اُٹھیں اور بعد میں مدتوں تک یہ سمجھ میں نہ آیا کہ اس مہربان اور پیارے بھائی نے ایسا کیوں کیا؟ اس کاٹنے کی وجہ کیا

Marfat.com

تھی؟ چنانچہ فتح مکہ کے بعد بنی ہوازن کے ساتھ جنگ ہوئی مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ بنی ہوازن کی عورتوں اور مردوں کو قیدی بنا لیا گیا۔ اُن قیدی عورتوں میں حضرت شیما بھی تھیں۔ انہوں نے آگے بڑھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی بیٹی ہوں اور آپ ﷺ کی بہن شیما۔ فرمایا کوئی نشانی؟ عرض کی حضور ﷺ میں آپ کو پشت پر اُٹھاتی تھی۔ ایک دن آپ ﷺ نے میری پشت پر دانتوں سے کاٹا تھا۔ وہ نشان اب تک موجود ہے۔ نشان کی تصدیق ہوئی تو رحمتِ دو عالم ﷺ نے اپنی چادر بچھائی اور فرمایا آؤ میری بہن تم اس پر بیٹھو اور فرمایا اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہو تو رہو میں تمہارا بھائی ہوں اور اگر واپس قبیلے میں جانا چاہو تو تم آزاد ہو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی بہن ہوں میرے قبیلے کے تمام مرد اور عورتوں کو رہا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے اپنی بہن کی خاطر تمام مرد و زن کو آزادی دے دی اور پھر حضرت شیما کو بہت سارے تحائف عطا فرمائے۔ اب حضرت شیما کو سمجھ آیا کہ رحیم و کریم بھائی نے کیوں کاٹا تھا۔ حضرت شیما نے اسلام قبول کر لیا۔ رحمتِ عالم ﷺ نے اپنی رحمت سے اپنی اس بہن کو محروم نہیں رکھا جو کہ بچپن میں آپ ﷺ کو اُٹھاتی اور کھلایا کرتی تھی۔

(وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ)

# معارفِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا پیارا اور دل نشین ہے کہ یہ لفظ زبان سے نکلتے ہی نگاہ فرطِ ادب میں جھک جاتی ہے، سر خم ہو جاتا ہے۔ اور زبان پر بے ساختہ درود وسلام جاری ہو جاتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بے شمار صفات اور کمالات سے نوازا ہے ان صفات اور کمالات میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثانی وہمسر نہیں۔ اسی طرح اپنے محبوب کو ایسا پیارا نام عطا فرمایا ہے کہ یہ نام بے مثل و بے مثال ہے۔

آیئے آپ کو اس نام مبارک کے معنی، کمالات، فضائل اور برکات سنائیں تا کہ ایمان بھرے قلوب میں ٹھنڈک اور حلاوت بڑھ جائے۔

## لفظِ "محمد" کے معنی

علماء کرام فرماتے ہیں کہ لفظِ "محمد" حمد سے مشتق ہے اور حمد کا معنی تعریف ہے لیکن لفظ "محمد" اسمِ مبالغہ ہے۔ لہٰذا یہ وسعت اور کثرت کے معنی دیتا ہے اور اس کا معنی ہوگا ھُوَ الَّذِیْ یُحْمَدُ مَرَّۃً بَعْدَ مَرَّۃٍ وہ ذات جس کی بار بار اور کثرت سے تعریف کی

Marfat.com

جائے۔ امام لغت راغب الاصفہانی نے لفظ ''محمد'' کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے وَ مُحَمَّدٌ اِذَا کَثُرَتْ خِصَالُہُ الْمَحْمُوْدَۃُ اور ''محمد'' اُسے کہتے ہیں جس کی صفاتِ حمیدہ کثیر ہو جائیں۔ گویا ''محمد'' کا معنی ہے کہ جس کی اتنی تعریف کی جائے کہ کوئی حد نہ رہے۔

## محمد ﷺ اور احمد حضور ﷺ کے ذاتی نام ہیں

حضور ﷺ کے صفاتی نام تو بے شمار ہیں لیکن ذاتی نام صرف دو ہیں۔ محمد ﷺ اور احمد۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا زمین پر نام محمد ﷺ ہے اور آسمان پر احمد ہے اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو حضور ﷺ کی خوشخبری سنائی تو فرمایا وَ مُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ ۝ (الصّف : ) میرے بعد ایک رسول آنے والے ہیں جن کا اِسمِ مبارک احمد ہوگا میں اُن کی بشارت دینے والا ہوں۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان کے باسی ہیں اس لیے آپ کا آسمان والا نام احمد بتایا۔

## محمد ﷺ اور احمد کے معنی میں فرق

محمد ﷺ کا معنی ہے وہ ذات جس کی تعریف کی جائے اور بہت کثرت سے کی جائے اور احمد کا معنی ہے تعریف کرنے والا۔ پوری کائنات میں حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی جیسی حمد بیان کی کوئی دوسرا نہیں کر سکتا اس لیے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے پر آپ احمد ہیں۔

اب ساری کائنات اور تمام عالم کی مخلوق بشمول ملائکہ اور انبیاء حتیٰ کہ خود اللہ کا محبوب بھی جب اللہ کی تعریف کرتے ہیں تو یہ ''حمد'' کہلاتی ہے۔

اور سب سے اعلیٰ ترین حمد بیان کرنے والا احمد ہے لیکن جب کل کائنات کا خالق و مالک جس کی تعریف کرتا ہے وہ محمد ﷺ بنتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جیسی تعریف کرنا کسی مخلوق کے لیے ممکن ہی نہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ''محمد'' کا نام مبارک عطا فرمایا ہے۔

Marfat.com

## اسمِ محمد ﷺ کے کمالات

آیئے آپ کو اسمِ محمد ﷺ کے کمالات سُنائیں۔ اس نامِ مقدس میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار کمالات رکھے ہیں۔

### اسمِ محمد ﷺ کا ہر حرف با معنی ہے

ہر لفظ حروف کا مجموعہ ہوتا ہے اور کسی لفظ کا اگر کوئی حرف حذف کر دیا جائے تو وہ لفظ اپنا معنی کھو بیٹھتا ہے، مثلاً ذاکر ایک لفظ ہے اگر اس لفظ کا پہلا حرف ذال الگ کر لیا جائے تو یہ لفظ بے معنی ہو گیا لیکن اس نقص سے لفظ ''اللہ'' اور ''محمد'' مستثنیٰ ہیں جس طرح لفظ ''اللہ'' کا ہر حرف با معنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلالت کرتا ہے اسی طرح ''محمد'' جو حضور ﷺ کا ذاتی نام ہے اس کا بھی ہر ایک حرف با معنی ہے۔ اگر آپ لفظ محمد ﷺ سے م ہٹا دیں تو حمد رہ جاتا ہے جس کا معنی ہے تعریف و توصیف۔ پھر ح کم کر دیں تو مدرہ جاتا ہے یعنی مدد کرنے والا اور اگر پہلے دو حرف میم اور ح حذف کر دیں تو باقی مدرہ جائے گا جس کا معنی ہے بلند تر اور اگر دوسرے میم کو بھی ہٹا دیا جائے تو صرف دال رہ جاتا ہے جس کا معنی ہے دلالت کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ کے وجود اور وحدانیت پر سب سے عظیم دلیل۔

### ۲۔ اِسمِ محمد ﷺ بے مثل نام

یہ پیارا نام اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے لیے چُن لیا اور پھر عالمِ ملکوت میں اس کو شہرت دی تا کہ اہلِ ملکوت جان لیں کہ جس ہستی کا نام اتنا بے مثال ہے وہ ہستی بھی تمام عالمین میں بے مثال اور بے نظیر ہو گی۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے پوتے کا کیا نام رکھا ہے تو انھوں نے فرمایا محمد ﷺ لوگوں نے حیران ہو کر پوچھا یہ نام آپ نے کہاں سے سنا ایسا

Marfat.com

نام تو پورے عرب میں کسی کا نہیں۔ فرمایا مجھے پوری اُمید ہے کہ میرے اس بیٹے کی بے حد تعریف کی جائے گی اس لیے اس کا نام میں نے محمد ﷺ رکھا ہے

## ۳۔ اس نام ''محمد'' کے بغیر ایمان ناممکن ہے

حضور ﷺ کے بے شمار صفاتی نام ہیں لیکن جب تک کوئی کافر محمد رسول اللہ نہ کہے ایمان والا نہیں بن سکتا اگر چہ وہ احمد رسول اللہ بھی کہے تو پھر بھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اس کی کیا وجہ ہے علماء کرام نے لکھا ہے کہ ویسے تو احمد بھی حضور ﷺ کا نام ہے اور رؤف ورحیم بھی رسول اللہ ﷺ کے صفاتی نام ہیں لیکن کلمہ صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اس لیے کہ جب تک کوئی انسان دل میں محمد ﷺ کی عظمت نہ بٹھائے۔ اس بلند ترین نام کو نہ پکارے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی منشا ہے کہ میرے محبوب ﷺ کو سب سے اعلیٰ اور بلند ترین نام محمد ﷺ سے پکارا جائے اور یہ تصور ذہن میں بٹھایا جائے کہ محمد ﷺ وہ ہیں کہ جن کی خود اللہ تعالیٰ تعریف و توصیف کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب:۵۶) بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تعریف ہمیشہ کسی خوبی اور کمال کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ نقص و عیب کی تعریف نہیں کی جاتی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کا نام محمد ﷺ رکھا تا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ جس کا نام محمد ﷺ ہے اور جس کی تعریف خود اس کا خالق کرتا ہے وہ ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔

حضرت حسانؓ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِی ۔۔۔ وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ ۔۔۔ کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

(اے محبوب! آپ جیسا حسین چہرہ آج تک میری آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ ﷺ سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنا ہے۔ آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک کر دیا گیا۔ ایسا لگتا ہے کہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی مرضی کے مطابق تخلیق فرمایا گیا)۔

## اسمِ محمد ﷺ توحید کی دلیل ہے

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور توحید پر سب سے عظیم ترین دلیل حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس اور بے مثل نامِ گرامی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں واحد اور یکتا ہوں اور میرا محبوب حُسن و جمال میں اور سیرت و کردار میں یکتا ہے۔ فرمایا جن لوگوں کو میری وحدانیت کی شہادت درکار ہے۔ وہ میرے محبوب ﷺ کو دیکھ لیں۔ میرے محبوب کا ظاہری، باطنی حُسن و جمال دیکھ لیں اگر انہیں تمام عالمین میں میرے محبوبؐ کے نام اور حسن و جمال کی کوئی مثال نہ مل سکے تو ان پر عیاں ہونا چاہیے کہ انہیں میری مثل کہاں سے ملے گی قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برہان (سب سے بڑی دلیل) آئی ہے۔ یہ سب سے بڑی دلیل محمد ﷺ ہیں۔
حضور ﷺ نے جب قریش مکہ کو کوہ صفا کے دامن میں جمع کیا اور اُن کے سامنے نبوت و رسالت کا اعلان کیا تو قریشِ مکہ نے دلیل طلب کی ایسے موقع پر جب گزشتہ انبیاء سے نبوت کی دلیل طلب کی گئی تو انہوں نے اپنے عظیم معجزے پیش کیے لیکن سیّد انبیاء نے باوجود اس کے کہ آپ کی ذات کو رب تعالیٰ نے معجزہ بنا کر بھیجا ہے اور آپ ﷺ چاہتے تو بے شمار معجزے دکھا سکتے تھے حضور ﷺ نے اس موقع پر سب سے نرالی اور ایسی عظیم ترین دلیل پیش کی کہ جس کو آج تک کوئی رد نہ کر سکا فرمایا فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهٖ (یونس:۱۶) کیا میں نے تمام عمر تمھارے درمیان نہیں گزاری۔ مجھے دیکھ لو میں نبوت کی اور اللہ کی وحدانیت کی سب سے بڑی دلیل ہوں۔ باقی تمام انبیاء نے جو دلائل اور مُعجزے پیش کیے وہ قوم نے رد کر دیئے لیکن نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس اللہ

تعالیٰ کی توحید کے لیے اتنی بڑی دلیل ہیں کہ آج تک کوئی کافر بھی اس دلیل کو رد نہ کر سکا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام محاسن سے بہرہ یاب فرما کر اپنے حسنِ کامل کی دلیلِ اتم بنایا۔ اسی لیے آپ ﷺ کا نام محمد ﷺ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا سب سے بڑا اعجاز محمد ﷺ ہیں اللہ تعالیٰ کی صفات کی سب سے بڑی دلیل ذاتِ محمد ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ربُّ العٰلمین ہونے کا سب سے بڑا ثبوت رحمتِ محمد ﷺ ہیں۔

عرب کے محدثین کا ایک جگہ اجتماع ہوا اور اس مسئلہ پر بحث ہوئی کہ شعراء عرب کے اشعار میں کونسا شعر سب سے عمدہ ہے سب نے اس پر اتفاق کیا کہ حضرت ابو طالب کا یہ شعر سب سے اعلیٰ ہے۔

وشق لہٗ من اسمہٖ یجملہٗ فذو العرش محمود و ھذا محمد

(اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی شان بتانے کے لیے ان کا نام اپنے نام سے نکالا۔ چنانچہ ذاتِ باری تعالیٰ محمود ہے اور ہمارے نبی ﷺ کا نام محمد ہے۔)

## اسمِ محمد ﷺ کے فضائل و برکات

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اپنے محبوب کو بلند ترین اور بے مثال نام عطا فرمایا ہے بلکہ اُس ذاتِ حق کو اِس نام کی ایسی لاج ہے کہ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِی لَاُعَذِّبُ احدا یُسَمّٰی باسمك فی النار مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم اے محبوبؐ! میں کسی ایسے شخص کو عذاب نہیں دوں گا جس کا نام آپؐ کے نام پر ہو گا۔

حضرت ابو امامہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کی نیت سے اپنے پیدا ہونے والے لڑکے کا نام "محمد" رکھا تو وہ اور اس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے۔

میرے آقا ﷺ نے یہ بھی فرمایا جب تم کسی کا نام "محمد" رکھو تو نہ اس کو مارو اور نہ ہی برا سمجھو۔ بلکہ اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ خالی کرو۔

ایک اور حدیث میں حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن دو آدمی اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں جانے کا حکم فرمائے گا۔ وہ عرض کریں گے اے پروردگار! ہم گنہگار آپ کی جنت کے کیسے حق دار بن گئے ہم نے تو کوئی ایسا عمل بھی نہیں کیا کہ جس کے بدلے جنت کے مستحق بنتے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندو! تم جنت میں داخل ہو جاؤ کیونکہ میں نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے کہ جس کا نام "احمد" اور "محمد" ہو گا اُس کو دوزخ میں داخل نہیں کروں گا۔

وہ دونوں آدمی محض "احمد" اور "محمد" نام ہونے کے باعث بخشے جائیں گے۔ رب تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں کہ کسی شخص کا نام اُس کے محبوب کے نام پر ہو اور وہ دوزخ میں جائے۔ اپنے محبوب کی برکت اور نسبت کے باعث اُنہیں جنت میں داخل کر دے گا

حدیث پاک میں ہے کہ روزِ محشر اک صدا لگانے والا پکارے گا یَا مُحَمَّدُ! قُمْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ اے محمد ﷺ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جاؤ پس ہر وہ شخص جس کا نام "محمد" ہو گا یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ ندا اُس کے لیے ہے کھڑا ہو جائے گا تو جنت کے دروازے تک جا پہنچے گا وہ لوگ جن کے نام آقا ﷺ کے نام کے ساتھ نسبت رکھتے ہوں گے یہ سمجھیں گے کہ انھیں پکارا گیا ہے لیکن جب جنت کے قریب آئیں گے تو فرشتے یہ کہیں گے کہ یہ آواز تمہیں نہیں دی گئی بلکہ یہ آواز اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لیے لگوائی ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ لوگ میرے محبوب کے نام کے ساتھ میرے محبوب کے نام کی وجہ سے بھول کر آئے ہیں اس لیے کہ ان لوگوں کے نام "محمد" اور "احمد" ہیں انہیں جنت کے دروازے سے مت لوٹاؤ انہیں کہہ دو میرے محبوب کے صدقہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

Marfat.com

حضرت امام حسین علیہ السلام کا قول ہے جس شخص کی عورت حاملہ ہو اور وہ نیت کرے کہ پیدا ہونے والے بچے کا نام محمد رکھے گا تو انشاء اللہ اُس کا لڑکا پیدا ہو گا چاہے حمل میں لڑکی ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام جب ہند کی سرزمین پر اترے تو اُن کو وحشت محسوس ہوئی اُس وقت جبرائیل علیہ السلام اُن کی تشفی کی خاطر آئے اور اُنہوں نے آذان کہی۔ دو بار اشھدُ انَّ محمد رسول اللہ کے الفاظ کہے تو آدم علیہ السلام نے پوچھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ جبرائیل نے بتایا آپ کی اولاد میں سے ہیں اور آخری نبی ہیں۔ اس مُبارک نام سے حضرت آدم علیہ السلام کی وحشت دور ہوگئی۔ (ابنِ عساکر)

اللہ تعالیٰ نے اس نام میں ایسی برکات رکھی ہیں جہاں وحشت وخوف ہو اور انسان کو ڈر محسوس ہو تو وہاں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پکارا جائے تو اللہ تعالیٰ وہ وحشت وخوف ختم کر دیتا ہے۔

## اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا

حضرتِ انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے بچوں کا نام محمد رکھتے ہو پھر اُن پر لعنت کرتے ہو؟ یعنی کہ "محمد" بچے کا نام رکھے اُس پر لعن وطعن نہ کرے اور نہ ہی اُس نام کی بے ادبی کرے۔

حضرت ابو رافعؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے بچے کا نام "محمد" رکھو تو نہ اسے مارو اور نہ ہی محروم رکھو۔

تفسیر روح البیان میں مفسر قرآن علامہ اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی فرمائی کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی پشت میں سے ہوں گے۔ اُن کا ظہور آخری زمانے میں ہو

Marfat.com

گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ملاقات کی التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال کو آپ کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں آئینہ کی طرح ظاہر فرمایا جس پر آدم علیہ السلام نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما اور اپنی آنکھوں سے مس فرمایا۔ جب جبرائیل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ سُنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے آذان میں میرا نام سُنا اور اپنے دونوں انگوٹھے کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پہ لگایا وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے نام کی محبت کی برکت کے باعث انگوٹھے چُومنے والا کبھی اندھا نہ ہوگا۔

امام حلبی نے اپنی کتاب 'السیرۃ الحلبیہ' میں یہ روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت گناہ گار تھا اُس نے سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جب اُس کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اسے گندگی کے ڈھیر میں پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اُس شخص کو وہاں سے اُٹھا کر نہلا کر اُس پر نماز پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ وہ شخص سو برس تک تیری نافرمانی کرتا رہا۔ ارشاد ہوا یہ سچ ہے لیکن اُس کی عادت تھی جب توریت کھولتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دیکھتا تو بوسہ دے کر اُس کو آنکھوں پر رکھ لیا کرتا تھا۔ میں نے اس شخص کے اس مبارک عمل کے باعث اس کو بخش دیا ہے اور انعام کے طور پر ستر حوریں اس کے نکاح میں دے دی ہیں۔

دوستو! پچھلی امت کے ایک گناہ گار شخص نے محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اقدس کا ادب واحترام کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے سو سال کے گناہ معاف کر دیے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی حضورؐ کے نام گرامی کا ادب کرے، اُسے چومے اور آنکھوں سے لگائے تو کیا اُسے اجر نہیں ملے گا؟ انشاء اللہ ضرور ملے گا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

Marfat.com

# میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

دوستو! بزرگواور پیر بھائیو!

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی اس آیت میں فرماتا ہے اُس نعمت کو یاد کرو جو تم پر کی گئی جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی پس تم اسی نعمت کے باعث آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

اِس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک نعمت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا تم اُس نعمت کو یاد کرو جس کے باعث تم ایک دوسرے کے بدترین دُشمن تھے اور آپس میں اُلفت ومحبت کی ایک مثال بن گئے۔ اِس نعمتِ عظمیٰ نے نفرتوں کے پہاڑ توڑ ڈالے، عداوتوں کے طوفان اُڑا ڈالے اور خون کے پیاسوں کو اخوت ومحبت کا پیکر بنا دیا۔ سوال یہ ہے کہ وُہ نعمتِ عظمیٰ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اُس نعمت کے ذکر کا کیوں حکم دیا ہے۔

دوستو! تمام بڑے مفسرین کرام اس پر متفق ہیں کہ وُہ نعمتِ عظمیٰ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت ہیں اور یہ اتنی بڑی نعمت ہیں

کہ اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کا احسان یاد دلایا ہے۔ فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (ال عمران: ۱۶۴) بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا جب اُن میں رسول مبعوث کیا جو اُنہی میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے بارے میں تین حکم دیے ہیں۔

۱۔ ذکرِ نعمت ۲۔ تحدیثِ نعمت ۳۔ شکرِ نعمت

## ۱۔ ذکرِ نعمت

فرمایا جو نعمت میں نے تمہیں عطا کی ہے اُس کا ذکر کرو، اُسے یاد رکھو۔ بنی اسرائیل کو حکم ہوا يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ (البقرۃ: ۴۷) اے بنی اسرائیل! میرے وہ انعام یاد کرو جو تم پر میں نے کیے اور یہ کہ میں نے تمہیں (اس زمانے میں) سب لوگوں پر فضیلت دی۔

گویا بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں کیں اُن کے تذکرے کرنے کا اور یاد کرنے کا حکم ملا اور اُمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج (ال عمران: ۱۰۳) اور یاد کرو میری اُس نعمت (جو محبوب تمہیں عطا کیا) کو جو تم پر کی جب تم آپس میں دُشمن تھے، تمھارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اس نعمت کے باعث بھائی بھائی ہو گئے۔

قبائل میں جو بغض وعداوت اور دشمنی کی آگ جل رہی تھی سینکڑوں لوگ قتل ہو گئے قبائل تباہ و برباد ہو گئے مگر پھر بھی یہ آگ ٹھنڈی نہیں ہو رہی تھی اور قتل عام دن بدن بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ یوں سمجھ لو کہ پورا عرب ایک آتش فشاں تھا جو بغض وعناد کی آگ اُگل رہا تھا اور اس میں ہزاروں لوگ جل کر راکھ ہو چکے تھے۔ معمولی معمولی بات پر ہر دفعہ جو لڑائی شروع ہو جاتی پھر رکنے کا نام نہ لیتی عرب کے دو قبائل اوس وخزرج کے درمیان ایک سو بیس سال تک جاری رہی اور یہ لڑائی محض گھوڑے دوڑانے سے شروع

Marfat.com

ہوئی تھی۔

کہیں گھوڑے دوڑانے پہ جھگڑا
کہیں پینے پلانے پہ جھگڑا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب ﷺ کے صحابہؓ دیکھو جب میرے نبی ﷺ کا ظہور ہوا تو تمہارے اجڑے ہوئے دیس کی خون بھری وادیوں میں امن و محبت کی بہار آ گئی عداوت، وحشت اور انتقام ختم ہو گیا۔ ہر طرف محبت، اخوت، انس اور درگزری کے پھول کھل گئے۔ تم میرے اس احسانِ عظیم کو یاد کرو کہ تم تپتی آگ اور دوزخ کے کنارے جا پہنچے تھے تم ذلت اور رسوائی کی پستیوں میں غرق ہونے والے تھے۔ تم غرور و تکبر کی دلدل میں پھنس چکے تھے۔ رحمتِ مصطفیٰ ﷺ نے تمھاری دستگیری کی اور تمھیں آتشِ دوزخ سے بچا لیا نہ صرف اس عذابِ عظیم سے بچایا بلکہ دوزخ سے پکڑ کر جنت میں داخل کر دیا۔ اب تم پر یہ فرض ہے کہ صبح و شام میری اس عظیم نعمت کو یاد کرو اور اس کے گن گاؤ۔

## تحدیثِ نعمت

ذکرِ نعمت کے بعد تحدیثِ نعمت کا حکم ہے۔ فرمایا وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (الضحیٰ: ۱۱) آپ کے رب نے جو نعمت تمہیں عطا کی ہے اُس کا بیان کرتے رہیں گویا تحدیثِ نعمت سے مراد بیانِ نعمت ہے۔

## ذِکرِ نعمت اور تحدیثِ نعمت میں فرق

ذکرِ نعمت سے مراد یہ ہے کہ اس نعمت کو نہ صرف دل میں یاد رکھا جائے بلکہ زبان سے اس نعمت کے تزکرے بھی کیے جائیں۔ اِس نعمت کو لوگوں کے سامنے بیان کیا جائے۔

تحدیثِ نعمت سے مراد یہ ہے کہ اس نعمت کا تذکرہ کرو، اس کا چرچا کرو، اس کو بیان کرو، اس نعمت کی خوبیاں اور صفات کھلے عام لوگوں کو بتاؤ تا کہ اس نعمتِ عظمیٰ سے سارا عالم آگاہ ہو جائے۔ گویا تحدیثِ نعمت سے مُراد حضور ﷺ کی یاد میں جلسے، نعت

Marfat.com

اور ذِکر کی محفلیں سجا کر محبوب کے حسن کے جلووں کی تعریفیں لوگوں میں بیان کرنا ہے

## شکرِ نعمت

تحدیثِ نعمت کے بعد شکرِ نعمت کا حکم ہے فرمایا قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۝ (یونس :۵۸) اے محبوب! فرمادیجیے (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور رحمت کے باعث ہے پس تمہیں چاہیے کہ اس پر خوشیاں مناؤ۔ یہ اُس (مال) سے کہیں بہتر ہے جو تم جمع کرتے ہو۔

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس آیت میں اللہ پاک کے فضل اور رحمت سے مراد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی ولادت پر اللہ تعالیٰ نے خوشی منانے کا حکم دیا ہے۔

علماء کرام نے لکھا ہے کہ اس آیت کے شروع میں جو لفظ قُل ہے یہ محبوب کو حکم ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تم اپنی امت کو حکم دو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت پر ضرور خوشی مناؤ۔ یہ لفظ محبوب کی طرف سے اُمت کو تاکید ہے۔ اور حکم ہے کہ شکرِ نعمت کا اظہار اجتماعی طور پر کرو، پورے ملک میں عید کا سماں ہو، چراغاں ہو، خوشیاں اپنے عروج پر ہوں، جلسے کرو اور جلوس نکالو، گھر بازار اور سڑکیں ہر چیز کو سجاؤ اور پھر مل کر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرو، صلوٰۃ والسلام کی یوں صدائیں لگاؤ کہ روئے زمین کی ہر مخلوق کو پتہ چلے کہ یہ وہ عظیم دِن ہے جس دن اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی اور خوشیاں منانے والی پس وہی امت ہے جس پر یہ احسان عظیم کیا گیا اور ان کو نعمتِ عظمیٰ عطا کی گئی۔

آج پوری امت مل کر اس نعمت کا شکر بجالا رہی ہے۔ توجہ طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا فَلْیَسْجُدُوْا کہ میری نعمت کے شکرانے کے طور پر سجدے کرو اور نہ ہی فرمایا فَلْیَعْبُدُوْا جب تمہیں یہ نعمت ملی تو اب میری عبادت کرو اور نہ ہی فرمایا فَلْیُنْفِقُوْا

Marfat.com

میری راہ میں خرچ کرو بلکہ فرمایا فَلْیَفْرَحُوا خوشیاں مناؤ، جشن مناؤ، تا کہ سارے عالم میں میرے محبوب ﷺ کی آمد کی دھوم مچ جائے۔تم سجدے کرو گے، عبادت کرو گے اور خرچ کرو گے تو کسی کو کیسے پتہ چلے گا کہ یہ میری نعمتِ عظمیٰ کا شکر کر رہے ہیں۔

جب تم دھوم مچاؤ گے تو آسمان کے فرشتے کیسے ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ زمین پر آج جشن کیسا ہے۔آسمان والوں کو بتایا جائے گا کہ آج اس کے محبوب کا میلاد ہے فَلْیَفْرَحُوا اے امتِ محمدی ﷺ خوشیاں مناؤ تا کہ سارے عالمین میں ایک دفعہ پھر میرے محبوب کی آمد کی یاد تازہ ہو جائے۔ حضور پاک ﷺ کے میلاد پر خوشیاں منانا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

حضور پاک ﷺ کے میلاد پر خوشیاں منانا سنتِ الٰہیہ ہے سیرت کی کتب میں کئی روایات درج ہیں کہ حضور پاک ﷺ کی ولادت پر اللہ تعالیٰ نے جشن منایا۔

عمروؓ بن قتیبہ سے مروی ہے کہ جب حضرت آمنہؓ کے ہاں ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اور اللہ تعالیٰ نے اس روز سورج کو بقعہء نور بنا دیا۔

(السیرۃ الحلبیہ۔امام عسقلانی، امام زرقانی)۔

• حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ جب سرورِ کائنات ﷺ کا ظہور ہوا تو ساتھ ایک ایسا نور نکلا جس سے شرق و غرب سب آفاق روشن ہو گیا۔ایک اور روایت میں یہ الفاظ درج ہیں کہ اس نور کی روشنی سے میں نے ملکِ شام کے محلات اور بازار دیکھے۔

اس حدیثِ مبارکہ کو علامہ ابنِ کثیر اور علامہ سیوطی جیسے مفسرین اور محدثین نے بیان کیا ہے۔گویا اللہ تعالیٰ نے ولادتِ مصطفیٰ ﷺ پر خصوصی چراغاں کیا جس سے تمام عالم چمک اُٹھا۔عظیم مفسر ابنِ کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کی والدہ فاطمہؓ بنتِ عبداللہ فرماتی ہیں کہ جس رات حضور پاک ﷺ کی ولادت ہوئی میں اللہ کے

Marfat.com

محبوب ﷺ کی والدہ ماجدہ کے پاس موجود تھی ۔ میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے بقعۂ نور بن گیا اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے کہنا پڑا کہ کہیں مجھ پر نہ گر پڑیں۔

## میلاد کی خوشی میں اللہ تعالیٰ نے لڑکے بانٹے

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی پیدائش کی خوشی میں اس سال لڑکیوں کی پیدائش موقوف کر کے تمام ماؤں کو لڑکے عطا کیے تا کہ عرب میں کوئی شخص لڑکی کی پیدائش پر غمزدہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر آنگن میں مسرتوں اور خوشیوں کے پھول بکھیر کر محبوب کا میلاد منایا۔ امام سیوطی یہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُس سال یہ حکم جاری کیا کہ محبوب ﷺ کی تکریم میں تمام دُنیا کی عورتوں کو لڑکے عطا کیے جائیں

## میلاد کی خوشی منانا سُنّتِ مصطفیٰ بھی ہے

حضور اکرم ﷺ پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے ۔ مسلم شریف کی حدیثِ مبارکہ ہے۔ حضرت ابو قتادہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا اس روز میری ولادت ہوئی ، اس روز میری بعثت ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا لہٰذا سرکارِ دو عالم ﷺ اظہارِ تشکر کے لیے پیر کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور صحابہ کرامؓ کو اس دن کی فضیلت سے آگاہ کرتے اور روزہ رکھنے اور اللہ کا شکر ادا کرنے کی ترغیب دیتے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے اپنی بعثت کے بعد اپنا عقیقہ کیا۔ امام سیوطی اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلبؓ نے آپ کی پیدائش کے ساتویں روز رسول اللہ ﷺ کا عقیقہ کیا تھا اس لیے عقیقہ دوبارہ نہیں کیا جا سکتا۔ حضور پاک ﷺ نے جو ولادت کے دن بکرے ذبح کیے یہ عقیقہ نہیں اپنی ولادت کی خوشی کا اظہار تھا اس لیے ہم پر مستحب ہے کہ ہم حضور

Marfat.com

پاک ﷺ کی ولادت کے دن خوشی کا اظہار کریں، کھانا کھلائیں اور دیگر عبادت کے ذریعے خوشی منائیں۔ گویا میلاد پر خوشی منانا اور کھانا تقسیم کرنا میرے آقا ﷺ کی سنت مبارک ہے۔

## میلاد کی خوشی پر کافر کے عذاب میں تخفیف

ابولہب جو حضور پاک ﷺ کا چچا تھا حضور پاک ﷺ کی ولادت کے موقع پر اُس نے اپنی ایک لونڈی ثوبیہؓ کو حضرت سیدنا آمنہؓ کے گھر خدمت کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ جب حضور پاک ﷺ کی ولادت ہوئی تو ثوبیہؓ دوڑی دوڑی ابولہب کے پاس آئیں اور آکر مبارک باد دی کہ تیرے بھائی کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے۔ ابولہب اپنے بھتیجے کی پیدائش پر اتنا خوش ہوا کہ اُس نے اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہا جا ثوبیہؓ میں نے تجھے اپنے بھتیجے کی پیدائش کی خوشی میں آزاد کر دیا۔ اس سے آگے صحیح بخاری شریف کے الفاظ سنیے۔ ابولہب کے مرنے کے بعد اُس کے اہلِ خانہ میں سے کسی نے خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا کیسے ہو؟ ابولہب نے کہا کہ میں سخت عذاب میں ہوں کسی بھی وقت چھٹکارا نہیں ملتا۔ ہاں اُس عمل کے باعث (جو میں نے ولادت کی خوشی میں) ثوبیہؓ کو آزاد کیا تھا کچھ سیراب کیا جاتا ہے اور یہی روایت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور انور شاہ کشمیری نے یوں لکھی ہے کہ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابولہب کے مرنے کے ایک سال بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت برے حال میں ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ تمہاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا بلکہ سخت عذاب میں مبتلا ہوں البتہ جب سوموار کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے اس لیے کہ سوموار کے دن محمد ﷺ کی پیدائش ہوئی تھی اور میں نے ثوبیہؓ کو آپ ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ اب اسی روایت کو محدثین کرام کی رائے بھی سنیے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ روایت میلاد پر

Marfat.com

خوشی اور مال صدقہ کرنے کی دلیل اور سند ہے۔ ابولہب جس کی مذمت میں قرآن مجید کی ایک مکمل سورۃ نازل ہوئی اگر وہ ولادت کی خوشی میں لونڈی آزاد کر کے عذاب میں تخفیف حاصل کر لیتا ہے تو کیا مقام ہوگا اُس مسلمان کا جس کے دل میں محبتِ رسول ﷺ موجزن ہو اور ایسے موقع پر خوشی کا اظہار کرے تو کیا اس کو اجر نہ ملے گا البتہ غیر شرعی اعمال سے اجتناب ضروری ہے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اپنی کتاب میں یہ روایت لکھ کر آگے لکھا ہے کہ محمد ﷺ کی ولادت پر خوشی کے باعث ابولہب جیسے کافر کے عذاب میں کمی آ گئی تو کیا حال ہوگا اُس امتی کا جو حضور پاک ﷺ کی ولادت پر خوشی منائے۔

اس لیے تمام سلف صالحین اس بات پر متفق ہیں کہ حضور پاک ﷺ کی ولادتِ باسعادت پر آپ ﷺ کی یاد منانا آقا ﷺ کے تذکرے کرنا، محفلیں منعقد کرنا اور ۱۲ ربیع الاول کے دن خوشیوں اور عقیدت و محبت بھرا جشن منانا قرآن و سنت کی رو سے نہ صرف جائز ہے بلکہ باعثِ سعادت، باعثِ بخشش گناہ اور باعثِ عظیم ترین اجر و ثواب ہے اور اس عظیم ترین نعمت کا سب سے بڑا ذکر اور شکر یہ ہے کہ ہم آقا ﷺ سے محبت کریں اور آقا ﷺ کے رنگ میں رنگے ہوئے نظر آئیں۔ ہمیں شکل و صورت اور اعمال و کردار سے دیکھ کر ہی لوگ پکار اُٹھیں کہ واقعی یہ غلامِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ آقا کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائیں گے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

Marfat.com

# محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُهٗ نُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

میرے پیر بھائیو، بزرگو اور دوستو!

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی بنیاد اور اصل ہے۔ اور محبت کے بغیر اتباع بیکار ہے۔ بلکہ اتباع کے کے لئے اولین شرط محبت ہے۔ جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ اے محبوب ان سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو فَاتَّبِعُوْنِيْ میری تابعداری کرو میری اتباع کرو۔

اس سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ مدینہ شریف میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے تھے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہیں کیا کرتے تھے۔ وہ کون لوگ تھے۔ ظاہر ہے صحابہ تو نہ تھے۔ صدیقؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ تو اتباع نہ کرنے کا سوچ بھی نہ سکتے تھے۔ کوئی ایسا صحابی نہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہ کرتا ہو۔ اس آیت مبارکہ کا خطاب مسلمانوں کو نہیں بلکہ یہودیوں کو ہے جو کہتے تھے نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ، ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اُس سے محبت کرتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ سے محبت کے

دعویدار تو تھے لیکن حضور ﷺ کی اتباع سے گریزاں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شرط لگا دی کہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے جو مجھ سے محبت کا دعویدار ہے۔ اسے میرے محبوب کی تابعداری کرنا ہوگی۔ ورنہ اُس کی محبت کا دعوٰی جھوٹا ہوگا۔ اور سنو اللہ اور اُس کے رسول کی محبت اور اتباع الگ الگ نہ سمجھنا۔ اللہ اور اُس کے رسول کی محبت ایک ہے جو شخص اللہ سے محبت کا دعوٰی کرے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت نہ کرے تو وہ جھوٹا ہے اور کاذب ہے۔ اُس کا دعوٰی محبت بھی جھوٹا ہے کیونکہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت اور اطاعت ایک ہے یہ محبت کی دنیا کا اصول بھی نہیں کہ اُس سے تو محبت کی جائے اور جس سے وہ محبت کرتا ہے جو اُس کا محبوب ہے اس سے محبت نہ کی جائے بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ مجھ سے محبت کرنے والوں کو نہ صرف میرے محبوب سے محبت کرنا ہوگی بلکہ میرے محبوب کی غلامی کرنا ہوگی۔ اتباع کرنا ہوگی جب تک میرے محبوب کی غلامی، اتباع نہیں کریں گے۔ اُن کی محبت تسلیم نہیں کی جائے گی۔

اتباع کے لیے محبت ضروری ہے جب تک محبت نہ ہو۔ اتباع ممکن ہی نہیں۔ کسی شخص کو آپ کس طرح اپنا کامل رہبر، رہنما اور آئیڈیل تصور کر سکتے ہیں۔ جب تک اُس سے محبت نہ ہو۔ محبت ہوگی تو اُس کے ہر ہر عمل سے لگاؤ ہوگا اور محبت ہی کے باعث اُس کا ہر عمل اپنایا جائے گا۔

اب دوستو! ایک غلط فہمی اور بھی دور کر دوں اگر کوئی یہ کہے کہ دیکھو میں اتباع کرتا ہوں داڑھی رکھتا ہوں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتا ہوں۔ میرا ظاہری طور پر سب کچھ حضور ﷺ کی اتباع ہے۔ لہٰذا یہ اتباع ہی محبت کی علامت ہے نہیں ہرگز نہیں اتباع کے لیے محبت ضروری ہے۔ اور یہ ضروری نہیں جو ظاہراً اُس جیسا کام کرے وہ اُسے محبوب بھی رکھتا ہو۔ محبت کی ایک نشانی اتباع ہے۔ لیکن محبت کی اصل علامت وہ

Marfat.com

ہے جو میرے آقا ﷺ نے بیان فرمایا ہے سنن ابوداؤد کی حدیث ہے سرکار نے فرمایا ہے۔ حبّ الشیءِ یعمی ویصم محبت والی آنکھ محبوب کا عیب دیکھنے سے اندھی ہو جاتی ہے اور محبت والا کان محبوب کا عیب سننے سے بہرہ ہو جاتا ہے۔ یہ محبت کا کارنامہ ہے کہ محبوب کا عیب دیکھنے میں آنکھ اندھی ہوتی ہے اسے محبوب کا عیب نظر آہی نہیں سکتا محبت نے اسے محبوب کے عیب سننے سے بہرہ کر دیا ہے اب حضور ﷺ کی بتائی علامت ونشانی سے اپنے آپ کو پرکھیئے۔ اگر آپ حضور ﷺ کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں بظاہر صوفی اور متقی بھی نظر آتے ہیں اپنے مومن ہونے کا دعویٰ کرتے اور حضور ﷺ کے محبت کے ثبوت میں اپنی اتباع کو پیش کرتے ہیں کیا آپ کی آنکھ حضور ﷺ کے عیب دیکھنے سے اندھی ہے؟ کیا آپ کے کان حضور ﷺ کے عیب سننے سے بہرے ہیں اگر آپ کی آنکھ کو اللہ تعالیٰ کے بے مثل، بے مثال، بے عیب، بے نقص محبوب کے اندر عیب نظر آتے ہیں اور آپ کے کان اس محبوب کے عیب سنتے ہیں اور تلاش بھی کرتے ہیں تو تمہارا دعویٰ اتباع اور دعویٰ محبت جھوٹا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ تمہارا ایمان بھی مشکوک اور نامنظور ہے اللہ کے رسول ﷺ نے نکھیڑا کر دیا کہ محبت کرنے والا وہ ہے اور سچا عاشق وہ ہے جس کی آنکھ نے آج تک محبوب کا کوئی عیب دیکھا ہی نہ ہو تابعدار اور سچا غلام وہ ہے جس کے کان نے آج تک محبوب کا کوئی عیب سنا ہی نہ ہو۔

اللہ کے محبوب نے تو محبت کا ایک عمومی اصول بیان کیا تھا کہ اگر کسی کے محبوب میں عیب ہوں لیکن محبّ کی آنکھ نہ دیکھے۔ کسی کے محبوب کے اندر عیب ہوں لیکن اس کا کان اس کے عیب نہ سنے تو یہ اس کی سچی محبت کی علامت ہے۔ یہ تو ایک عمومی اصول ہے۔ لیکن میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اندر عیب رکھا ہی نہیں۔ کوئی عیب کوئی نقص اور کوئی کمی میرے حضور ﷺ کے اندر ہے ہی نہیں۔

Marfat.com

جب عام انسان اپنے محبوب کے اندر عیب نہیں دیکھ سکتا تو پھر سارے جہان کا مالک و خالق اپنے محبوب کے اندر کوئی نقص اور کوئی کمی کیوں رکھے گا۔ اور جس منحوس کو حضور ﷺ کے اندر عیب نظر آئیں جو حضور ﷺ کے عیب اور نقص تلاش کرے اور پھر اتباع اور محبت کا دعوٰی بھی کرے تو سمجھ لو کہ اس کی اتباع جھوٹی ہے۔ یہ نقل اُتارنے والا ایک ناقلی ہے۔ جس طرح نقل اُتارنے والے فنکار بادشاہوں اور وزیروں کی نقل اُتارتا ہے لوگوں کو خوش کرتا ہے لیکن آپ اس کی اس نقل کو اتباع ہرگز نہیں کہہ سکتے جس کو حضور ﷺ سے محبت نہ ہو تو اس کی داڑھی، نماز، روزہ، حج اکی اتباع بیکار ہے۔ بھلا اُس محبوب کے اندر کوئی نقص ہو سکتا ہے۔ جو خود فرماتا ہے اَنَا مِرْاٰۃُ جَمَالِ الْحَق میں جمال حق کا آئینہ ہوں۔ جو اللہ کے حسن کی جلوہ گاہ ہو اور جو فرمائے من رانی فقد رائیءُ الحق جس نے مجھے دیکھا تحقیق اُس نے اپنے رب کو دیکھا۔ جس صورت کے آئینے میں مالک خود نظر آتا ہو اور جس کو دیکھ کر پھر حق کو دیکھنے کی تمنا بھی نہ رہے۔ بھلا اُس میں کوئی عیب اور نقص ہو سکتا ہے۔ نہیں، نہیں ہرگز نہیں۔ ہاں جو لوگ عیب دیکھتے ہیں اور نقص تلاش کرتے ہیں۔ دراصل ان کے ایمانوں میں نقص اور عیب ہے۔ میرا محبوب ہر نقص اور عیب سے مبرا ہے۔

آنکھ والا تیرے جلوے کا تماشا دیکھے  دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

بخاری شریف میں ہے۔ کہ عروہ بن مسعود کفار کا ایلچی بن کر حضور اکرم ﷺ کے پاس صلح حدیبیہ کے موقع پر آیا۔ مسلمانوں کی طاقت اور حالات کا جائزہ لیتا رہا پھر جب واپس گیا تو قریش کو ان الفاظ سے مخاطب کیا۔ اے قریش میں دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں لیکن خدا کی قسم! کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اُس کے ساتھی اُس کی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد ﷺ کے اصحاب اُن کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! جب وہ تھوکتے ہیں تو اُن کے صحابہ تھوک ہتھیلی پر اُٹھا

Marfat.com

کر چہرے اور بدن پر مل لیتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو اُن کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ چہرے اور ہاتھوں پر ملتے ہیں۔اپنی آوازیں ان کے سامنے پست رکھتے ہیں اور جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو فوراً تعمیل کرتے ہیں۔اُن کے ادب کی حد یہ ہے کہ صحابہ اُن کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔اے مکہ والو! محمد ﷺ سے جنگ نہ کرنا خدا کی قسم! تم اُن پر کبھی فتح نہیں پا سکتے۔ کیوں کہ جو لوگ محمد ﷺ کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے تو ان کا خون کیسے گرنے دیں گے۔

عروہ نے حضور ﷺ سے صحابہ کی والہانہ محبت بیان کی۔ کیا عروہ نے کہا کہ صحابہ کی داڑھیاں حضور ﷺ جیسی ہیں۔ اس لیے کہ وہ حضور ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں اور وہ ظاہری صورت میں بالکل حضور ﷺ جیسے نظر آتے ہیں۔ حضور ﷺ کی شریعت کے تابع ہیں اللہ کے احکامات کے تابع ہیں اس لیے کہ وہ حضور ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔ شریعت کی کون سی تابعداری دیکھ کر عروہ نے صحابہ کی محبت کا ثبوت پیش کیا۔ ارے وہ تو جو کچھ بیان کر رہے ہیں۔ کیا وہ شریعت کے اندر ہے؟ کیا شریعت میں حضور ﷺ کے بال مبارک کو تبرک بنانے کا حکم ہے۔ کیا کہیں اللہ کا حکم ہے کہ محبوب ﷺ کے استعمال شدہ پانی کو منہ اور ہاتھوں پر ملا جائے۔ کیا قرآن میں آیا ہے کہ حضورؐ کی تھوک کو کھا لیا جائے۔ ارے یہ تو سب عشق کے سودے ہیں۔ یہ علاماتِ محبت ہیں یہ عشق و محبت کی وہ نشانیاں ہیں۔ جو غیر مسلم دشمن بھی ماننے پر مجبور ہیں۔ جن لوگوں کے اندر محبت کی ایسی علامتیں پائی جائیں وہ حضور ﷺ کی اتباع کا حق ادا کرتے ہیں۔

حضور ﷺ سے دشمنی اور محبت کا بس ایک ہی معیار ہے جو دُشمن ہے وہ عیب تلاش کرے گا اور نقص بیان کرے گا۔ اور چمنِ رسالت کی بلبلیں ہمیشہ حضور ﷺ کے حسن و جمال کے پھول تلاش کرتی ہیں۔

علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہے دونوں کی پرواز اسی ایک جہاں میں　　شاہین کا جہاں اور کرگس کا جہاں اور

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک شخص کسی قبیلہ کی مسجد میں امامت کراتا تھا۔ روزانہ صبح کی نماز میں عَبَسَ وَ تَوَلّٰی والی سورۃ پڑھا کرتا تھا۔ اُس منافق امام کے دل میں یہ بات تھی کہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر غضب کیا ہے۔ اور یہ غضب اُس منافق کو پسند تھا۔ جب کسی شخص نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ فلاں امام روزانہ یہ سورۃ پڑھا کرتا ہے۔ آپؓ نے ایک آدمی کو حکم دیا فرمایا جاؤ اُس کے پیچھے نماز پڑھو تلوار لے کر کھڑے ہو جاؤ اگر آج بھی وہ نماز میں یہ سورۃ پڑھے تو اُس کو قتل کر دو۔ اُس امام نے حسبِ معمول وہی سورۃ پڑھی اور حضرت عمرؓ کے مقررہ کردہ شخص نے اُس امام کا سر کاٹ دیا۔ حالانکہ وہ قرآن پڑھتا تھا اور صحابہ و تابعین کا امام تھا شریعت کے ظاہری تمام اصول اس میں موجود تھے۔ پڑھتا قرآن تھا۔ لیکن اُس کے قُرآن پڑھنے میں حضور ﷺ سے بغض کی بُو آتی تھی۔ سیدنا عمرؓ نے اس پر منافقت کا فتویٰ لگا کر قتل کروا دیا جو لوگ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور داڑھی کو اصل ایمان سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور ان اعمال کی لوگوں کو صبح و شام ترغیب دیتے ہیں اور دل میں اللہ کے محبوب ﷺ کا بغض رکھتے ہیں وہ جان لیں کہ ان کے یہ تمام اعمال اکارت اور ضائع جائیں گے۔ ان کی نمازیں ان کے منہ پر ماردی جائیں گی۔ اگر میرے حضور ﷺ سے محبت نہ ہو تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ اور خیرات سب کوڑا کرکٹ ہیں اور اگر کسی خوش نصیب کو میرے حضور ﷺ سے والہانہ عشق و محبت ہے لیکن سستی اور کاہلی کے باعث نمازیں کم پڑھتا ہے روزہ نہیں رکھتا اور نیک اعمال میں سست ہے لیکن اُس کی محبت کامل ہے تو یہ محبت اُس کو سرکار کے دامن سے وابستہ کر دے گی یہ محبت اُس کی بخشش کی ضامن بن جائے گی۔

Marfat.com

ایک شخص نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی حضور ﷺ اُس وقت نماز کے لیے کھڑے ہو چکے تھے۔ نماز کے بعد آقا ﷺ نے پوچھا کہ قیامت کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟ صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ہوں حضور ﷺ کا چہرہ سرخ ہوگیا کیوں کہ عموماً ایسے سوالات قیامت کے منکر کیا کرتے تھے۔ ایک صاحبِ ایمان صحابی کے منہ سے یہ سوال حضور ﷺ کو اچھا نہ لگا۔ آپ ﷺ نے پوچھا بتا اے قیامت کے متعلق سوال کرنے والے تو نے قیامت کے لیے کیا تیار کر رکھا ہے۔ وہ بولا اللہ کے محبوب ﷺ نہ تو میرے نامہ اعمال میں زیادہ نمازیں اور روزے ہیں اور نہ ہی صدقات و خیرات ہیں البتہ میں اللہ اور اُس رسو ل ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ حضور ﷺ کا چہرۂ انور خوشی سے چمک اُٹھا اور فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ جو جس سے محبت کرتا ہے قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا۔

راوی فرماتے ہیں کہ اسلام لانے کے بعد ہم صحابہ کو حضور ﷺ کے کسی فر مان پر اتنی خوشی نہ ہوئی تھی جتنی کہ اس فرمان پر ہوئی اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ہم سمجھ گئے کہ بس ہمارا کام ہوگیا کیونکہ اعمال میں تو سستی ممکن ہے لیکن ہمارے سینے کبھی محبتِ رسول ﷺ سے خالی ہوں یہ ناممکن ہے گویا بخشش کا معیار تو محبتِ رسول ﷺ ہے نہ کہ اعمال۔

میرے بھائیو! اپنے اعمال کو سنوارو۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ یہ سب نیک اعمال اور فرائض ہیں۔ ان کی سخت باز پرسی بھی ہوگی لیکن سب اعمال کی اولین شرط محبتِ رسول ﷺ ہے اس کے بغیر اللہ کے حضور کوئی عمل قبول نہ ہوگا اس لیے فرمایا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اے محبوب کہہ دو، کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ پھر اللہ تم سے محبت کرے گا۔ میری تابعداری

Marfat.com

اوغلامی تمہیں یہ شرف عطا کرے گی کہ تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے اور وہ تمہارے سارے گناہ بخش دے گا۔ کیونکہ وہ غفور الرّحیم ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھو کہ محبت کے بغیر اتباع نقل اور بے کار ہے مگر اتباع کے بغیر محبت بھی ناقص ہے۔ اطاعت کے بغیر محبت کا دعویٰ کھوکھلا اور کذب ہے کیونکہ اگر کوئی کسی کا غلام اور خادم ہو اور صبح شام یہ کہے کہ میں اپنے آقا کا خادم و غلام ہوں۔ مجھے اپنے آقا سے بے حد محبت ہے لیکن جب اُسے آقا حکم دیں کہ جا فلاں کام کر کے لا، فلاں کو روک دے، فلاں سے لڑو اور فلاں شخص کی مدد کرو تو خادم کہے کہ آقا میں یہ سب کچھ نہیں کر سکتا ہاں تم سے محبت رکھتا ہوں تو وہ آقا اُسے یہ ضرور کہے گا کہ تمہارا دعویٰ محبت جھوٹا ہے اور تم میرے غلام نہیں بلکہ اپنی خواہشات کے غلام ہو۔

اطاعت رسول ﷺ کے بغیر ایمان کی تکمیل ناممکن ہے کیونکہ اتباعِ رسول ﷺ دراصل اللہ کی اطاعت ہے۔ خود رب تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ط جو رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے تحقیق اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں کوئی فرق نہیں بلکہ رسول ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہے کہ فرمایا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ اُے محبوب ﷺ! اعلان کر دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔ محبوب کی پیروی اور اطاعت کے باعث گناہ گار بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاتے ہیں وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ تمہارے گناہ بخش دوں گا۔ محبوب کی اطاعت کے باعث گناہوں کے سیاہ دھبے تمہارے نامہ اعمال سے مٹا دیے جائیں گے اور تم اللہ کے محبوبوں میں شامل ہو جاؤ گے۔

Marfat.com

شاہ عبدالحق محدث دہلوی اس آیت کی تفسیر میں ایک کامل ولی اللہ حضرت ابوسعید حرار کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول خدا ﷺ کی زیارت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے اس قدر شدید محبت کرتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کسی اور کی طرف توجہ ہی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی محبت سے باز رہنے میں مجھے معذور سمجھیے۔ کیا کروں آپ کے علاوہ کسی اور سے محبت کرنا میرے بس کی بات نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت اصل ومقدم ہے اور آپ ﷺ کا فرمان بھی ہے لیکن میں آپ ﷺ کی محبت میں اتنی فرصت نہیں پاتا کہ کسی اور سے محبت کرسکوں۔ بظاہر تو یہ شکر کا حال تھا لیکن سرکارِ دو عالم ﷺ نے جواب میں فرمایا یا مُبارک مَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ فَقَدْ اَحَبَّنِی اے ابوسعید مبارک! جو خدا سے محبت رکھتا ہے۔ یعنی میری محبت اور اللہ کی محبت دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔ محبتِ خدا اور محبتِ رسول ﷺ ایک چیز کے دو نام ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ٥

Marfat.com

# ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُہٗ نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ° قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی

فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ○ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم

دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

اللہ تبارک وتعالیٰ اس آیتِ مبارک میں فرماتا ہے۔ اے محبوب ہم نے تیرا ذکر تیرے لیے بلند کر دیا ہے۔

اس آیت میں دو سوال قابلِ غور ہیں۔

ا۔ ذکر کیا ہے

۲۔ ذکر بلند کرنے کا مطلب کیا ہے۔

دوستو! ذکر کا لفظی معنی ہے یاد کرنا، دوہرانا اور تعریف کرنا۔

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے مراد ہو گا صلوٰۃ و السلام پڑھنا، نعتیں پڑھنا اور حضورؐ کی تعریف توصیف بیان کرنا۔

## ذکرِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑی عبادت ہے

تمام ذکر و عبادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نوافل، صدقات اور خیرات سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہیں لیکن ذکرِ مصطفیٰؐ، صلوٰۃ وسلام اور نعتِ مصطفیٰؐ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ

Marfat.com

عَلَى النَّبِیِّ ط یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود و سلام بھیجا کرو۔

اللہ تعالیٰ کی تمام عبادات کے لیے وقت اور شرائط مقرر ہیں۔ نمازیں صرف اپنے وقت پر ادا کی جا سکتی ہیں۔ حج کا دن مقرر ہے۔ روزے صرف ماہِ رمضان میں رکھے جاتے ہیں۔ زکوٰۃ صرف صاحبِ نصاب پر ہے۔ صدقات و خیرات امراء پر ضروری ہیں۔ پھر کئی جسمانی عبادات کے لیے لباس، طہارت اور وقت مقرر ہے۔ اگر ان شرائط پر عمل نہ کیا جائے تو یہ عبادات قبول نہیں۔ لیکن ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے نہ تو اس کے لیے کوئی وقت اور دن مقرر کیا ہے اور نہ کوئی شرط لگائی ہے فرمایا تم جس وقت چاہو۔ جب چاہو، جہاں چاہو میرے مصطفیٰؐ پر صلوٰۃ و سلام بھیجو۔ میرے محبوب کا ذکر ہر حال اور ہر وقت قبول و منظور ہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے تیرا ذکر اتنا بلند کر دیا ہے کہ یہ تمام پابندیوں اور شرائط سے بلند و مستثنیٰ ہے۔

## ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بلند کرنے کا مطلب

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبرائیل میرے پاس آئے اور آ کر کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب پوچھتا ہے کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا۔ میں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ جبرائیل نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذَا ذُكِرْتَ ذُكِرْتَ مَعِیَ جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے گا۔

گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ اپنے محبوب کے ذکر کو لازمی کر دیا۔ یہ دونوں ذکر ایک ساتھ یوں جوڑے کہ کبھی جدا نہیں ہو سکتے اور جو ان میں سے ایک کا ذکر

کرے اور دوسرے کا نہ کرے اللہ کے حضور قبول نہیں ہوگا۔

علامہ آلوسی اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر اور رفع ذکر کیا ہو سکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا ہے۔ حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ ملائکہ کے ساتھ آپ ﷺ پر درود بھیجا اور مومنوں کو درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا اور حضور ﷺ کو معزز القابات سے مخاطب فرمایا۔ پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی آپ ﷺ کا ذکرِ خیر فرمایا اور تمام انبیاء اور اُن کی امتوں سے وعدہ لیا گیا کہ وہ ان پر ایمان لائیں گے۔

## عالمِ ارواح میں ذکرِ مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے ابھی تک آدم علیہ السلام پر تاجِ خلافت نہیں سجایا تھا اور آدم علیہ السلام کی مٹی بھی نہیں گوندھی گئی تھی اور حق تعالیٰ نے فرشتوں سے آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں ابھی پوچھا بھی نہ تھا اس سے بہت پہلے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی مقدس ارواح کو جمع کیا اور فرمایا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ فرمایا محبوب ﷺ یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ لیا کہ تمہیں کتاب و حکمت دوں گا۔ پھر تمہارے پاس میرا رسول تشریف لائے گا جو تصدیق کرنے والا ہے اُس کی جو تمہارے پاس ہیں تم ضرور ان پر ایمان لانا اور اِن کی ضرور مدد کرنا۔

علماء کرام نے اس آیت کی تفسیر میں یہ سوال اُٹھایا کہ جب اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ میرا محبوب ﷺ تمام انبیاء سے بعد میں آئے گا اور اُس وقت زمین پر کوئی پیغمبر موجود نہ ہوگا تو پھر انبیاء سے ایمان لانے اور نُصرت کرنے کا وعدہ کیوں لیا گیا؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کا ذکر بلند کرنا چاہتا تھا اُس ذاتِ حق کو علم تھا کہ ابھی لاکھوں کروڑوں سال بعد ان روحوں کو جسم اور وجود ملے گا۔ پھر یہ مقدس روحیں زمین

Marfat.com

پر آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی یہ منشا تھی کہ جب تک یہ مقدس روحیں محض روحیں رہیں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتی رہیں کیونکہ اس وعدے کے بعد ان روحوں میں تجسس پیدا ہوگا۔ اُس وعدے کے بعد یہ روحیں ایک دوسرے سے دریافت کریں گی کہ وُہ کون سی ہستی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا وہ محبوب پیغمبر کون ہے جس کے بارے میں ہم سے ابھی سے قول واقرار لیے جارہے ہیں۔ پروردگار یہ چاہتا تھا کہ جب تک اِن روحوں کو جسم وجان نہ ملے فقط میرے محبوب کا ذکر کرتیں رہیں کیونکہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ہم نے اپنے محبوب کا ذکر اتنا بلند کر دیا ہے کہ انبیاء کی مقدس روحیں بھی میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتی رہیں گی۔

## انسان اولین کی زبان ودل پر ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ابن عساکر کعب الاحبار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیش علیہ السلام سے فرمایا اے فرزند! تُم میرے خلیفہ اور جانشین ہو۔ تم تقویٰ کو تھامے رکھنا اور جب بھی خدا ذکر کرو ساتھ اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یاد کرنا اس لیے کہ میں نے اس مبارک نام کو ساق عرش پر لکھا دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آسمانوں کی سیر کرائی وہاں میں نے کوئی جگہ ایسی نہیں دیکھی جہاں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ لکھا ہو۔ بلاشبہ میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا۔ میں نے جنت کا کوئی ایسا محل اور دریچہ نہیں دیکھا جس پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ لکھا دیکھا ہو اور میں نے حور العین کی پیشانیوں پر اور طوبیٰ کے درخت کے پتوں پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے ہر پتہ اور اطرافِ حجابات پر اور فرشتوں کی آنکھوں پر نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا دیکھا ہے۔ لہٰذا اے میرے فرزند! ذکرِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت کثرت سے کرنا۔

گویا آدم علیہ السلام کے جسدِ اقدس اور رُوح کا جب تعلق قائم ہوا تو پہلی چیز جو آدم علیہ السلام کی آنکھوں نے سب سے پہلے دیکھی وہ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا حدیث شریف میں واضح ہے جنت عرشِ معلیٰ اور آسمانوں کی ہر چیز آدم علیہ السلام نے دیکھی مگر جس چیز نے انہیں سب

Marfat.com

سے زیادہ متاثر کیا، جو چیز اُن کے دل میں گھر کر گئی فقط اسمِ احمد ﷺ تھا

سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ اپنے نبی کو اس طریقے سے کیوں دکھایا۔ اس کی وجہ صرف اور صرف ایک ہے جب تک آدم علیہ السلام جنت میں رہیں اُن کے قلب و ذہن اور زبانِ اقدس پر اسمِ محمد ﷺ جاری رہے اور ہر وقت اللہ کے محبوب کا ذکر کرتے رہیں کیونکہ اللہ نے یہ ذکر تمام اذکار سے بلند کر دیا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے جب آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو ایک مدت تک روتے رہے پھر ایک دن یوں عرض کی اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﷺ اِغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ اے میرے رب محمد ﷺ کے واسطے میری خطا معاف فرما۔ میری توبہ قبول فرما۔ رب تعالیٰ نے پوچھا اے آدم تو نے محمد ﷺ کو کہاں پہچانا۔ عرض کیا یا اللہ میں نے جنت میں ہر جگہ لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں نے جان لیا کہ محمد ﷺ تیرے نزدیک تمام مخلوق سے افضل و مُحترم ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی اور اُنہیں یہ کلمات سکھائے فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ط اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

کئی مفسرینِ کرام نے لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام مُدتوں تک روتے رہے اور جب اس نامِ گرامی محمد ﷺ کا خیال آیا اور اللہ تعالیٰ سے محبوب ﷺ کے واسطے سے توبہ کی تو توبہ قبول ہو گئی۔ اس کا سبب کیا ہے۔ مُدتوں آدم کو رُلایا اور توبہ قبول کی تو صرف محبوب ﷺ کے وسیلہ سے، اس کی کیا وجہ ہے وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا جب تک آدم علیہ السلام زمین پر رہیں میرے محبوب ﷺ کے احسان مند رہیں۔ تا زندگی میرے محبوب ﷺ کا ذکر کرتے رہیں اور قیامت تک اُن کی اولاد یہ احسان یاد کر کے میرے محبوب کا ذکر کرتی رہے کیونکہ میرے محبوب ﷺ کا ذکر سب سے بلند ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝

Marfat.com

## تمام انبیاء اور امتوں کا ذکر

آدم علیہ السلام کے بعد جتنے بھی پیغمبر دنیا میں تشریف لائے ہر ایک نے نہ صرف اللہ کے محبوب کا ذکر خود کیا بلکہ اپنی امت کو بھی یہ تلقین کی کہ تم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم آجائیں تو میری شریعت اور اطاعت چھوڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت واتباع اختیار کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کے لیے توحید ورسالت کے بیان کے ساتھ ساتھ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرض کر دیا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اُمتِ محمدی کے فضائل تورات میں پڑھے تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا یا اللہ! اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! وُہ امت تو نبی اخرالزمان احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ پھر حضرت موسیٰ نے عرض کیا اللہ مجھے اس بلند مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنا دے اس پر اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر انہیں انعام عطا فرمایا اور حکم ہوا اَے موسیٰؑ! میں نے تمہیں لوگوں پر اپنی رسالت اور کلام کے ساتھ برگزیدہ کر دیا۔

حضرت عیسیٰؑ نے جب اپنی امت کو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات سنائیں، ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو وہ اللہ کے رسول کے عاشق ہو گئے۔ عرض کیا مالک مجھے اُس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے رُوح اللہ کی دعا قبول فرمائی اور صحیح حدیث کے مُطابق اُنہیں آسمان پر زندہ اُٹھالیا۔ اب وُہ قُربِ قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر جہاد کریں گے۔ اس دنیا میں شادی کریں گے پھر جب روح اللہ کو موت آئے گی تو آپ کی مزار امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مزارِ اقدس کے پاؤں مبارک کے ساتھ بنے گی۔

الغرض ہر نبی نے ذکرِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اور محبوب کے اوصاف بیان کیے اور اپنی امت کو تاکید کی کہ اُن پر ایمان لائیں اور اُن کا امتی بننا اپنے لیے شرفِ عظیم جانا۔

Marfat.com

دوستو! اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور ان انبیاء کو علم تھا کہ یہ لاڈلا محبوب محمد رسول ﷺ سب سے آخر میں آئے گا اور اپنی امتوں کو اُن کے فضائل بتانے کا مقصد یہ تھا کہ ہر زمانہ میں ہر اُمت میں ذکرِ مُصطفیٰ ﷺ کی دھوم مچی رہے۔ تمام انسانیت محبوب ﷺ کا ذکر کرتی رہے۔

## انبیاء کے بعد حضور کی ولادت تک ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کے چرچے

حضور ﷺ کا ذکرِ پاک گزشتہ تمام آسمانی کتابوں میں موجود تھا۔ تمام اہلِ کتاب حضور ﷺ کے اوصاف، حضور کی ولادت کا زمانہ اور ولادت کی جگہ سے بھی واقف تھے۔ قرآن مجید میں آتا ہے یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ (البقرۃ:۱۴۶) یہ لوگ انہیں اِس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ قرآن مجید یہ بھی فرماتا ہے کہ جب اہلِ کتاب کسی سے جنگ کرتے تو محمد ﷺ کے وسیلہ سے فتح و کامرانی کی دعا کرتے۔ یہ لوگ ذکرِ مصطفیٰ اس کثرت سے کرتے کہ اِن کے معصوم بچے بھی حضور ﷺ کی صفات سے واقف تھے اور یہ تمام لوگ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے شدت سے منتظر تھے اہلِ کتاب کا کوئی ایسا پادری اور راہب نہ تھا جو صبح و شام حضور ﷺ کا ذکر نہ کرتا ہو اور اپنی قوم کو حضور ﷺ کی صفات نہ سناتا ہو۔ تمام پادری اور راہب مُدتوں تک یہ دعا اور تمنا کرتے رہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ کا زمانہ انہیں دیکھنا نصیب ہو۔

تبع بادشاہ نے جب مدینہ شریف پر چڑھائی کی تو اُسے ایک یہودی عالم نے بتایا کہ یہ شہر نبی آخر الزمان ﷺ کی ہجرت کی جگہ ہے اور یہیں پر آپ ﷺ کی قبرِ انور ہوگی۔ سینکڑوں سال پہلے اِن سب باتوں کا خوب چرچا تھا۔ تبع بادشاہ نے ایک عالی شان محل تعمیر کروایا اُس کے ساتھ چار سو یہودی علماء تھے۔ سب بادشاہ کی صحبت چھوڑ کر

Marfat.com

مدینہ میں حضور ﷺ کی آمد کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ پھر تبع نے ایک خط لکھا جس میں یہ الفاظ درج تھے "میں احمدِ مجتبیٰ ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ وُہ اللہ کے رسول ہیں۔ اگر میں اُن کے زمانہ تک زندہ رہا تو ان کا وزیر اور ابنِ عم ہوں گا"۔ پھر بادشاہ نے یہ خط سر بمہر کر کے ان چار سو علماء کے سپرد کر دیا اور وصیت کی کہ اگر وہ نبی آخر الزماں کا زمانہ پائیں تو یہ خط اُن کی خدمت میں پیش کر دیں ورنہ اپنی اولاد کو اور آنے والی نسلوں کو یہ وصیت پہنچاتے جائیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہجرت کے دن جس مکان میں حضور ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی یہ وہی مکان تھا جو تبع بادشاہ نے حضور ﷺ کے لیے بنوایا تھا اور ایوب انصاریؓ ان علماء کی نسل میں سے تھے جن کے گلے میں وہ خط محفوظ تھا جسے حضور ﷺ نے طلب فرمایا۔ خط پڑھا گیا۔ حضور ﷺ نے تبع بادشاہ کے اپنی امت میں داخل ہونے کی تصدیق فرمائی۔ پھر جوں جوں زمانہ ولادت قریب آتا گیا۔ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کی دھوم مچتی گئی۔ اہلِ کتاب کے ہر فرد کی زبان پر فقط نام مصطفیٰ ﷺ اور ذکرِ مصطفیٰ ﷺ تھا۔ حضور ﷺ کے جدامجد بھی ایک مجلس منعقد کرتے اور حضور ﷺ کی آمد کی خبر دیتے۔

## ولادتِ مصطفیٰ ﷺ اور ذکرِ مُصطفیٰ ﷺ کے چرچے

احادیث کی کتب میں کثرت سے روایات موجود ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت پر اللہ تعالیٰ نے آسمان پر جس قدر جشن اور خوشیاں منانے کا اہتمام کیا اُس کی مثال نہیں ملتی۔ تمام عالم میں ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کی دھوم مچ گئی حتیٰ کہ اہلِ کتاب جان گئے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی ولادت ہو چکی ہے۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں مکہ مکرمہ میں ایک یہودی بغرض تجارت مُقیم تھا۔ جب حضور ﷺ کی ولادت کی رات آئی تو یہودی قریش کی مجلس میں آکر بیٹھا

Marfat.com

اور اُس نے پوچھا۔ آج رات کوئی بچہ تمہارے گھر میں پیدا ہوا ہے۔ قریش نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ اس نے کہا اے قریشیو! تلاش اور جستجو کرو جیسا میں کہتا ہوں۔ یقیناً آج رات وہ بچہ پیدا ہوا ہے جو اس امت کا نبی ہے اُس کا نام احمد ﷺ ہے اُس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشان ہے جس پر بال ہیں۔ قریش نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے جس کا نام محمد ﷺ رکھا گیا ہے۔ قریش نے یہودی کو ان کے بارے میں بتایا تو اُس نے کہا مجھے اس بچہ کے پاس لے چلو وہ اسے حضرت آمنہ کے گھر لائے۔ حضور ﷺ کو اٹھا کر باہر لایا گیا تو اس یہودی نے آپ ﷺ کی پشت مبارک میں وہ نشان مہر نبوت دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو قریش نے کہا افسوس تمہیں کچھ ہو گیا تھا اُس نے آہ بھری اور کہا بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہو گئی، عرب نے نبوت کو پالیا۔ اے قُریش تمہیں مبارک ہو۔

(مدارجِ نبوت)

احادیث کی کتب میں ایسی کئی روایات موجود ہیں کہ ولادت باسعادت پر دنیا کے گوشے گوشے میں آمدِ مصطفٰی ﷺ کے چرچے ہو گئے اور اہلِ کتاب نے ہزاروں میل دور بیٹھ کر بتا دیا کہ نبی آخر الزماں کی ولادت ہو چکی ہے۔ گویا ہر طرف ذکرِ مصطفٰی ہر زبان پر جاری ہو گیا کیونکہ اللہ نے آپ ذکر بلند کر دیا۔

## زمانہ مصطفٰی ﷺ اور ذکرِ مصطفٰی ﷺ

پھر وہ مقدس زمانہ شروع ہوا جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم اُٹھائی والعصر قسم ہے محبوبؐ اس زمانہ کی جس میں محبوب ﷺ تو موجود ہے۔ حضور ﷺ کی ولادت سے لے کر وفات تک پوری زمین میں بلکہ تمام عالمین میں ذکرِ مصطفٰی کے چرچے رہے اور پورے عالمین میں صرف ایک ہستی کا ذکر ہر مخلوق کی زبان پر جاری رہا۔ چاہے کسی نے مانا یا نہ مانا، کوئی ایمان لایا یا نہ لایا لیکن ذکرِ مصطفٰی ﷺ کرتا رہا۔ پھر وفات سے لے کر

Marfat.com

قیامت تک یہ سارا زمانہ حضور ﷺ کا زمانہ کہلایا۔ کیونکہ یہ حضور ﷺ کی رسالت اور نبوت کا زمانہ ہے۔ قیامت تک سراجاً منیرا کا سورج چمکتا رہے گا۔ شمسِ نبوت کبھی غروب نہیں ہوگا اور زمین آسمان کی کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں ہر وقت ذکرِ مصطفیٰ ﷺ جاری نہ ہو۔ یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا

## ذکرِ مصطفیٰ ﷺ اور برزخ

حدیث مبارک میں آتا ہے جب کوئی انسان مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے منکر نکیر اس سے تین سوال پوچھتے ہیں، تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے اور تو محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ سوائے ابی داؤد شریف کے باقی تمام کتب حدیث میں صرف ایک سوال کا ذکر ہے مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ ھٰذا الرجل محمد ﷺ۔

صرف پہلے دو سوالات کے جوابات پر سزا و جزا نہیں ملتی لیکن آخری سوال کے جواب پر سزا بھی ملتی ہے اور انعام بھی۔ اگر کوئی آقا ﷺ کو نہ پہچان سکے تو اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے اور دردناک عذاب اس پر مسلط کر دیے جاتے ہیں اور جو خوش قسمت اُمتی آقا ﷺ کو پہچان لے تو اس کی قبر تا حدِ نگاہ وسیع کر دی جاتی ہے۔ اُسے دُلہن کی طرح سلا دیا جاتا ہے۔ جنت سے ایک دروازہ اُس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تا کہ جس کو سزا ملے اُسے بھی علم ہو کہ مجھے یہ سزا اس لیے ملی کہ میں محمد ﷺ کو نہ پہچان سکا۔ میں اُن کا غلام اور امتی نہ بن سکا اور جس کو انعام ملے اُسے بھی علم ہو کہ یہ سب کچھ رحمتِ مصطفیٰ ﷺ کا صدقہ اگر آقا کی پہچان نہ ہوتی تو یہ انعامات ہرگز نہ ملتے تا کہ جب تک برزخ کا عالم رہے اور یہ انسان برزخ میں رہیں محبوب کا ذکر اِن کی زبان پر جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا یہ ہے کہ اہلِ برزخ صرف اور صرف میرے محبوب ﷺ کا ذکر کرتے رہیں۔

## ذکرِ مصطفیٰ ﷺ اور محشر

احادیث کی تمام کتب میں یہ موجود ہے کہ قیامت کا دن برپا ہوگا اور پھر اِس دن کو ایک عرصہ گزر جائے گا اور لوگوں کا حساب و کتاب شروع نہ ہوگا اور انہیں ایسا غم والم پہنچے گا کہ برداشت کرنے کی طاقت نہ ہوگی۔ پھر تمام انسانیت مل کر بارگاہِ خداوندی میں وسیلہ اور شفاعت تلاش کرے گی۔ پھر سب مل کر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور اُن کی صفات بیان کر کے اپنا حال بیان کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کی درخواست کریں گے مگر آدم علیہ السلام فرمائیں گے نفسی نفسی (مجھے فکر ہے مجھے اپنی فکر ہے) نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ یہ انسانیت مل کر نوح علیہ السلام کے پاس جائے گی اور اُن سے شفاعت کی درخواست کرے گی۔ وہ تمام انسانیت کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا کہ اس جیسا نہ پہلے کبھی تھا اور نہ آئندہ کبھی ہوگا نفسی نفسی تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ تمام انسانیت مل کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائے گی۔ کلیم اللہ فرمائیں گے میں اس شفاعت کا اہل نہیں تم روح اللہ کے پاس جاؤ۔ تمام انسانیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائے گی اُن کے محاسن بیان کرے گی اور شفاعت کی درخواست کرے گی تو عیسیٰ فرمائیں گے نفسی نفسی اور فرمائیں گے لوگو! اس شفاعت کی اہل صرف اور صرف ایک ذات ہے اور وہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اُن کی بارگاہ میں جاؤ اور اُن کا دامن مضبوطی سے تھام لو۔ جب ساری انسانیت کا جلوس محبوب رب العالمین ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے گا اور فریاد کرے گا تو آقا فرمائیں گے اَنَا لَھَا اَنَا لَھَا ہاں ہاں یہ میرا کام ہے شفاعت کا حق میرے رب نے مجھے عطا فرمایا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں پھر بارگاہِ رب العزت میں سجدہ کروں گا۔ اور تمام انسانیت کے حساب کتاب کی درخواست کروں گا۔ میری شفاعت قبول ہوگی اور حساب و کتاب شروع ہوگا۔

Marfat.com

دوستو! انسانیت کے اعمال کا حساب ہوتے ہوتے ایک مدت لگ جائے گی لیکن کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری انسانیت کو مجتمع کر کے ہر پیغمبر کے در پر بھیجا۔ اور پھر ہر پیغمبر نے آ کر ہمیں محبوب ﷺ کے در پر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ چاہتا یہ ہے کہ جب تک حساب کتاب جاری رہے کوئی جہنم میں جائے یا جنت میں لیکن جب تک حشر کے میدان میں رہیں ان کی زبان پر میرے محبوب کا احسان اور تشکر جاری رہے۔ تمام انسانیت صرف ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کرتی رہے ہر زبان پر یہ ذکر جاری رہے کہ شکر ہے مصطفیٰ ﷺ کا کہ جن کے وسیلے سے ہمارا حساب کتاب شروع ہوا۔ پھر تمام انسانیت اُمّتِ مصطفیٰ ﷺ کے خصوصی امتیازات اور شانیں دیکھے گی تو اور حیران و ششدر ہو جائے گی۔ پھر مصطفیٰ ﷺ کی کُرسی اور حضور اکرم ﷺ کی قُربت دیکھیں گے تو ان کی زبان پر ذکرِ مصطفیٰ ﷺ ہوگا اس لیے کہ اللہ نے یہ ذکر ساری کائنات میں بلند کر دیا۔

## شفاعتِ رسول اور ذکرِ مصطفیٰ ﷺ

حساب و کتاب کے بعد متقی و پرہیزگار جنت میں اور بدکار و گناہ گار دوزخ میں چلے جائیں گے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اُمّتِ محمدی ﷺ کی ایک بڑی تعداد بھی دوزخ میں چلی جائے گی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفاعت اولین جنتی سے لے کر آخری جنتی تک ہر ایک کے لیے ضروری ہوگی جو بغیر حساب و کتاب جنت میں جائیں گے وہ بھی حضور ﷺ کی شفاعت سے حتیٰ کہ انبیاء کرام کو بھی حضور ﷺ کی شفاعت سے اعلیٰ مراتب ملیں گے۔ کچھ کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہو جائیں گی وہ بھی حضور ﷺ کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔ جنتیوں کے بعد پھر دوزخیوں کے لیے آقا ﷺ کی شفاعت کا سلسلہ شروع ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کروں گا تو میری زبان پر ایسی حمد و ثناء جاری ہو جائے گی جو نہ تو مجھ سے پہلے کسی نے کی اور نہ اس کے بعد کوئی کرے گا۔ میرا رب فرمائے گا یا محمد ﷺ اِرْفَعْ رَاْسَکَ

سَلْ تُعْطِهْ وَشْفَعْ تُشَفَّعْ اے محمد ﷺ سر اُٹھایئے مانگیے جو مانگیں گے دیا جائے گا شفاعت کیجیے جس کی شفاعت کریں گے قبول ہوگی۔

حضور ﷺ نے فرمایا اس کے بعد میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور عرض کروں گا یا ربّ اُمّتِی حکم ہوگا جاؤ جس امتی کے دل میں گندم کے دانہ کے برابر یا جو کے برابر بھی ایمان ہے انہیں دوزخ سے نکال کر جنت میں لے جاؤ۔ میں ایسا ہی کروں گا۔ پھر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کروں گا اُسی طرح باری تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کروں گا۔ حکم ہوگا اے محبوب ﷺ! تیرے جس اُمتی کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے انہیں دوزخ سے نکال کر جنت میں لے جاؤ۔ میں ایسا ہی کروں گا پھر بارگاہِ رب العزت میں سجدہ کروں گا اور حمد وثنا بیان کروں گا۔ حکم ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ سے بھی کم او ادنیٰ او ادنیٰ کے الفاظ ہیں اس سے بھی کم اس سے بھی کم اُنھیں بھی جنت میں لے جا۔ چوتھی مرتبہ پھر حاضر ہو کر میں سجدہ کروں گا۔ میرے مالک کی صدا آئے گی اے محمد ﷺ! اپنی آخری حد بتا کب تک سجدے کرتا رہے گا میں عرض کروں گا۔ اے میرے رب! مجھے اجازت دیجیئے کہ میں ہر اُس شخص کو جس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا اُسے جنت میں لے جاؤں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت پورے جوبن پر ہوگی رحمتِ الٰہی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوگا حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا قسم ہے مجھے اپنے عزت وجلال اور عظمت وکبریائی کی میں ہر اس شخص کو جہنم سے نکالوں گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔ فرمایا اس کے بعد صرف دائمی جہنمی جہنم میں رہ جائیں گے۔ محدثینِ کرام نے اس معروف حدیثِ شفاعت کی شرح میں کئی سوالات اُٹھائے ہیں اور ان سوالات کی ایمان افروز شرح کی ہے آپ بھی سنیے۔

پہلا سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان سب لوگوں کو جنت میں بھیجنا تھا

Marfat.com

تو پہلے دوزخ میں کیوں بھیجا؟ دوسرا سوال یہ کہ جب اُنہیں جہنم سے نکالنا تھا تو ایک ہی بار کیوں نہ نکالا؟ تیسرا سوال یہ ہے کہ محبوب ﷺ کو کیوں فرمایا کہ تُم خود نکال کر جنت میں لاؤ۔ یہ حکم فرشتوں کو کیوں نہ دیا؟

محدثینِ کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ عادل و منصف ہے اُس نے کسی پر ظلم نہیں کیا جو بھی جہنم میں جائے گا اپنے برے اعمال کے باعث جہنم میں جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ انہیں پہلے ہی جنت میں بھیج دیتا تو انہیں کیسے خبر ہوتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیوں جنت میں بھیجا ہے۔ کچھ کہتے کہ شاید اب ہمارے گناہ دھل گئے ہیں کچھ کہتے کہ شاید ہم نے سزا بھگت لی ہے اس لیے جنت میں بھیج دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا محبوب ﷺ میں عادل ہوں میں نے عدل کیا اور عدل کے باعث یہ لوگ جہنم کے مستحق بن گئے تو شافع ہے، تو نے شفاعت کی یہ گناہگار جنت کے حقدار بن گئے انہیں جنت میں لے جاتا کہ ان سے جنتی پوچھیں اے جہنم والو! تم کیسے جنت میں آ گئے۔ وہ اعلان کریں گے کہ ہم جہنم میں اپنے اعمال کے باعث چلے گئے تھے اللہ تعالیٰ کروڑوں سلام کرے اپنے محبوبؐ پر کہ جس کی شفاعت اور دستِ رحمت نے ہمیں جہنم سے نکال کر جنت میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ جب تک یہ جنت میں رہیں میرے محبوبؐ کے احسان مند رہیں اور صبح و شام محبوب کی نعتوں کے ترانے پڑھتے رہیں اور جنت کی ایک ایک نعمت کے ساتھ میرے محبوب کا احسان شفقت بھی انہیں یاد آئے اور ان کی زبان پر ذکرِ مصطفیٰ جاری رہے۔

فرمایا کہ ایک ہی بار اسی لیے انہیں جہنم سے نہیں نکالا کہ اگر ایک ہی بار ان کی شفاعت کر دی جاتی تو ان جہنمیوں سے ایک بار جنتی پوچھتے یہ جواب دیتے اور بات ختم۔ باری باری، گروہ در گروہ جہنم سے نکالے تاکہ جہنمیوں کا ایک جلوس جنت میں

Marfat.com

پہنچے ابھی اُس کے تذکرے جاری ہوں اور دوسرا پہنچ جائے، یہ سلسلہ یونہی جاری رہے تا کہ جب ایک جلوس پہنچے تو یہ جنتی اور جہنمی مل کر یا محمد ﷺ کا نعرہ لگائیں ابھی وہ نعرے بند نہ ہوں کہ پھر نئی صدائیں آئیں۔ یہ ذکر، یہ نعتیں محبوب ﷺ کے نام کے نعرے جاری ہی جاری رہیں۔

تیسرے سوال کے جواب میں فرمایا محبوب ﷺ کو اس لیے حکم دیا کہ آپ خود نکالیں تا کہ جہنمیوں کو علم ہو جائے کہ کس کے دستِ رحمت نے ہمیں اِس عذاب سے نکالا ہے۔ بعد میں ہوسکتا ہے یہ مانیں یا نہ مانیں۔ اے محبوب ﷺ! خود جا کر نکال تا کہ تیرے نام کا ڈنکہ بجے۔ تیرا ذکر بلند ہو اور یہ تیرے احسان مند ہوں اور جب تک یہ لوگ جنت میں رہیں صبح و شام تیرا ہی ذکر کرتے رہیں کیونکہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ہم نے تیرا ذکر تیرے لیے بلند کر دیا ہے۔ تیرا ذکر اتنا بلند کر دیا کہ تخلیق کائنات کی ابتدا سے لے کر انتہا تک، محشر سے لے کر جنت و دوزخ کے مستقل ٹھکانوں تک ہر جگہ ہر عالم میں تیرا ذکر بلند رہے گا اور بلند ہوتا جائے گا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن

Marfat.com

# حسنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ؕ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَالضُّحٰی ○ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ○ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

میرے اور آپ کے نبی اللہ تعالیٰ کے محبوب و مکرم و معظم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور فضیلت واکملیت کے اعلیٰ ترین مرتبہ پر ہیں۔ اس طرح حسن وجمال کا اعلیٰ ترین معیار اور انتہا بھی آپ ہی کی ذات پر ختم ہوتا ہے۔ آپ سے بڑھ کر کارخانہ قدرت میں کوئی حسین ہے ہی نہیں بلکہ یوں سمجھو کہ کل کائنات کے حسینوں کو آپ کے حسن کی خیرات دی گئی ہے۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ ۔۔۔ وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ ۔۔۔ کَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں بھلا کیسے دیکھتی کسی ماں نے آپ جیسا حسین جنا ہی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق ہر نقص سے پاک ہے۔ یوں لگتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن عطا کیا۔

دوستو! سچ تو یہ ہے کہ آج تک کوئی زبان میرے محبوب کے حسن کو بیان ہی

نہیں کر سکی۔ دُنیا کے تمام ذخیرہ الفاظ میں ایسے الفاظ ہی نہیں جو حسنِ مصطفیٰ ﷺ کی تعریف کر سکیں۔ جب وہ حسن دیکھنے کی کسی میں تاب ہی نہیں تو کیسے ممکن ہو کہ اُس حسن کی کوئی تعریف بیان کرے۔ اس لیے جس نے بھی حُسنِ مصطفیٰ ﷺ بیان کیا محض اپنا خیال بیان کیا اُس حسین کے حسن کے بیان کا حق ادا نہ کیا۔

آیئے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے حسن و کمالات کی چند جھلکیاں بیان کر کے اپنے ایمان تازہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کے ہر جسمانی اعضاء کو ایک مثالی حسن کا شاہکار بنایا ہے ہر اعضاء مبارک کے ظاہری بے مثال حُسن کے ساتھ ساتھ ان اعضاء میں ایسے باطنی کمالات بھی رکھ دیے جنہوں نے اِن کے حسن کے جلوؤں کو چار چاند لگا دیے۔

## اعضاء مبارک کے ظاہری حسن اور باطنی کمالات

### چہرۂ انور کا ظاہری حُسن

حضور ﷺ کا چہرۂ انور آئینہ جمالِ الٰہی اور مظہرِ انوارِ لامتناہی تھا۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ خوبرو اور خوش خو تھے۔

میں نے کوئی زُلفوں والا شخص سرخ جوڑے میں آپؐ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں رائیت شیئاً احسن من رسول اللہ ﷺ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ چہرہ اقدس میں سورج طلوع ہو رہا ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا جسمانی حسن چاندی میں ڈھالا گیا ہے۔

حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں ایک رات چاند پورے جوبن پر تھا چاندنی رات تھی اور اُس رات سرکارِ دو عالم ﷺ نے ایک سرخ پوشاک زیب تن کر رکھی تھی میں کبھی حسنِ طلعت پر نظر ڈالتا اور کبھی چمکتے ہوئے چاند کو دیکھتا۔ میں کافی دیر

Marfat.com

تک موازنہ کرتا رہا ان میں زیادہ حسین کون ہے۔ پس اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرے آقا ﷺ چودھویں کے چاند سے زیادہ دلرُبا اور خوبصورت ہیں۔

ع: چاند کے منہ پر چھائیاں ہیں میرے آقاؐ کا صاف ہے

حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب کبھی کسی بات پر خوش ہوتے ہیں تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور چمکنے لگتا اور یوں محسوس ہوتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔

امام قرطبی کا قول ہے حضور ﷺ کا حسن و جمال مکمل طور پر ظاہر بھی نہیں کیا گیا اگر آقائے کائنات ﷺ کا تمام حُسن و جمال ظاہر کر دیا جاتا تو کوئی آنکھ آپ ﷺ کے جلوؤں کا نظارہ نہ کر پاتی۔

مُلا علی قاری فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کا حُسن و جمال اوجِ کمال تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے جمال کو صحابہؓ پر مخفی رکھا۔ اگر آپ ﷺ کا جمال پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ افروز ہوتا تو حضور ﷺ کے روئے تاباں کی طرف آنکھ اُٹھانا بھی مشکل ہو جاتا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم نے حضور ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ زنانِ مصر نے یوسفؑ کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے اور کئی لوگ اُنہیں دیکھ کر بے ہوش بھی ہو جاتے تھے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ آپ ﷺ کو دیکھ کر ایسی کیفیات طاری نہیں ہوتی تھیں تو حضور ﷺ نے فرمایا میرے اللہ نے غیرت کی وجہ سے میرا جمال لوگوں سے مخفی رکھا ہے۔ اگر میرا حسن کما حقہٗ ظاہر ہو جاتا تو لوگوں پر محویت اور بے خودی کا عالم اس سے بڑھ کر طاری ہوتا جو حضرت یوسفؑ کو دیکھ کر ہوا کرتا تھا۔

شیخ عبدالعزیز فرماتے ہیں اگر حضور ﷺ کے نورِ کامل کو عرشِ عظیم پر ظاہر کر

Marfat.com

دیا جاتا تو وہ بھی پگھل جاتا اسی طرح اگر تمام مخلوقات کو جمع کر کے اُن پر حضور ﷺ کے نورِ مقدسہ کو ظاہر کر دیا جائے تو یہ تمام مخلوقات فنا ہو جاتی۔

عاشق رسول ﷺ حضرت اویس قرنیؓ نے حضرتِ عمرؓ اور حضرتِ علیؓ سے پوچھا تھا کیا تم نے میرے محبوب ﷺ کو دیکھا ہے اُنہوں نے حیران ہو کر جواب دیا یہ آپ کیا پوچھتے ہیں ہم نے تو ساری زندگی آقا ﷺ کے قدموں میں گزاری ہے اور آپ پوچھتے ہیں کہ ہم نے دیکھا ہے یا نہیں۔ خواجہ اویس قرنیؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! تم نے میرے محبوب ﷺ کا عکس دیکھا ہے میرے محبوب ﷺ کا حسنِ مطلق نہیں دیکھا۔

## چہرۂ انور کے باطنی کمالات اور اثرات

یہ چہرۂ انور کے حسن کی محض چند کرنوں کا بیان کسی زبان کے بس کی بات ہی نہیں۔ چہرۂ انور کے ظاہری حسن کے ساتھ ساتھ چند باطنی کمالات بھی سنیئے۔

## صداقت کی دلیل

جو بھی سرکارِ دو عالم ﷺ کا چہرۂ انور دیکھتا بے ساختہ پکار اُٹھتا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ حضرت عبد اللہؓ بن سلام فرماتے ہیں کہ میں جب حضور ﷺ کی زیارت کرنے آیا، میں نے چہرہ اقدس دیکھا تو میرے دل نے گواہی دی یہ چہرہ سچائی و صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

حضرت حارثؓ فرماتے ہیں کہ منیٰ یا عرفات میں لوگ حضور کی زیارت کے لیے جوق در جوق آرہے تھے مین نے دیکھا کہ دیہاتی آتے جونہی چہرہ اقدس پر نظر پڑتی، زیارت کرتے تو بے ساختہ پکار اُٹھتے یہ بڑا ہی مبارک چہرہ ہے ان لوگوں نے حضور ﷺ کو چہرہ دیکھنے کے بعد نہ تو کوئی دلیل طلب کی اور نہ ہی کسی معجزے کا مطالبہ کیا بس رُخِ انور دیکھا تو اُن کے دل نے گواہی دی یہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی کافر جب پہلی دفعہ حضور ﷺ کو دیکھتا تو اُس پر ہیبت طاری ہو جاتی اور بول نہ سکتا

Marfat.com

تھا۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم اُسے تسلی دیتے تو بولنے کی کچھ ہمت ہوتی۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فُصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

حضرت عبادہ بن عبدالصمد فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت انسؓ بن مالک کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ آپؓ نے اپنی کنیز کو حکم دیا کہ دستر خوان لاؤ تا کہ ہم کھانا کھائیں۔ کنیز دستر خوان لے آئی پھر فرمایا وُہ رومال بھی لاؤ۔ جب وُہ رومال لائی تو ہم نے دیکھا کہ رومال بڑا میلا تھا۔ حضرتِ انس رضی اللہ نے کنیز کو حکم دیا کہ اس رومال کو تندور کی بھڑکتی آگ میں پھینک دو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اُس کو نکال لیا۔ ہم نے دیکھا تو وُہ دودھ کی طرح سُفید تھا۔ حیرانگی سے پوچھا یہ کیا ماجرہ ہے۔ حضرت انسؓ نے فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رومال ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ اپنے رخِ انور کو صاف کرتے تھے یہ رومال آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخِ انور کے ساتھ لگا ہے۔ اس کے ساتھ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک لگا ہے۔ جب بھی یہ میلا ہو جاتا ہے ہم اسے تندور میں پھینک دیتے ہیں یہ دودھ کی طرح سُفید ہو جاتا ہے کیونکہ آگ کی مجال نہیں کہ اُس چیز کو جلائے جس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور یا جسم کا کوئی اعضاء مس ہو جائے۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور میں اللہ تعالیٰ نے کمالات کے بے شمار موتی مزّین فرمائے تھے مگر امت کے لیے نورانی پیشانی میں سب سے بڑا کمال و مرتبہ یہ رکھا ہے کہ جس نے حالتِ ایمان میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخِ انور کی زیارت کی اُس پر جہنم کی آگ حرام ہو گئی بلکہ وُہ شخص صحابیؓ کے مقام پر فائز ہو گیا اور اُسے ایسا مرتبہ ملا کہ قیامت تک تمام غیر صحابی مسلمان مل کر نیک اعمال کریں تو پھر بھی اُس کے قدموں کی خاک کو نہیں

Marfat.com

پہنچ سکتے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میری سوئی گم ہوگئی۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری سوئی گم ہوگئی ہے آپ ﷺ نے چہرہ مبارک ظاہر فرمایا تو آپ کے نور سے حجرہ روشن ہوگیا مجھے سوئی مل گئی اور فرمایا عائشہؓ ہلاکت ہے اُس شخص پر، ہلاکت ہے اُس شخص پر جو میرے رُخ انور کی زیارت سے محروم رہا۔

یہی وُہ چہرۂ انور ہے جس کا بنانے والا خود اس کی قسمیں اُٹھاتا ہے وَالضُّحٰیۙ وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰیۙ (الضحیٰ: ۲) اے محبوب تیرے روشن چہرے کی قسم جس پر تو زلفیں سجاتا ہے۔

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحیٰ تیرے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زُلفِ دوتا کی قسم

## سرِ انور اور زُلف مبارک کا ظاہری حُسن

سردارِ دوجہاں ﷺ کا سرِ انور حُسنِ اعتدال کے ساتھ وقار و تمکنت کا مظہرِ اتم دکھائی دیتا تھا۔ سرِ انور پر جس کی بھی نظر پڑتی وُہ آپ کی شخصی وجاہت اور عظمت کا قائل ہو جاتا اور آپ ﷺ کو سردارِ قوم تصور کرتا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا سرِ اقدس موزونیت کے ساتھ بڑا تھا۔ نہ تو جسم مبارک چہرۂ انور سے زیادہ بڑا دکھائی دیتا اور نہ ہی چھوٹا نظر آتا بلکہ حضور کا چہرۂ انور گردن مبارک اور جسمانی ڈول ڈال کے مُطابق سر مبارک نہایت حسین تھا۔

حضور ﷺ کے سر انور پر بال مبارک نہایت حسین اور جاذبِ نظر تھے۔ یوں لگتا جیسے ریشم کے سیاہ گچھے ہیں۔ نہ تو بالکل سیدھے تھے اور نہ ہی بالکل گھنگھریالے بلکہ نیم خمدار جیسے عید کا چاند۔ اللہ کے محبوب ﷺ کے زلفوں کے حسن کا یہ عالم تھا کہ خود اللہ رب العزت نے ان سیاہ زلفوں کی قسم کھائی وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰیۙ (الضحیٰ: ۲) محبوب قسم تیری

ان زلفوں کی جب تُو انہیں سجاتا ہے۔ صحابہ کرام اور عاشقانِ رسول آپ ﷺ کی خم دار زُلفوں کے اسیر تھے۔

ع: جہڑے قیدی نے یار دیاں زلفاں دے زنجیر دی حاجت نہیں رکھدے

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں میں نے کانوں کی لَو سے نیچے لٹکتی ہوئی زُلفوں والا سُرخ جبہ پہنے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کی زُلفیں مبارک کانوں کی لو کو چھوتی تھیں۔ حضرتِ علی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک نہایت حسین وجمیل تھے۔

جب سرکارِ دو عالم ﷺ ان خوبصورت زلفوں کی مانگ نکالا کرتے اِن کے حسن میں اور بھی اضافہ ہو جاتا۔ حضور ﷺ زلفوں میں تیل لگاتے اور کنگھی کیا کرتے۔

## موئے مصطفیٰ ﷺ کا باطنی حُسن اور برکات

حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے حج کے موقع پر سرِ انور کے بال منڈوائے پھر حضرت ابو طلحہؓ کو بلایا اور وہ بال اُن کو عطا فرما کر حکم فرمایا کہ یہ بال لوگوں میں بانٹ دو۔ یہ موئے مبارک صحابہ کرام نے محفوظ کر لیے اور انہیں دِل و جان سے عزیز اور متبرک سمجھ کر اس طرح سنبھال کر رکھا کہ تقریباً پندرہ صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی محبوبِ دو عالم ﷺ کے موئے مبارک دُنیا میں کئی جگہوں پر محفوظ ہیں اور اہلِ ایمان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہیں۔

صحابہ کرامؓ ان موئے مبارک سے کئی برکات حاصل کرتے۔ حضرتِ عثمانؓ بن موجب فرماتے ہیں کہ مجھے میرے گھر والوں نے اُمِ سلمیٰؓ کے پاس ایک پیالہ دے کر بھیجا۔ اُن کے پاس حضور ﷺ کے مُوئے مبارک تھے انہوں نے مُوئے مبارک کو اس پانی میں سے گزارا۔ مدینہ شریف میں جب بھی کسی کو نظر لگ جاتی یا کچھ ہو جاتا وہ

Marfat.com

اپنا برتن حضرت سلمیٰؓ کے پاس بھیج دیتا۔ آپؓ اُس میں سے یہ موئے مبارک گزار دیتیں اور پانی پینے والا شفایاب ہو جاتا۔

حضرت عکرمہ بن خالدؓ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پاس حضور ﷺ کے موئے مبارک ہیں جو رنگین اور خوشبودار ہیں۔

حضرت انسؓ نے مرتے وقت یہ وصیت فرمائی تھی کہ حضور ﷺ کے موئے مبارک میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ انہیں اس حال میں دفنایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک ان کی زبان کے نیچے تھے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ موئے مبارک اپنی ٹوپی میں سی رکھے تھے اُن کی تمام فتوحات ان موئے مبارک کی برکت کے باعث تھیں۔

## دستِ مبارک کا ظاہری حُسن

آیئے اب اُس ہاتھ مُبارک کا ظاہری و باطنی حسن سُنیے جس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:۱۷) اور نہیں کنکریاں پھینکیں بلکہ اللہ نے پھینکیں۔ محبوبؐ یہ تیرے ہاتھ نہیں میرے ہاتھ ہیں۔ جو ہاتھ اللہ کا ہو اُس میں صفات اور برکات کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

دستِ اقدس نہایت نرم و نازک اور پھولوں سے بھی زیادہ ملائم تھا۔ جو کوئی آقا ﷺ کا ہاتھ پکڑتا ریشم سے بھی زیادہ نرم پا کر حیران رہ جاتا۔ انگشت مبارک پتلی اور لمبی تھیں۔

اتنی حسین انگلیاں کہ جب چاند کی طرف اُٹھتیں تو دو ٹکڑے ہو جاتا، سورج کی طرف اُٹھتیں تو غروب ہو کر واپس لوٹ آتا، درختوں کی طرف اشارہ ہوتا تو چل پڑتے، پتھروں کی طرف اشارہ ہوتا تو کلمہ پڑھنے لگتے، بادلوں کی طرف اشارہ ہوتا تو برسنے لگتے، آسمانوں کی طرف دعا کے لئے اُٹھتیں تو کبھی یہ ہاتھ خالی نہ لوٹتے۔ جو بھی

Marfat.com

ان نرم اور حسین ہاتھوں کا مصافحہ کرتا۔ اُن ہاتھوں کی نرمی کو نہ صرف ہاتھوں میں محسوس کرتا بلکہ سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس کرتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک حریر ریشم (جو تمام ریشموں میں زیادہ نرم ہوتا ہے) سے بھی زیادہ نرم تھا۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ انور اپنے چہرہ پر پھیرا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

حضرتِ سعدؓ بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور آپ نے کمالِ محبت سے میرے سر اور سینے پر دستِ رحمت پھیرا میں آپ کے دستِ انور کی برکت سے مکمل شفایاب ہوگیا۔ اس سے بڑا کمال یہ ہے کہ مدتیں گزر گئیں لیکن آج تک اُس دستِ مبارک کی ٹھنڈک سینے میں محسوس کرتا ہوں۔

حضرت جابر بن ثمرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رُخساروں پر دستِ انور پھیرا تو میں نے اپنے رُخساروں پر ایسی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس کی جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی عطر کی ڈبیہ سے اپنا ہاتھ مبارک نکالا ہو۔

حضرتِ وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں میں جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتا تو میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ رحمت سے مس ہونے کے باعث ایسا معطر ہو جاتا کہ میں اپنے ہاتھوں کو سونگھتا رہتا اور ان میں مُشک نافہ سے بھی بہتر خوشبو پاتا۔

صحابہ کرامؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ انور چھونے سے لذت اور راحت میسر آتی اس کی کوئی مثال نہیں۔

## دستِ مبارک کی باطنی برکات وحسن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک ہزاروں اور لاکھوں روحانی برکات کے حامل تھے۔ جس کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے مس کیا اُس کی قسمت جاگ

Marfat.com

اُٹھی۔وُہ ہاتھ مبارک کسی بیمار کو لگتا تو وہ شفایاب ہو جاتا بلکہ زندگی بھر اُس کو وہ بیماری نہ لگتی اور ہاتھ کی تاثیر تا زندگی قلب میں محسوس کرتا۔کسی سینہ پر دستِ رحمت رکھا جاتا تو وُہ علم وحکمت کا خزینہ بن جاتا۔بکری کے خشک تھنوں پر رکھا جاتا تو دودھ کی نہریں اُتر آتیں۔توشہ دان پر رکھا جاتا تو کھجوروں سے ایسا بھر جاتا کہ کبھی ختم نہ ہوتیں۔اس دستِ مبارک کی سخاوت وعطا میں ایسی برکات تھیں کہ اگر کسی گدائے بے نوا کو خیرات عطا کردی جاتی تو نہ صرف وُہ غنی ہو جاتا بلکہ زمانے بھر کا داتا بن جاتا۔

حضرت حنظلہ کے والد نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ حنظلہ کے لیے دعا فرمائیں۔آپ ﷺ نے حنظلہ کو پاس بلایا پھر دستِ شفقت اُن کے سر پر رکھا اور فرمایا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔اس ہاتھ مبارک نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے سر کو برکتوں اور فیوض کا منبع بنا دیا۔مدینہ شریف میں جو کوئی بیمار ہوتا یا کسی کا جانور بیمار ہو جاتا تو وہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آتے تو اپنے ہاتھ پر لعابِ دہن لگا کر سر پر ملتے اور فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَثَرِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہی ہاتھ اسی بیمار آدمی یا جانور کو لگاتے تو وہ شفایاب ہو جاتا۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک بکری ذبح کی اس کا دل اور جگر بھنے ہوئے گوشت کو اللہ کے محبوب ﷺ نے ہاتھ مبارک لگایا خدا کی قسم ہم ایک سوتیس آدمی تھے سب نے کھایا اور کوئی بھی محروم نہ رہا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت عبدالمطلب کی اولاد کو جمع کیا اُن کی دعوت کی۔یہ چالیس افراد تھے ان میں سے کچھ ایسے افراد بھی تھے جو سالم بکرا کھا جایا کرتے اور اس کا شوربہ بھی پی جاتے۔حضور ﷺ نے صرف ایک برتن میں کھانا ڈالا پھر اپنا دستِ انور اس پر رکھا سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اللہ کی قسم کھانا ختم نہ ہوا۔

حضرت عکاشہؓ کی تلوار ٹوٹ گئی تو آقا ﷺ نے اُنہیں ایک سوکھی لکڑی عطا فرمائی جواُن کے ہاتھوں میں آ کر حضور ﷺ کے دستِ انور کی برکت سے تلوار بن گئی حضرت قتادہؓ بن نُعمان کو اندھیری رات میں کھجور کی شاخ عنایت فرمائی تو وُہ روشن قندیل بن گئی۔

حضرت عبداللہ بن عتیکؓ کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر حضور ﷺ نے دستِ شفا پھیرا تو آپ ﷺ کے دستِ مبارک کی برکت سے یہ اس طرح درست ہوئی کہ گویا کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی۔

میرے آقا ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایسی برکتیں تھیں کہ مَشک میں رکھتے تو پانی کی نہریں جاری ہو جاتیں اور اگر دودھ کے پیالے میں انگلی ڈال دیتے تو دودھ ختم ہونے میں نہ آتا۔ غرض میرے آقا ﷺ سرتا پا سراپا حسن، کمال حسن اور حسن کا عظیم شاہکار تھے۔ آپ ﷺ کا اعضاءِ مبارک نہایت حسین اور فیوض و برکات کا منبع تھا۔ میں نے صرف چند ایک کا ذکر کیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ٥

Marfat.com

# ذکرِ معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (۱)

نَحْمَدُهٗ نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ؕ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ

میرے دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

یہ مبارک مہینہ معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس مقدس ماہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرایا۔ معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آقا کا ایسا کمال، ایسی فضیلت اور ایسا عظیم ترین معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی اور نبی یا رسول کو یہ اعزاز و اکرام عطا نہیں فرمایا۔ جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے وہاں نہ کوئی پہنچ سکا ہے اور نہ کوئی جا سکے گا۔ جو کچھ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا آج تک نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ دیکھ سکے گی۔

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم ترین معجزے میں دو الفاظ عام طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ ایک اسریٰ اور دوسرا معراج۔ سوال یہ ہے کہ ان کے کیا معنی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں سے کہاں تک اسریٰ (معراج) عطا کیا ہے

قرآنِ مجید فرماتا ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ (بنی اسرائیل) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی

Marfat.com

الْمَسْجِدِ الْاَقْصیٰ رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک۔اس آیتِ مبارکہ میں دو چیزیں واضع ہوتی ہیں ایک یہ کہ اسریٰ کا ایک معنی ہے سیر کرانا اور دوسرا معنی ہے لے جانا، تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو لے گیا یا سیر کرائی۔دوسری بات یہ واضع کر دی کہ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک سیر کرائی تو حضور ﷺ کا سفر مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک تھا اور معراج اس کے بعد شروع ہوا۔ان آیات میں اسریٰ کا ذکر ہے اور معراج کا ذکر سورۃ النجم میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسریٰ کا ذکر اس لیے کیا تا کہ لوگ اس کو خواب نہ سمجھیں خواب میں سیر نہیں ہوا کرتی اسریٰ کا اطلاق خواب پر نہیں بیداری پر ہوتا ہے۔
شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ مسجدِ اقصیٰ تک اسریٰ ہی لیکن یہ معراج کی ابتدا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا (بنی اسرائیل:۱) تا کہ ہم نشانیاں دکھائیں۔معراج یہاں سے شروع ہوتا ہے۔

معراج کا معنی عروج، انتہائی بلندی پر جانا، آسمان کی سیر مسجدِ اقصیٰ سے شروع ہوئی اور حضور ﷺ عروج پر عروج کرتے چلے گئے۔حتیٰ کہ معراج نصیب ہوا۔
معراج مصطفیٰ ﷺ کا ذکر قرآن مجید ان الفاظ سے کرتا ہے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی (النجم :۱) قسم ہے اس ستارے کی جب وہ نیچے اُترا۔حضرت امام جعفر صادقؓ فرماتے ہیں کہ ستارے سے مراد ذات مصطفیٰ ﷺ اور اِذَا هَوٰی سے حضور کا شبِ معراج آسمان سے زمین پر نزول فرمانا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم ہے اُس تابندہ ستارے کی جب وہ نیچے اترا مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی تمہارا زندگی بھر کا ساتھی۔راہِ حق سے نہ بھٹکا اور نہ بہکا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی وہ تو اپنی خواہش سے بولتا بھی نہیں مگر جو ان پر وحی کی جاتی ہے عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی انھیں زبردست قوتوں والے بڑے دانا نے سکھایا

Marfat.com

ذُوْمِرَّۃٍ فَاسْتَوٰی پھراس نے بلند یوں کا قصد کیا۔ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی اور وہ سب سے اُونچے کنارے پر تھا۔

امام بخاری اور مسلم نے معراج شریف کی طویل حدیث حضرت انس، حضرت قتادہؓ سمیت کثیر صحابہؓ سے روایت کی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں حطیم کعبہ میں نیند اور بیداری کے درمیان لیٹا ہوا تھا کہ جبرائیل آئے اور ارادۂ خداوندی سے آگاہی بخشی۔ حضور ﷺ کو زمزم کے قریب لایا گیا سینہ مبارک چاک کیا گیا۔ قلبِ اطہر کو ایمان وحکمت سے لبریز کر دیا گیا۔ پھر سینہء مبارک درست کر دیا گیا۔ حرم سے باہر تشریف لائے تو سواری کے لیئے تو سواری کے لیے ایک جانور پیش کیا گیا۔ جسے براق کہا جاتا ہے بُراق برق کی جمع کو کہتے ہیں جس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ جہاں نگاہ پڑتی تھی وہاں قدم رکھتا تھا۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ بُراق پر سوار ہونے لگے تو اُس نے شوخی دکھائی۔ جبرائیل امین نے جھڑک کر فرمایا تو کیا کرتا ہے تجھ پر محمد ﷺ زیادہ بزرگ تر سوار نہیں ہوا؟ براق پسینے سے پانی پانی ہو گیا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ اس کی پشت پر سوار ہوئے۔

## مکاشفات

اس سفر مقدس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنی قدرت کی آیات کُبریٰ کا مشاہدہ کروایا اور کچھ ایسے مشاہدات بھی کروائے جس سے امتِ محمدی کو عبرت حاصل ہو۔

منزلِ قاب قوسین کا مسافر جب براق پر سوار ہو کر حرمِ مکہ سے روانہ ہوا تو کچھ اس شان سے کہ جبرائیل امین رُکاب تھامے ہوئے تھے اور میکائیل نے باگ پکڑ رکھی تھی، تھوڑی دیر چلنے کے بعد حضور ﷺ کی سواری نخلستان میں پہنچی جہاں کھجوروں کے باغ تھے۔ جبرائیل نے عرض کیا اتریے اور دوگانہ پڑھیے۔ یہ آپ ﷺ کی ہجرت

Marfat.com

کی جگہ مدینہ منورہ ہے۔

اس کے بعد جب سواری بیت الحم پہنچی تو پھر جبرائیل نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کی جگہ ہے یہاں دونفل پڑھیے۔ پھر آقا ﷺ طور سینا پر اُترے۔ دوگانہ نفل پڑھے۔

سفر آگے بڑھا تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک قوم جو کھیتی باڑی کرتی ہے وہ لوگ آج جو فصل بوتے ہیں دوسرے دن تیار ہو جاتی ہے اور وہ فصل کاٹ لیتے ہیں لیکن پھر وہ فصل اسی طرح لہلہانے لگتی ہے حضور ﷺ نے پوچھا جبرائیل یہ کیا ہے عرض کی یہ اللہ کے مجاہد ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں ان کی نیکیوں کو سات سو گناہ بڑھا کر انہیں اسی وقت اجر دے دیا جاتا ہے پھر حضور ﷺ کو ایک دلکش خوشبو آئی۔ جبرائیل نے بتایا یہ خوشبو فرعون کی بیٹی کی ماشطہ (بناؤ سنگھار کرنے والی) اور اس کی اولاد کی ہے اس کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک دن وہ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کر رہی تھی اچانک کنگھی اس کے ہاتھ سے گر پڑی اس کے منہ سے نکلا بسم اللہ لعین فرعون اللہ تعالیٰ کے نام سے اٹھاتی ہوں خدا فرعون کو ہلاک کرے اُس نے خدائی کا جھوٹا دعوی کیا ہے فرعون کی بیٹی نے اس سے پوچھا کہ میرے باپ کے علاوہ تمہارا کوئی دوسرا خدا بھی ہے؟ اُس نے کہا بے شک میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے فرعون کی بیٹی نے اپنے باپ کو سب کچھ بتا دیا اس عورت کے ساتھ اس کے خاوند کے علاوہ ان کے دو بیٹے بھی تھے۔ فرعون کو پتہ چلا تو اس نے ان سب کو بلا بھیجا۔ اس نے عورت اور اس کے خاوند پر بڑی کوشش کی کہ اسے رب مان لیں جب اُنھوں نے انکار کیا تو اس نے دھمکی دی کہ میں تم سب کو قتل کردوں گا وہ بولے یہ تمھارا بڑا احسان ہوگا۔ تو ہمیں قتل کردے اور ایک مکان میں دفن کردے۔

فرعون نے تانبے کی ایک دیگ کو خوب گرم کیا اور حکم دیا کہ اس عورت اور

Marfat.com

اسکی اولاد کو اس میں پھنک دیا جائے۔ فرعون کے کارندے ان بچوں کو ایک ایک کر کے تپتی ہوئی دیگ میں ڈالتے رہے عورت اور اس کا خاوند سب کچھ دیکھتے رہے۔ آخر میں ایک شیر خوار بچے جب اس میں پھینکا گیا تو اس نے بلند آواز سے کہا اے میری ماں! صبر کرنا اور حق سے منہ نہ موڑنا بے شک تو حق پر ہے پھر اس کے بعد اس عورت اور مرد کو بھی اسی دیگ میں ڈال دیا گیا۔ حق پر جان دینے کا اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک صلہ یہ عطا فرمایا کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو ان کی خوشبو پہنچائی۔ پھر حضور ﷺ کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے سروں کو کاٹا جا رہا تھا لیکن سر کاٹنے کے بعد فوراً درست ہو جاتے تھے۔ جبرائیل امین نے بتایا یہ لوگ فرض نمازیں ادا نہیں کرتے تھے اس کے بعد آقا ﷺ نے ایسی قوم دیکھی جن کے آگے پیچھے چیتھڑے تھے وہ جانوروں کی طرح چر رہے تھے اور خاردار اور کڑوی بوٹیاں کھا رہے تھے۔ حضور ﷺ نے پوچھا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کیا یہ لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیا کرتے تھے۔ پھر ایک ایسی قوم دیکھی جن کے پاس ایک ہانڈی میں پکا ہوا لذیذ گوشت اور دوسری میں بدبودار گوشت تھے وُہ لوگ پاک اور لذیذ گوشت چھوڑ کر بدبودار گوشت کھاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کے بارے میں پوچھا تو جبرائیلؑ نے بتایا کہ حضور ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال بیویاں تھیں اور اپنے طیّب خاوند تھے لیکن یہ لوگ دوسروں کی بیویاں، اور عورتیں دوسرے مردوں کی طرف رجوع کرتی تھیں۔

اس کے بعد آقا ﷺ نے سود خوروں اور بددیانتوں کا عبرتناک منظر دیکھا۔

پھر اپنی امت کے بے عمل اور فتنہ باز خطیبوں کو دیکھا جن کے ہونٹ کاٹے جا رہے تھے۔ اس سے آگے محبوب ﷺ نے غیبت کرنے والوں اور تہمتیں لگانے والوں کو اپنے ناخنوں سے چہروں اور سینوں کو کھرچتے دیکھا۔

اب قاب قوسین کے مسافر ایک سرخ ٹیلے کے پاس سے گزرے جہاں

Marfat.com

حضرت موسیٰؑ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں سلام فرمایا انہوں نے جواب دیا۔

اس پر علمائے امت نے خوب نکتہ دانی کی ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے گزرا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ حدیث کے الفاظ ہیں فی الصلوٰۃ صلوۃ کا ایک معنی بے شک نماز ہے مگر صلوۃ کے معنی درود و سلام بھی ہیں۔ برزخ میں نہ تو نماز فرض ہے اور نہ ہی نوافل پڑھنے کا حکم ہے پھر قبر میں کون سی نماز؟ اور پھر جب موسیٰؑ کو اس بات کا بھی علم تھا کہ حضور ﷺ نے یہاں سے گزرنا ہے اور حضور ﷺ کے گزرنے کا وقت بھی پتا تھا تو پھر آپ کیوں نماز پڑھ رہے تھے اور حضور نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو سلام کیا تو انھوں نے جواب دیا بھلا یہ کیسی نماز تھی؟ اصل میں سچ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام قبر میں نماز نہیں پڑھ رہے تھے بلکہ حضور ﷺ پر صلوۃ پڑھ کر آپ کا استقبال کر رہے تھے۔

آخر میں انبیاء کرام کا اجتماع ہوا۔ اذان دی گئی، پھر اقامت پڑھی گئی۔ جبرائیل نے حضور ﷺ کا دستِ مبارک پکڑا اور مصلیٰ پر کھڑا کر دیا۔ حضور ﷺ نے انبیاء کی امامت کروائی۔ نماز سے فراغت کے بعد حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خطابات ارشاد فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور احسانات بیان فرمائے۔ آخر میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، اعزازات اور احسانات بیان کیے اور اپنی امت کی فضیلت کا بھی ذکر فرمایا اور فرمایا میرا ذکر اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بلند کر دیا۔ مجھے فاتح اور خاتم بنایا یہ الفاظ سُن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام انبیاء کو مخاطب کر کے فرمایا بِهٰذَا فَضَّلَكُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ ان احسانات اور انعامات کے باعث محمد ﷺ ہم سب پر فضیلت پا گئے۔

وَ مَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن ۝

Marfat.com

# ذکرِ معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

## (حصہ دوم)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

والنجم اذا ھویٰ ۝ما ضلّ صاحبکم وما غویٰ ۝وما ینطق عن الھویٰ ۝ ان ھو الّا وحی یوحیٰ ۝علّمہٗ شدید القویٰ ۝ذو مرّۃٍ ط فاستویٰ ۝ و ھو بالافق الاعلیٰ ۝ثمّ دنا فتدلّٰی ۝ فکان قاب قوسین او ادنیٰ ۝فاوحیٰ الی عبدہٖ ما اوحیٰ ۝ ما کذب الفؤادُ ما رایٰ ۝أفتمٰرونہٗ علیٰ ما یریٰ ۝ولقد راٰہ نزلۃً اخریٰ ۝عند سدرۃ المنتھیٰ ۝عندھا جنّۃ الماویٰ ۝اذیغشی السدرۃ ما یغشیٰ ۝ما زاغ البصر و ما طغیٰ ۝لقد رایٰ من اٰیٰت ربّہ الکبریٰ ۝

محترم بزرگو، دوستو، پیر بھائیو!

پچھلے جمعۃ المبارک کو ہم نے سرکارِ مدینہ، انوارِ سینہ، محبوبِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا پہلا حصہ بیان کیا تھا جس میں مکہ شریف سے بیت المقدس تک ایک حرم سے دوسرے حرم تک اللہ کے ایک گھر سے دوسرے گھر تک سیر کا بیان کیا تھا آج معراج شریف کا اگلا حصہ بیان کرتے ہیں دراصل معراج شریف بیت المقدس سے شروع ہوتا ہے۔

احادیث کی کتب میں ہے کہ اس کے بعد ایک سیڑھی رکھی گئی جس کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر لے جایا گیا۔ آسمانوں پر انبیاء کرام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

ملاقاتیں ہوئیں۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا پھر مجھے اور جبرائیلؑ کو ساتوں آسمان پر لے جایا گیا۔ جبرائیل نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ آواز آئی کون۔ کہا میں جبرائیل ہوں۔ پوچھا ساتھ کون جبرائیل نے کہا محمد ﷺ پھر پوچھا کہ انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل نے کہا ہاں۔ پس دروازہ کھلا میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں۔ بیت المعمور وہ مقام ہے جہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں لیکن پھر دوبارہ انہیں یہ سعادت کبھی نصیب نہیں ہوتی۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ سدرۃ المنتہیٰ پر مخلوق کے اعمال اور علوم ختم ہو جاتے ہیں فرشتے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ یہاں پر امرِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ یہ جگہ سب کی انتہاء ہے یہی وہ مقام ہے جہاں جبرائیل نے عرض کی ایک انگلی کے برابر بھی آگے جاؤں تو میں جل کر راکھ ہو جاؤں گا۔

حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا سدرہ ایک بیری کے درخت کی مانند ہے جس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مانند اور پھل مٹکوں کے برابر ہیں۔ پھر اس سدرہ کو اللہ تعالیٰ کے نور نے ڈھانپ لیا تو وہ اتنا خوبصورت ہو گیا کہ مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے حسن و جمال کو بیان نہیں کر سکتا۔ اس سے آگے کا منظر قرآن کی زبان سے سنیے ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی پھر وہ قریب ہوا اور قریب ہوا فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی ؕ یہاں تک کہ صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی ؕ پس وحی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کی مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا آنکھِ مصطفیٰ ﷺ نے۔

قرآنِ مجید نے اللہ اور اس کے محبوب کی قربت کی انتہا بیان کی ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں نہ کوئی فرشتہ تھا نہ نبی تھا فقط ایک محبوبِ مصطفیٰ ﷺ تھے اور ایک محبّ

Marfat.com

باری تعالیٰ تھا بھلا چشمِ مصطفیٰ ﷺ کے علاوہ اس دید کی طاقت کسی اور آنکھ میں کہاں تھی؟ نہیں، ہر گز نہیں۔ قرآنِ مجید نے چشمِ مصطفیٰ ﷺ کے استعداد اور شرم و حیا کو کچھ یوں بیان کیا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی (النجم:۱۷) نہ تو چشمِ مصطفیٰ ﷺ درماندہ ہوئی اور نہ ہی حد سے بڑھی۔ مفسرین نے اس کی تفسیر میں لکھا کہ نہ تو محبوب ﷺ نے آنکھ جھپکی اور نہ ہی ادھر اُدھر دیکھا فقط دیدارِ الٰہی میں محو رہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں آقا ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ کے بعد جب ستر نورانی حجابات طے کیے تو حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی جلالت و عظمت کے باعث حیرت و ہیبت ہوئی تو اُس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ کی آواز آئی وقف یا محمد فانّ ربك یصلی اے محمد ﷺ ٹھہریے بے شک آپ کا رب آپ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے آپ ﷺ حیران ہوئے کہ ابو بکرؓ کی آواز کہاں سے آئی۔ مگر اس آواز کی وجہ سے آقا ﷺ کی حیرت و ہیبت جاتی رہی۔ جب اللہ تعالیٰ حضور ﷺ سے ہم کلام ہوئے تو پوچھا میرے رب ابو بکرؓ کی آواز اس جگہ کیسے آئی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب! تمہیں ابو بکرؓ کی آواز میں اس لیے ندا دی گئی کہ تم انس گیر ہو کر مقامِ ہیبت تک آسکو۔ اے محمد ﷺ جب تیرے رب نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تو ان پر ایک عظیم ہیبت طاری ہو گئی تو اس وقت تیرے رب نے پوچھا وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى اے موسیٰ علیہ السلام تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے تو موسیٰ علیہ السلام کو عصا کے ذکر سے انسیت ہوئی اور اپنے حال پر آئے۔ اسی طرح اے محبوب تمہیں صدیقؓ کی آواز میں پکارا گیا تاکہ تمہیں انسیت ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی اور دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔ مجھے امت کے لیے تحفہ دیا۔ اس وقت مجھے تمام اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا اور طرح طرح کے علوم تعلیم فرمائے جن میں سے ایک علم ایسا

Marfat.com

تھا جس کے ظاہر نہ کرنے کا مجھ سے وعدہ لیا گیا۔ میرے علاوہ کسی کے اندر اس علم کی برداشت کی قوت نہیں۔ دوسرا علم ایسا تھا جس کو ظاہر کرنے یا چھپانے کا مجھے اختیار دیا گیا اور تیسرا علم ایسا تھا جو اپنی امت کے ہر خاص و عام کو تبلیغ کرنے کے لیے فرمایا۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ جب سرکارِ دو عالم ﷺ جبرائیل سے جدا ہوئے تو جبرائیل سے فرمایا اے جبرائیل! اگر کوئی حاجت رکھتے ہو تو مجھ سے بیان کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کروں۔

حیران ہوں میں اُن لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ آقا ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوا بلکہ جبرائیل کا دیدار ہوا۔

ارے نادانو! جبرائیل تو عرضداشت بھیج رہا ہے یہ دیدار تو فقط ذاتِ باری تعالیٰ کا ہے تو جبرائیل نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بارگاہِ ایزدی میں میری یہ تمنا عرض کریں کہ اللہ رب العزت روزِ قیامت میرے بازوؤں کو اتنا کشادہ فرما دیں کہ پل صراط سے آپ کی امت کو اپنے بازوؤں سے گزار سکوں۔

اب بوقتِ دیدار اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب! جبرائیل نے تم سے کیا حاجت بیان کی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا باری تعالیٰ تو اسے خوب جانتا ہے فرمانِ باری تعالیٰ ہوا جبرائیل کی حاجت ہم نے قبول کی اور اُن لوگوں کے حق میں قبول کی جو تمہیں چاہتے ہیں، تمہیں دوست رکھتے ہیں اور تیری محبت میں رہتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں وہاں سے اُتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پوچھا فرمایئے آپ ﷺ کے رب تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا کہ پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ اپنے رب کے پاس واپس جایئے اور تخفیف کی التجا کیجیے۔ آپ ﷺ کی امت یہ بوجھ نہیں اُٹھا سکے گی میں نے بنی اسرائیل کو آزما کر دیکھا ہے چنانچہ میں اپنے رب کے پاس لوٹا اور عرض کی اے

Marfat.com

پروردگار! میری امت پر تخفیف فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے پانچ کم کر دیں۔ میں بار بار اپنے رب اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تعداد میں تو پانچ ہیں لیکن حقیقت میں پچاس ہیں یعنی آپ کی امت کو پچاس نمازوں کا ثواب ملے گا اور جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور عمل نہ کیا تو اُسے ایک نیکی ملے گی اور جس نے عمل کیا اُسے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور جس نے برائی کا ارادہ کیا تو کچھ بھی نہ لکھا جائے گا جب تک کہ وہ برائی نہ کرے اور اگر برائی کی تو صرف ایک گناہ لکھا جائے گا۔ اس کے بعد اُتر کر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے پھر اپنے رب کے پاس جانے اور تخفیف کرانے کو کہا تو میں نے کہا میں کئی بار اپنے رب کے حضور حاضر ہوا۔ اب مجھے شرم آتی ہے۔

پھر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت و دوزخ تمام تر صفات کے ساتھ دکھائی گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت کی سیر کی اور صحابہ کرامؓ کے محلات دیکھے اور اپنی امت کے لیے انعامات اور تحائف بیلر واپس آئے۔ تو ابھی تک رات کی چند گھڑیاں نہ گزری تھیں۔ وہ بستر مبارک گرم تھا وضو کا پانی چل رہا تھا کیونکہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جہان کی جان ہیں جب جان چلی گئی تو نظام کائنات تھم گیا جان واپس آئی تو نظام چل پڑا۔ عاشقوں نے کہا یہ مدت رات کا ایک حصہ نہیں بلکہ کئی سالوں پر محیط تھی۔ واللہ اعلم

## عرش کا مہمان زمین پر

حضرت امِ ھانیؓ بیان فرماتی ہیں کہ صبح ہوئی تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم شریف میں جا کر اس سفر کے واقعات بیان کیے۔ اس وقت سردارانِ قریش معطم بن عدی اور ابو جہل بیٹھے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاحتِ ملکوت والارض کے واقعات سنائے۔ مسجدِ اقصیٰ میں انبیاء کی امامت اور اللہ تعالیٰ کی وہ سب آیات بیان کیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظارا فرمایا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات ختم کی تو مشرکین نے شور

Marfat.com

مچادیا۔ کچھ سیٹیاں اور تالیاں بجانے لگے کئی لوگوں نے حیران وششدر ہو کر ہاتھ سروں پر رکھ لیے۔ پھر اچانک معطم بن عدی بولا کہ آج تک جو باتیں آپ کرتے تھے وُہ عام فہم ہوتی تھیں لیکن آج جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اس نے ہمیں لرزا کر رکھ دیا۔ ہم یہ کیسے یقین کر لیں کہ جو سفر ہم ایک مہینہ میں تیز رفتار اونٹوں پر کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ایک قلیل عرصہ میں اس کو طے کر لیا اور راتوں رات واپس بھی آ گئے۔ لات وعزّیٰ کی قسم! ہم آپ کی یہ بات ہرگز ماننے کے لیے تیار نہیں۔ سیدنا ابو بکرؓ گویا ہوئے اور فرمایا اے معطم! تمھاری گفتگو بے حد ناپسندیدہ ہے تو نے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھایا ہے۔ غور سے سنو میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو کچھ انہوں نے فرمایا حق ہے، سچ ہے اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ مشرکین حضرت ابو بکر صدیقؓ سے اُلجھ پڑے اور کہنے لگے کہ کیا تمھارا ذہن اس انہونی بات کو تسلیم کرتا ہے؟ ابو بکر صدیق نے فرمایا ہاں! کیونکہ میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلی ہوئی اس سے بھی بڑی اور حیران کن باتوں کو تسلیم کرتا ہوں جب میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھ پر دن رات میں آسمان سے کئی کئی بار وحی نازل ہوتی ہے تو میں نہ صرف اس کی تصدیق ہوں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم ماننے میں ذرا توقف بھی نہیں کرتا۔

مُشرکین مکہ نے اب طرح طرح کے سوالات کرنا شروع کر دیے تاکہ کسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے میں کامیاب ہو جائیں۔ انہیں یقین تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے قبل کبھی بیت المقدس نہیں گئے۔ انہوں نے مسجدِ اقصیٰ کے دروازوں، کھڑکیوں اور چھت کے شہتیروں کے بارے میں سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ بھلا بتائیے مسجدِ اقصیٰ کے کتنے دروازے ہیں اور کس کس سمت میں ہیں؟ کھڑکیوں کی تعداد اور ان کا محلِ وقوع کیا ہے؟ محراب کہاں ہے اور اس کی وضع قطع کیسی ہے؟

اللہ تعالیٰ کے حکم سے درمیانی پردے اُٹھا دیئے گئے۔ مسجدِ اقصیٰ دکھائی

Marfat.com

دینے لگی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ دیکھ کر ان کے سوالوں کا جواب دے رہے تھے۔ جب سب سوالات کے بالکل صحیح جوابات انہیں مل گئے تو وہ ہٹ دھرمی پر اُتر آئے اور کہنے لگے کہ بے شک ولید بن مغیرہ نے ان کے بارے میں صحیح کہا ہے کہ معاذ اللہ یہ بہت بڑا جادوگر ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ جب کفار کے سوالات سُنتے تو گھبرا جاتے لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سنتے تو با آواز بلند نعرہ لگاتے۔ اشھد انت رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت اُمِ ھانیؓ کی لونڈی صبغہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے اُس دن آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا یا ابا بکر ان اللہ سمّاک الصدیق اے ابوبکرؓ! اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابوبکرؓ کا لقب صدیقؓ آسمان سے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔

اب کفارِ مکہ نے ایک نئی چال چلی کہ جس راستہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کیا ہے اس راستہ پر ہمارے کئی تجارتی قافلے آ جا رہے ہیں ان کے بارے میں بتائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں فلاں وادی سے گزرا تو فلاں قبیلہ کا قافلہ فُلاں جگہ سے گزر رہا تھا میرے براق کی آہٹ پا کر اُن کے سواری کے جانور گھبرا گئے اور اُن کا ایک اُونٹ مہار توڑ کر بھاگ گیا۔ میں نے ان کو آواز دی اور بتایا کہ ان کا اُونٹ فلاں جگہ پر کھڑا ہے اور جب میں لوٹا تو بنی فلاں کے قافلہ کے پاس سے میرا گزر ہوا۔ وہ سب محو خواب تھے اُن کے ایک برتن میں پانی تھا جس پر ڈھکنا تھا میں نے ڈھکنا ہٹا کر پانی پیا اور پھر ڈھکنا رکھ دیا۔ راستہ میں میرا گزر ایک اور قافلہ کے پاس ہوا۔ براق کی اچانک آہٹ سن کر اِن کے اونٹ بھی بدک گئے۔ ایک سُرخ رنگ کا اُونٹ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اس پر جو بوریاں لدی تھیں ان پر سفید نشانات تھے اور فلاں بنی فلاں کا قافلہ مجھ کو فلاں جگہ پر ملا۔ ان میں ایک اُونٹ تھا جس پر دو بوریاں لدی ہوئی تھیں۔ ایک کا

Marfat.com

رنگ سیاہ اور دوسری کا رنگ سفید تھا۔ جب میں اُن کے قریب پہنچا تو اُن کے جانور بھی بھڑک اُٹھے اور ایک اونٹ گر پڑا اور ان کا بھی ایک اونٹ گم ہو گیا میں نے اُنہیں سلام دیا۔ انہوں نے میری آواز پہچان لی اور کہنے لگے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز ہے۔

جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک قافلے کے آنے کی یوں خبر دی کہ ان کے اونٹ اور ان پر لدی ہوئی بوریاں اور جگہ تک بتایا تو اب بھی سیاہ دل کفار ماننے پر تیار نہ ہوئے بلکہ ایسی چیز کے متلاشی تھے جس سے معاذ اللہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا ثابت کر سکیں۔ کفار نے پوچھا اچھا یہ بتاؤ بنی فلاں کا قافلہ کب پہنچے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدھ کے دن سورج غروب ہونے سے قبل یہ قافلہ مکہ پہنچ جائے گا۔

کفارِ مکہ نے منہ کی کھائی۔ ہر سوال پر لاجواب ہوئے۔ مجلس برخاست ہوئی۔ اب قریشِ مکہ بدھ کے دن کا انتظار کرنے لگے جب بدھ کا دن آیا تو سارے قریش گھروں سے نکل کر راستہ میں بیٹھ گئے اور قافلہ کا انتظار کرنے لگے۔ عصر کا وقت ہو گیا قافلہ نہ آیا۔ دور دور تک قافلے کے کوئی آثار نظر نہ آرہے تھے کفار کے دل خوشی سے اُچھل رہے تھے اور صحابہ کرامؓ اور خود اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی قافلے کی انتظار میں کھڑے تھے۔ جوں جوں سورج اُتر رہا تھا صحابہ کرام خصوصاً صدیقؓ و عمرؓ کے دل بیٹھے چلے جا رہے تھے۔ گھبراہٹ اور پریشانی کا یہ عالم تھا کہ آنکھوں میں آنسو تھے اور ایک دوسرے سے باتیں تک نہ کر رہے تھے لیکن ایمان و یقین کا یہ عالم تھا کہ دل گواہی دے رہے تھے کہ جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے نکلا ہے تو قافلہ ضرور آئے گا۔

کُفار کو اُمید لگ گئی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے کا ایک سنہری موقع مل جائے گا۔ دُشمنانِ اسلام نے پہاڑ کی چوٹی پر کچھ لوگوں کو کھڑا کر دیا کہ جونہی سورج غروب ہو وہ اعلان کریں تا کہ طوفان بدتمیزی برپا کر دیا جائے۔ تمام نظریں شام کے قافلے پر تھیں۔ اب سورج بالکل غروب ہونے کے قریب تھا۔ اور ابھی تک میلوں تک قافلے

Marfat.com

کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے ادھر سورج نے غروب ہونے کے لیے ماتھا ٹیکا اُدھر اللہ کے محبوبؐ کے ہونٹوں میں حرکت آئی فرمایا اللہ! کیا میں تیرا سچا رسول نہیں ہوں؟ کیا میری زبان سے یہ نہیں نکلا کہ قافلہ سورج غروب ہونے سے قبل آئے گا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ محبوب ﷺ نے یہ الفاظ ادا کیے۔ اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک دیا۔ پورا ایک پہر سورج رکا رہا۔ جب پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے ایک شخص نے اعلان کر دیا قَدْ غَرَبَتِ الشَّمس لو سورج غروب ہو گیا تو دوسری طرف سے ایک شخص نے بلند آواز سے اعلان کر دیا قد قَدِمَتِ الْ وہ دیکھو قافلہ آ گیا۔ صدیقؓ وعمرؓ کے چہرے خوشی سے کھل اُٹھے۔ زور کا نعرہ لگایا اور کفار شرمندہ ہو کر گھروں کو چل پڑے۔

## قیصرِ روم کے دربار میں معراج کی گواہی

سیرت کی کتب میں موجود ہے کہ جب قیصر روم کو حضور ﷺ کا خط ملا تو اُس وقت وہ (ایلیا) بیت المقدس کے قریب تھا۔ اُس نے اپنے درباریوں سے کہا کہ شہر میں کوئی مکہ کا شخص تلاش کرو۔ اتفاق سے ابوسفیان اُن دنوں ایک تجارتی قافلے کے ساتھ وہاں آیا ہوا تھا اور ابھی اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ جب ابوسفیان اور اُس کے ساتھیوں کو قیصرِ روم کے سامنے پیش کیا گیا۔ قیصر نے پوچھا کہ مکہ میں جس شخص نے نبوت کا دعویٰ ہے تم میں سے اس کا قریبی رشتہ دار کون ہے۔ ابوسفیان نے کہا میں ان کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ قیصرِ روم نے ابوسفیان کو قریب بٹھایا اور حضور ﷺ کے بارے میں سوالات پوچھے۔ ابوسفیان نے جوابات دیئے اور جب قیصرِ روم نے کہا کہ تم یہ کہتے ہو کہ چالیس سال تک اس شخص نے جھوٹ نہیں بولا اب جب کہ اس کی کنپٹیوں میں سفید بال آ گئے ہیں وہ جھوٹ کیسے بول سکتا ہے؟ ابوسفیان گھبرا گیا کہ شاید قیصرِ روم اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہے اُس نے کہا اے بادشاہ! کیا میں تمھیں ایسی بات نہ بتاؤں جو اس شخص کو معاذ اللہ جھوٹا ثابت کرتی ہے۔ قیصر نے کہا بتاؤ! ابو

سُفیان نے کہا وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ایک رات حرمِ مکہ سے یہاں تمہاری اس مسجد بیت المقدس میں آیا اور پھر اسی رات مکہ واپس بھی پہنچ گیا۔ابوسفیان کا خیال تھا کہ قیصرِ روم کی عقل یہ بات ہر گز تسلیم نہیں کرے گی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ جھوٹا سمجھ کر متنفر ہو جائے گا مگر اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا اس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کے جھنڈے ہر جگہ لہرانے تھے۔ یہ بات سن کر پادریوں کا ایک سردار اور بیت المقدس کا خادم بول اُٹھا ہاں میں اُس رات سے واقف ہوں قیصر نے پوچھا تمہیں کیسے علم ہے۔ پادری نے کہا میرا یہ معمول ہے کہ رات کو مسجد کے تمام دروازے بند کر دیتا ہوں اُس رات بھی میں نے تمام دروازے بند کر دیئے لیکن فلاں دروازہ مجھ سے بند نہ ہو سکا۔ میں نے وہاں موجود تمام لوگوں کو بلایا تا کہ سب مل کر دروازہ بند کریں۔ سب نے مل کر زور لگایا لیکن دروازہ پھر بھی بند نہ ہو سکا ہم سمجھے کہ شاید تمام عمارت کا بوجھ اس پر آن پڑا ہے ہم نے دروازہ چھوڑ دیا کہ صبح کسی معمار سے ٹھیک کروائیں گے۔ میں صبح مسجد میں اس دروازے کے پاس آیا دیکھا تو اس کونہ، میں ایک پتھر تھا اُس میں تازہ تازہ سوراخ کیا ہوا تھا اور وہاں ایک چوپائے کے بندھنے کے نشانات تھے۔ میں نے دروازہ بند کیا تو بڑی آسانی سے دروازہ بند ہو گیا۔ اس سے مجھے اس بات کی تصدیق ہو گئی جو میں نے قدیم کتابوں میں پڑھا۔ کہ ایک نبی بیت المقدس سے آسمان کی طرف عروج فرمائے گا اُس وقت میں نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ رات کو دروازہ بند نہ ہونے کی یہی وجہ تھی۔ قیصر روم ششدر رہ گیا اور ابوسفیان سر نیچے کر کے دربار سے چل پڑا۔

## دیدارِ الٰہی

دوستو اور بزرگو! واقعہ معراج میں سب سے اہم ترین سوال یہ ہے کہ کیا محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدارِ الٰہی نصیب ہوا یا نہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کی

آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھا یا نہیں؟ ایسی روایت ملتی ہے کہ جس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے درمیان بھی رویتِ الٰہی کے مسئلے پر اختلاف تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابن مسعودؓ اور ان کے پیروکاروں کا خیال تھا کہ شبِ معراج دیدارِ الٰہی نہیں ہوا جبکہ حضرت ابنِ عباسؓ، حضرت انسؓ، حضرتِ عبداللہؓ بن عمر اور حضرت ابو ذرؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ اور کثیر تابعین کی بھی یہ رائے ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج دیدارِ الٰہی نصیب ہوا۔

آیئے پہلے فریقین کے دلائل سنیے اور پھر اس کا تجزیہ کریں۔ یہ بات تو دونوں فریقین تسلیم کرتے ہیں کہ اس دنیا میں بیداری کی حالت میں بھی دیدار ممکن ہے ناممکن نہیں کیونکہ اگر دیدارِ الٰہی ناممکن و محال ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام سوال نہ کرتے۔ انبیاء کرام محال اور ممتنع چیزوں کے بارے میں سوال نہیں کرتے۔ آیئے اب دلائل سُنیے جو سیرۃ کی کتب میں صحیح روایت کے ساتھ موجود ہیں۔

حضرت ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کو دیکھا اُن کے چھ سو پر تھے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی (النجم:١١) کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کو ایک ریشمی حلہ میں دیکھا۔ اُس نے آسمان اور زمین کے درمیان خلا کو پُر کر رکھا تھا۔ ترمذی اور بخاری شریف لقد رائی الایۃ کی تفسیر میں حضرت ابنِ مسعودؓ کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز رف دیکھا جس نے آسمان کے افق کو ڈھانپ لیا تھا۔

حضرت ابن عباسؓ نے عرفہ کے میدان میں حضرتِ کعبؓ سے دیدارِ الٰہی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا دیدارِ اور کلام اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام سے دو مرتبہ کلام فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مرتبہ دیدار بخشا۔ مسروق کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں حضرت عائشہؓ کی خدمت حاضر ہوا

Marfat.com

اوران سے یہی سوال پوچھا کہ کیا حضور ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا آپؓ بولیں تو نے ایسی بات کی ہے جسے سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں نے عرض کی مادرِ محترم! ذرا ٹھہریے جلدی نہ کیجیے۔ پھر میں نے یہ آیت پڑھی لـقـد راءی الایۃ حضرت عائشہؓ نے فرمایا تم کدھر جا رہے ہو اس سے مراد تو جبرائیل ہے جو شخص یہ کہے کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا اُسنے بہتان عظیم باندھا بلکہ حضور ﷺ نے جبرائیلؑ کو دیکھا اور اصل صورت میں صرف دو مرتبہ دیکھا ایک بار سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک بار اجیاد کے پاس کہ اُس نے سارے افق کو ڈھانپ لیا۔

امام مسلم کی روایت میں ہے کہ مسروق نے کہا میری ماں جلدی نہ کیجیے کیا اللہ تعالیٰ نے خود نہیں فرمایا وَلَقَدْ رَاٰہُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ؕ آپ ﷺ نے اُسے اُفق مبین میں دیکھا اور دوبارہ دیکھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں اُمت میں سے پہلی ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا حضور ﷺ نے فرمایا وہ جبرائیل ہیں میں نے اُن کو اصلی حالت میں دو بار دیکھا۔ اے مسروق کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ (الانعام: ۱۰۴) کہ آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں وہ آنکھوں کو پا لیتا ہے۔ وہ لطیف خبیر ہے اور کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سُنا وما کان لبشر الایۃ کسی انسان کو یہ طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کلام کرے سوائے وحی، پسِ پردہ یا فرشتہ کے ذریعے۔

اِن روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود اور حضرت عائشہؓ کی یہ رائے تھی کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کیا۔ اماں عائشہ صدیقہؓ کا موقف اس سلسلہ میں تھوڑا سا سخت تھا اور انھوں نے اپنے موقف میں دو آیات کا حوالہ دیا۔ آیئے اب دوسرے صحابہ کرام کی رائے سنیے جن کا موقف ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی (النجم: ۵) کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ مفسرِ قرآن نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کا دیدار اپنے دِل کی آنکھوں سے دو

Marfat.com

مرتبہ کیا۔

ترمذی شریف کی حدیث میں حضرت عباسؓ نے فرمایا محمد ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ حضرت عکرمہؓ جو آپ کے شاگرد تھے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ کہ آنکھیں اُس کا ادراک نہیں کر سکتیں فرمایا افسوس تم سمجھے نہیں یہ اُس وقت ہے جب وُہ اپنے نور کے ساتھ تجلی فرمائے۔ حضور ﷺ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ ابن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا؟ حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلعت اور موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے اور سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کو دیدار سے نوازا

حضرت انسؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا۔ امام مسلمؒ حضرت ابوذرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا۔ فرمایا وہ سراپا نور ہے میں نے اُس کو دیکھا۔

حضرت حسن بصری قسم کھا کر فرماتے کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ علامہ ابنِ حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام احمد سے کسی نے کہا ام المومنین حضرت عائشہؓ یہ کہا کرتی تھیں کہ جس نے کہا حضور ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تو اُس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا ہے تو حضرت عائشہؓ کے اس قول کا کیا جواب ہے؟ امام احمد نے فرمایا حضور ﷺ نے فرمایا (راءیت ربی میں نے اپنے رب کو دیکھا یہ حضرت عائشہؓ کے قول کا جواب ہے حضور ﷺ کا ارشاد حضرت عائشہؓ کے ارشاد سے عظیم تر ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل سے جب دیدارِ الٰہی کے بارے میں سوال ہوتا تو آپ فرماتے راٰہ راٰہ اُسنے دیکھا اُس نے دیکھا برابر یہ الفاظ دُہراتے رہتے حتیٰ کہ

Marfat.com

آپ کا سانس پھول جاتا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا گیا کہ کیا حضور ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا فرمایا ہاں دیکھا۔ علامہ نووی شارح مسلم شریف ان دلائل کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت عائشہؓ نے اپنے موقف کی تائید میں کوئی حدیث مرفوع پیش نہیں کی بلکہ اپنے قیاس اور اجتہاد سے کام لیا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جس آیت کا حوالہ دیا وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ کہ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل امین تھے بلاشبہ یہ درست ہے کیونکہ یہ آیت سورۃ تکویر کی ہے اور وہاں سارا ذکر صرف جبرائیل کا ہے لیکن سورۃ النجم میں جہاں هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی کا ذکر ہے اس سے مراد تو وہ بلند تر افلاک ہے جہاں جبرائیل ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکا۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے کیا کمال کا تجزیہ کیا۔ فرماتے ہیں یہ معراج جو اتم مقامات اور اقصیٰ کمالاتِ حضور ﷺ ہے اور اس میں کسی نبی یا فرشتہ کی شرکت کی گنجائش ہی نہیں تو پھر حیرت اس بات پر ہوگی کہ حضور ﷺ کو اُس مقامِ خاص پر لے جایا جائے۔ خلوتِ خاص میں حضوری کرائی جائے اور پھر دیدار نہ کرایا جائے اور حضور ﷺ بھی دیدار نہ کرنے پر راضی ہوں بلکہ خوشی و مسرت کا اظہار کریں اور کیا محبت و محبوبیت کا کمال اللہ تعالیٰ اور محبوبؐ کے درمیان حجاب باقی رہنے دیتا ہے؟ خود یہ مقامِ معراج در حقیقت عالمِ آخرت سے ہے اور جو کچھ عالمِ آخرت میں دیکھنا یا پانا تھا وہ ابھی پایا اور دیکھ لیا تاکہ خلق کو والحکم عین الیقین کی دعوت فرما سکیں

دوستو! یہ فیصلہ ہو گیا کہ مفسرین و محدثین کی کثیر جماعت اس بات پر متفق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیدار کرایا جیسا کہ اُس کی شان کے لائق تھا اور محبوبؐ نے دیدار کیا جیسا اُس کی شان ہے۔ جھگڑا ختم۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

Marfat.com

# بابِ سوم

# ارکانِ اسلام

Marfat.com

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دِل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قُربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

Marfat.com

# زیارتِ کعبہ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ o (آل عمرآن:۹۵)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم

میرے دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

تمام تعریفیں اُس ذاتِ پاک وحدہٗ لاشریک کی ہیں کہ جس نے میرے اور آپ کے اور تمام عالمین کے نبی حضرت محمد ﷺ کو پیدا فرمایا اور ہزاروں درود نبی آخرالزمان کی ذات بابرکات پر جنہوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کو ظاہر فرمایا۔

تعریف اُس خالق کائنات کی جس نے انسان کو کئی رنگ و روپ دے کر تخلیق کیا اور درود اُس محبوب کائنات پر جس نے انسان کو صبغت اللہ کے رنگ میں رنگ کر یک رنگ بنا دیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و کرم ہے کہ اُس نے ہمیں پیاری صُورت دے کر انسان بنایا اور اس سے بھی بڑا فضل و کرم یہ ہے کہ ہمیں اپنے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا امتی بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر جذبہء محبت پیدا کیا ہے۔ ہر انسان کے اندر کرنِ محبت موجود ہے۔ کوئی انسانی دِل محبت سے خالی نہیں اگرچہ اس کے انداز مختلف ہیں۔ کوئی انسان مال و زر سے محبت رکھتا ہے تو کسی کو اولاد سے محبت ہے۔ کسی کو

Marfat.com

جانوروں کے ساتھ جنون کی حد تک پیار ہے اور کوئی زمین و جائیداد کا دیوانہ ہے۔ کچھ انسان انسانوں سے عشق و محبت رکھتے ہیں لیکن خوش قسمت ہے وہ انسان جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسُول کریم ﷺ اور ان کے پیارے غُلاموں سے محبت رکھتا ہے

ہر دِل کے اندر محبت کا ایک بہت بڑا خزانہ موجود ہے اور کامیاب ہوا وہ شخص جس نے اس خزانہ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے لیے وقف کر دیا اور اُس کے پیاروں کے ساتھ محبت کی۔

ابو بن ادھم ایک رات آرام کر رہے تھے انہوں دیکھا کہ کمرہ روشن ہو گیا اور ایک فرشتہ ایک رجسٹر پر کچھ لکھ رہا ہے۔ ابو بن ادھم نے پوچھا کہ کیا لکھ رہے ہو۔ اُس نے کہا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں اُن کے نام لکھ رہا ہوں۔ ابو بن ادھم نے پُوچھا کیا اُن میں میرا نام بھی ہے اُس نے کہا نہیں۔ ابو بن ادھم نے فرمایا اگر اللہ کے پیاروں میں میرا نام نہیں تو جو اِن محبوبوں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں اُن میں میرا نام لکھ دے کیا ہوا اگر میں اللہ تعالیٰ کے محبوب لوگوں میں شامل نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے تو عشق و محبت رکھتا ہوں۔ علامہ اقبال نے فرمایا

خُدا کے بندے تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خُدا کے بندوں سے پیار ہو گا

فرشتے نے ابو بن ادھم کا نام اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے محبت رکھنے والوں کی لسٹ میں لکھ دیا۔ دوسرے دِن پھر وُہ فرشتہ نمودار ہوا اور ابو بن ادھم کو اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی لسٹ دکھائی تو ابو بن ادھم کا نام سرفہرست تھا، سب سے اوپر تھا۔ ابو بن ادھم نے پوچھا یہ کیا ہوا پہلے تو میرا نام بھی اس لسٹ میں شامل نہ تھا اور اب ٹاپ آف دی لسٹ ہے فرشتے نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو میرے بندوں سے

Marfat.com

محبت رکھتا ہے اُس کا نام بھی میرے محبوبوں میں' میرے پیاروں میں شامل کردو اور ابو بن ادھم چونکہ سب سے زیادہ میرے بندوں سے پیار کرتا ہے اس لیے اس کا نام ٹاپ آف دی لسٹ لکھو ۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں اور اُن کے پیاروں سے محبت رکھتا ہے اور یہ محبت بڑی خوش قسمتی اور اعزاز ہے۔

## ہر دل میں محبت کیوں

جس طرح میں نے پہلے عرض کیا کہ ہر انسان کے اندر محبت والا جذبہ موجود ہے اور کوئی دل محبت سے خالی نہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہر انسان کے اندر جذبۂ محبت کیوں ہے؟ دوستو! اصل وجہ یہ ہے کہ تمام کائنات اور انسان کی حقیقت بھی محبت کے ساتھ وابستہ ہے۔ کیونکہ انسان کی تخلیق کی سب سے بڑی وجہ اور سبب محبت ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیاً میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا فَاَحْبَبْتُ مجھے محبت ہوگئی فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ بس میں نے مخلوق کو تخلیق کیا اور محبوب بنایا۔ پھر اِس محبوب کی خاطر کُل کائنات کو تخلیق کیا۔

کتابِ فطرت کے سرِ ورق پہ جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو لفظِ ہستی ابھر نہ سکتا وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا

اگر اُس ذات کو اپنے محبوب کے ساتھ محبت نہ ہوتی تو اس کائنات کا ایک بھی ذرہ معرضِ وجود میں نہ آتا۔ پھر فرمایا لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ رُبُوبِيَّةِ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو اپنے رب ہونے کا اظہار بھی نہ کرتا۔ گویا اس کائنات کی وجہ تخلیق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ اُس ذات کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت ہوگئی اور اس محبت کی وجہ سے ساری کائنات کو تخلیق کیا۔

Marfat.com

## حبیب اور کلیم میں فرق

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی یَا اِلٰہَ العٰلَمِیْنَ اِنَّا کَلِیْمُکَ وَ مُحَمَّدَ حَبِیْبُکَ وَمَا الفرقَ الْحَبِیْبِ وَالْکَلِیْمِ میں تیرا کلیم ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرا حبیب ہے۔ اِن دونوں میں کیا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا الکلیم برضٰی مولٰی کلیم وہ ہے جو مولیٰ کی رضا کا طلب گار ہو اور حبیب وہ ہے جس کی رضا اس کا مولیٰ چاہیے ولسوف یعطیق ربك فترضٰی کلیم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اور حبیب وہ جس سے اللہ محبت کرتا ہے کلیم وہ ہے جو طور سینا پر آئے اور عرض کرے رب ارنی اے اللہ مجھے اپنا جلوہ دکھا جواب آیا لن ترانی نہیں تو نہیں دیکھ سکتا اور حبیب وہ ہے جو اپنے بستر پر آرام فرما رہا ہو اور میں رب ہو کر پیغام بھیجوں کہ حبیبؐ میں تجھے ملنا چاہتا ہوں۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر نوازا گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ! جو مقام تو نے مجھے عطا کیا ہے کسی اور کو عطا نہیں کیا کیونکہ تو نے مجھے اپنے نور کی جھلک دکھائی' تو نے مجھے تو ریت عطا کی اور معجزات عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! ہم نے تیرے دل کو متواضع پایا اور یہ مقام عطا کر دیا پس زندگی کے آخری لمحے تک تو میری توحید اور میرے حبیب کی محبت پر قائم رہ۔ عرض کیا یا مولیٰ! کیا تیری توحید کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی ضروری ہے۔

فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام! اگر میں اپنے محبوبؐ اور اُس کی امت کو پیدا نہ کرتا تو نہ دن کو پیدا کرتا نہ رات کو' نہ سورج کو پیدا کرتا نہ ستاروں کو اور نہ فرشتوں کو اور اے موسیٰ علیہ السلام میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا اگر اپنا محبوب پیدا نہ کرتا۔

فرمایا لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ رُبُوبِيَّة اور اے محبوب اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو میں رب اپنے رب ہونے کا اظہار ہی نہ کرتا تو معلوم ہوا کہ اس کائنات کی بنیاد سرکار کی محبت ہے۔

Marfat.com

## اللہ کا محبوب

ترمذی شریف کی حدیث پاک میں ہے کہ صحابہ کرام مجلس لگا کر بیٹھے تھے اور انبیاء کرام کی تعریفیں کر رہے تھے کسی نے کہا آدم علیہ السلام صفی اللہ تھے نوح علیہ السلام نبی اللہ تھے ابراہیم علیہ السلام بڑی شان والے تھے وہ اللہ کے خلیل تھے کسی نے کہا موسیٰ علیہ السلام بڑی شان والے تھے وہ اللہ کے کلیم تھے ایک اور نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ تھے اسی اثناء میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور انبیاء کرام کی شانیں سُن کر فرمایا بے شک آدم صفی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ کلیم اللہ اور عیسیٰ روح اللہ تھے لیکن یاد رکھو وَاَنَا حَبِیْبُکَ وَلَا فَخْرَ میں اُس کا حبیب ہوں اور اس بات پر فخر نہیں کرتا۔ قیامت کے دِن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام اس کے سایہ کے نیچے ہوں گے اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہہ رہا۔ سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہو گی اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہہ رہا اور سب سے پہلے جنت کے کنڈے کو میں جنبش دوں گا اور اللہ تعالیٰ میرے لئے جنت کے دروازے کھول دے گا اور پھر مجھے اس میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ میری امت کے فقراء کا ایک جم غفیر ہو گا اور یہ بات میں بطور فخر یہ نہیں کہہ رہا ہوں میں تمام پہلے لوگوں اور پچھلے لوگوں سے زیادہ اللہ کی بارگاہ میں مکرم و محترم ہوں اور میں یہ بات فخریہ نہیں کہہ رہا بلکہ اظہار حقیقت کر رہا ہوں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد روزِ محشر کا     کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھلائی جانے والی ہے

اللہ تعالیٰ نے میدان حشر اس لیے قائم نہیں کیا کہ لوگوں کا حساب و کتاب کیا جائے اور دیکھا جائے کہ دُنیا کے امتحان میں کون پاس ہوا ہے۔ امتحان تو وہ استاد لیتا ہے جس کو بچے کی قابلیت کا پتہ نہ ہو۔ وہ ذات تو علیم بذات الصدور ہے۔ دِلوں کے چھپے ہوئے بھیدوں سے واقف ہے وہ تو انسانوں کے عمل کرنے سے بھی پہلے

Marfat.com

جانتا ہے کہ کونسا شخص کونسا عمل کرے گا نیک و بد اُسے پرکھنے کی ضرورت نہیں۔ اُسے انسانوں کی پیدائش سے پہلے کا علم ہے کہ ان میں سے کون جنتی اور کون جہنمی ہے۔ وہ جس کو چاہے جنت میں بھیج دے جس کو چاہے دوزخ میں بھیج دے اُسے کون پوچھنے والا ہے۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ (انبیاء:۲۳) قرآن اعلان کرتا ہے کہ وُہ جو کچھ کرتا ہے اُس سے کسی کو پوچھنے کی مجال نہیں۔ وُہ احکم الحاکمین ہے اُسے حساب و کتاب لینے کی ضرورت نہیں۔ بزمِ محشر کا انعقاد تو اُس نے اس لیے کیا ہے کہ قیامت کا دن ہو ساری مخلوق جمع ہو ہر ایک کی زبان پر نفسی نفسی کی صدا ہو اور میرا محبوبؐ مقامِ محمود کا تاج پہن کر تشریف لائے اور رب کے حضور سجدہ کر کے شفاعت کا دروازہ کھولے اور کل عالم پر عیاں ہو جائے گا کہ بزمِ محشر اللہ تعالیٰ نے محبوبؐ کی عظمت دکھانے کی خاطر منعقد کی ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد روزِ محشر کا
کہ اُن کی شان محبوبی دکھلائی جانے والی ہے

## پورا قرآن حضور ﷺ کی نعت ہے

پورا قرآن مجید سرکار کی تعریف و نعت ہے کسی جگہ آپ ﷺ کے چہرہء انور کی تعریف ہو رہی ہے تو کہیں آپ ﷺ کے چشمان مُبارک کی اور ایسے الفاظ کے ساتھ کہ اِن کی کوئی مثال نہیں ملتی فرمایا وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی اے محبوب تیرے چہرہ انور کی قسم جب تو اِس پر زلفیں سجاتا ہے ماذاغ البصر وما تغی ایسی حسین اور بے عیب آنکھیں جو نورِ مطلق کو بھی دیکھ کر نہ تو حد سے بڑھیں اور نہ چندھیائیں۔ اور کہیں زلفِ عنبریں کے متعلق فرمایا وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی کہیں قرآن پاک میں سرکار کے زمانے کی قسمیں اُٹھائی جا رہی ہیں والعصر محبوب قسم ہے تیرے زمانے کی اور کہیں سرکار کی جوانی کی قسمیں اُٹھائی جا رہی ہیں تو کہیں سرکار کو القابات یا ایھا المزمل 'یا ایھا لمدثر سے پکار رہا ہے۔ کہیں حضور ﷺ کے شہر کی قسمیں

Marfat.com

کھائی جارہی ہیں۔ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں نہیں اُٹھاتا اس شہر کی قسم اگرچہ اس میں آب زم زم ہے اس میں صفا مروی' مزدلفہ' مقام ابراہیم اور کعبۃ اللہ ہے ان تمام مقامات کا تقدس اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں اِس شہر کی قسم اِن مقامات کے باعث نہیں اٹھاتا ہوں بلکہ اس شہر کی قسم اس لیے اٹھاتا ہوں کہ یہ شہر تیرا مسکن ہے' تو اِس شہر میں پیدا ہوا' تو اس شہر کی گلیوں میں چلتا ہے اِس لیے تیری نسبت کے باعث اس شہر مکہ کی گلیوں کی قسم اٹھاتا ہوں۔

بعض مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (البلد:۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس شہر کی قسم نہیں اُٹھاتا کیونکہ تو نے اس شہر کو چھوڑ دیا ہے وَاَنْتَ حِلٌّ م بِهٰذَا الْبَلَدِ (البلد:۲) جب تیرا اس میں مسکن تھا' تو رہتا تھا تو میں قسم اُٹھاتا تھا اب تیرا مَسکن مدینہ ہے اس لیے میں شہر مکہ کی قسم نہیں اُٹھاتا۔

## مکہ مکرمہ کی فضیلت

مکہ مکرمہ مقدس اور عظیم شہر ہے اس میں کعبۃ اللہ ہے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی کئی نشانیاں ہیں۔ اس شہر کو سید البلاد اور بلد الامین کے القابات سے پُکارا گیا ہے ام الکتاب قرآن مجید کا اسی شہر میں نزول ہوا لیکن یہ ساری عظمتیں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے عطا کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو عظمت اور مراتب سے اس لیے مزین کر رکھا ہے کہ یہاں اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہونا تھی۔ شہر مکہ ولادت گاہ ہونے کے باعث دُنیا کے تمام شہروں سے افضل و برتر ہوا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥ بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر ہوا وہ مکہ ہے اور برکت والا اور سارے جہان کے لیے ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شہر میں اپنا برکت والا گھر اور ہدایت کا نور بھرا گھر بنایا اور انسانوں کی عبادت کے لیے یہ

Marfat.com

سب سے پہلا گھر ہے۔

دُنیا کے بتکدوں میں پہلا وُہ گھر خُدا کا
ہم پاسباں ہیں اُس کے وُہ پاسباں ہمارا

بیت اللہ شریف کی زیارت اور حج صاحبِ استطاعت مسلمان مرد و عورت پر اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیا۔ بیت اللہ کے ساتھ ساتھ مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کی اور بھی بے شُمار نشانیاں اور شعار ہیں۔

## مقام صفا و مروا

حرمِ کعبہ میں مقام صفا و مروا ہے۔ یہ وہ پہاڑیاں ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کی بندی حضرت ہاجرہ دوڑیں تھیں اگر چہ وہ پانی کی تلاش میں دوڑیں لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنی پیاری کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قیامت تک ہر حاجی کے لیے دوڑنا ضروری کر دیا اور اعلان فرمایا ان الصفا والمروہ منْ شعائر الله کہ یہ صفا و مروا صرف پہاڑیاں نہیں اس پر میری پیاری بندی کے پاؤں لگ جانے کے باعث اب یہ شعائر اللہ ہیں۔ ان پر دوڑے بغیر تمہارا حج ہر گز قبول نہیں ہو سکتا۔ بوڑھے ہو تو آہستہ دوڑو معذور ہو تو سواری میں دوڑو لیکن ہر کوئی اُسی طرح دوڑتا نظر آئے جس طرح میری بندی ہاجرہ دوڑی تھیں۔ جہاں تیز دوڑی تھیں وہاں تم نے بھی تیز دوڑنا ہے اور جہاں آہستہ دوڑیں تھیں وہاں تم نے بھی آہستہ دوڑنا ہے اور دوڑتے وقت جہاں ہاجرہ کی نظریں تھیں تمہاری بھی نظریں وہاں ہوں۔

## مقام ابراہیم

حکم ہے کہ مقامِ ابراہیم پر نفل پڑھو وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی کعبہ کے اندر جائے مسجود مقامِ ابراہیم ہے یہ وُہ جگہ ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں

Marfat.com

مُبارک کے نشان لگے ہوئے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ میں رہے۔ خانہ کعبہ تعمیر کیا اور بھی بے شمار پتھروں پر پاؤں رکھے ہوں گے سوال یہ ہے کہ قدم کے نشان صرف ایک پاؤں کے کیوں ہیں اس لیے کہ اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے محبوب کو مانگا تھا۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا اے اللہ ان میں رسول پیدا فرما۔ جس پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی دُعا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر پر نہ صرف حضرت ابراہیمؑ کے پاؤں کے نشانات لگا دیئے بلکہ قیامت تک اس پتھر کو متبرّک، مقدّس اور یادگار بنا دیا۔ نہ صرف یادگار بلکہ مومنوں کا قبلہ بھی بنا دیا۔

## آبِ زم زم

پھر حاجی کو وہ پانی پینے کا حکم ہے جو حضرت اسمٰعیلؑ کی ایڑی مُبارک سے نکلا تھا۔ یہ مبارک پانی ہر مرض کے لیے شفا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر کئی خوبیاں رکھی ہیں

## حجرِ اسود

کعبۃ اللہ کے طواف کے بعد حجر اسود کے چومنے کا حکم ہے۔ وُہ حجر اسود جس پر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی ہونٹ لگے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ جب حجر اسود کا بوسہ لینے لگے تو فرمایا اے حجر اسود! یہ مت سمجھ کہ عمر تیرا اس لیے بوسہ لے رہا ہے کہ تو جنتی پتھر ہے یا تو کوئی نفع ونقصان دے سکتا ہے۔ ہم نے پتھروں کی پوجا چھوڑ دی۔ یاد رکھ عمر تجھے اس لیے چوم رہا ہے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے بوسے لیے۔

## حج کا اجر وثواب

دوستو! ہر صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک دفعہ حج فرض ہے اگر کوئی بیماری یا ظالم حکمران مانع نہ ہو۔

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے گھر خانہ کعبہ کو ایک نظر دیکھا وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا جیسے اُسے اُس کی ماں نے ابھی جنا ہے۔

سیدنا ابنِ عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کر کے واپس آئے تو اس کا استقبال کرو اس کے ساتھ سلام و مصافحہ کرو پھر اُس سے بخشش کی دُعا کرواؤ کیونکہ وہ ایک بخشا ہوا شخص ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُس کے سارے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔

دوستو! جب انسان حج کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ دِل میں شدید خواہش اور محبت رکھے اور ہر وقت دُعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اُسے حج نصیب فرمائے۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا جو حج کی استطاعت رکھتا ہو اور پھر حج نہ کرے وُہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔ اُس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ بدنصیب ہے وہ شخص جو استطاعت بھی رکھے اور پھر اتنی بڑی نعمت سے محروم رہے۔ اگر کوئی حج کی استطاعت نہ رکھتا ہو پھر دل میں خواہش و تمنا رکھے اس پر اللہ تعالیٰ اُسے اجر و ثواب عطا فرمائیں گے۔

ایک آدمی رات کو سوتے وقت تہجد کی نیت کرے پھر وقتِ تہجد تک اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں درج کرتے رہو کیونکہ اس نے میری عبادت کی نیت تو کی ہے اور اگر وُہ خوش قسمت اس پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے تہجد پڑھ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے ایک نماز کے بدلے سات سو گنا ثواب عطا کرتا ہے۔ اس لیے ہمیں ہر حال میں حج کی نیت کرنی چاہیے عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرما دے اور زندگی میں موقع نہ بھی ملے پھر بھی اس مہربان رحیم خدا پر یہ امید رکھنی چاہیے کہ نیت کے باعث حج کا ثواب عطا فرما دے۔

میرے آقا ﷺ نے فرمایا جو شخص حرم میں داخل ہو گیا وُہ جہنم سے امان پا گیا پھر فرمایا جو آدمی کعبہ شریف میں ایک لمحہ کی گرمی برداشت کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے جہنم سے دو سال کی مسافت پر دور کر دے گا۔ فرمایا جو شخص حرم کعبہ میں ایک نماز پڑے گا اُسے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملے گا۔ میرے حضور ﷺ نے فرمایا قیامت والے

Marfat.com

دن حجر اسود اور مقام ابراہیم اِس شان کے ساتھ آئیں گے کہ اِن کی دو آنکھیں' دو ہونٹ' اور دو زبانیں ہوں گی اور جنہوں نے ان کا حق پورا ادر کیا ہوگا یہ اُن کی گواہی دیں گے اور اُنہیں جنت میں لے جائیں گے

امام غزنی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں حشر کے دِن حرم کعبہ اس شان کے ساتھ نمودار ہوگا کہ جس نے اس کی زیارت کی ہوگی وُہ اس کے پردوں کے ساتھ لٹکے ہوں گے اور یہ اُنہیں جنت میں لے جائے گا۔

## حکایت

ایک دُرویش حج پر جانے لگا تو اُس کے بیٹے نے پوچھا ابا جان کہاں جا رہے ہو۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کے لیے جا رہا ہوں۔ بچے کے دل میں خیال آیا کہ اگر وہاں اللہ کا گھر ہے تو گھر والا بھی ضرور موجود ہوگا۔ جس کے گھر جائیں تو گھر والے سے بھی ملاقات ضرور ہوتی ہے۔ کیوں نہ ماں باپ کے ساتھ جا کر اللہ تعالیٰ کی زیارت کی جائے۔ وہ لڑکا بھی ماں باپ کے ساتھ حج کے لیے تیار ہو گیا۔ باپ نے بہت سمجھایا کہ تم چھوٹے ہو راستہ بہت کٹھن ہے۔ ہجوم میں بے حد تکلیف اُٹھانا پڑے گی اور تم پر ابھی حج فرض بھی نہیں۔ لیکن بچے نے کہا میں ہر حال میں ضرور جاؤں گا۔ دونوں باپ بیٹا سفرِ حج پر روانہ ہو گئے۔ ایک مدت کے بعد مکہ شریف پہنچے۔ حرم پاک میں داخل ہوئے' خانہ کعبہ کا طواف وزیارت کی تو اُسی وقت درویش کا لڑکا غش کھا کر گر پڑا' بے ہوش ہو گیا اور اسی دروان اُس کی جان پرواز کر گئی۔ درویش کو بے حد صدمہ ہوا اور مالک سے مخاطب ہو کر بولا۔ یا اللہ تو رحیم و کریم ہے تیری رحمت کے سمندر اور کرم کے چند قطرے مانگنے آئے تھے یہ کیسا کرم و رحم تھا کہ بچے کی جان لے لی۔ غیب سے ندا آئی اے میرے بندے! تو میرے گھر کو دیکھنے آیا تھا اور تو نے زیارت کی میں نے تیرے گناہ بخش دیے۔ تیرا بچہ گھر والے کو دیکھنے آیا تھا اُسے نیکیوں اور ثواب و بخشش سے کوئی غرض نہ تھی سو میں نے اُسے بھی خالی نہ لوٹایا اپنے دیدار کے لیے اسے اپنے پاس بُلا یا لیا۔

مولانا روم فرماتے ہیں۔

Marfat.com

حج و زیارت کردن خانہ بود      حج رب بیت مردانہ بود

(حاجی کعبہ اللہ کی زیارت کے لیے جاتے ہیں لیکن مرد قلندر کعبہ کے مالک کی زیارت کے لیے جاتے ہیں)۔

دوستو! حج کا مہینہ آنے والا ہے کچھ لوگ حج پر چلے گئے ہیں اور کچھ جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کے اندر شوق و جذبہ پیدا کرے اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اپنے گھر کی زیارت نصیب کرے۔ بدبخت ہے وہ انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت عطا فرمایا ہے، جو صاحب استطاعت ہے لیکن حج ادا نہیں کرتا۔ اس فرض کو ادا نہیں کرتا اور یہ سمجھتا ہے کہ مال خرچ کرنے میں خسارا پڑ جائے گا مال میں کمی ہو جائے گی۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرے گا حج کرے گا تو اس طرح گناہوں سے پاک ہو جائے گا جس طرح سونا چاندی اور لوہا بھٹی میں داخل ہو کر میل سے پاک ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اُس کی محتاجی ختم کر دے گا۔

دوستو! جو آدمی حج کرتا ہے گھر بار چھوڑ کر مکہ شریف حاضری دیتا ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مدینہ دیکھنا اُس کو نصیب ہوتا ہے تو اللہ کا مہمان بن جاتا ہے۔ دنیا کی رسم ہے کہ ہر کوئی اپنے مہمان کا خیال رکھتا ہے اُس کی خواہش پوری کرتا ہے اُسے خوش وخرم رکھتا ہے۔ کتنا خوش نصیب ہے وُہ شخص جو رب تعالیٰ کا مہمان بن جاتا ہے۔ اب رب تعالیٰ اُس کی خواہش پُوری کرتا ہے اُس کی دعائیں پوری کرتا ہے وُہ جو کچھ مانگے اُسے عطا کرتا ہے۔

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صاحب استطاعت ہو کر حج نہ کرے بلاشبہ یہودی ہو کر مرا یا نصرانی۔ اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

دوستو! کلمہ پڑھنے والا مسلمان ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کہلاتا ہو مال و دولت میں کمی نہ ہو صحت و تندرست ہو اور پھر بھی بیت اللہ کا حج نہ کرے تو بلاشبہ نصرانی اور یہودی ہو کر مرے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے اُس کا کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے گھر کی زیارت نصیب فرمائے۔

Marfat.com

# لیلۃ القدر

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ٥ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ٥ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ٥ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ ٥ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ٥

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ۔

میرے دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

سب تعریفیں اُس ذاتِ پاک وحدہٗ لاشریک کے لیے ہیں لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (الشوریٰ: ۱۰۳) جس کی مثال شے نہیں۔ لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ (الانعام: ۱۰۳) جس کوئی آنکھ احاطہ نہیں کر سکتی۔ ہزاروں درود اس کے حبیب احمد مجتبیٰ شافع روزِ جزا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات برکات پر۔

اس کی ذاتِ کریمی کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے رمضان المبارک کا جمعۃ الوداع اپنے گھر میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

دوستو! آپ جانتے ہیں کہ یہ مہینہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ بڑی برکت والا مہینہ ہے یہ ہمارے پاس مہمان کی حیثیت سے آیا ہے۔ اب اس کی واپسی کی تیاریاں شروع ہیں۔ اس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت، اور تیسرا جہنم سے

Marfat.com

آزادی ہے۔سرکارِدو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔سرکش شیاطین کو قید کرلیا جاتا ہے۔اگراس مہینے میں کوئی نفل پڑھے تو اس کو فرض کے برابر ثواب ملتا ہے۔اورکوئی فرض ادا کرے تو اس کوستر فرضوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔اس مہینے میں تھوڑا سا عمل بھی زیادہ نیکیوں کا سبب بنتا ہے۔اب یہ مبارک مہینہ ہم سے بچھڑ رہا ہے۔آج جمعۃ الوداع ہے لہٰذا وہ جنت کے دروازے جو اس مقدس مہینے کے باعث کھلے رہتے تھے۔ماہ رمضان ختم ہوتے ہی بند کر دیئے جائیں گے۔یہ رمضان شریف کی چند گھڑیاں ہیں ان کو غنیمت سمجھو۔آخری دنوں اور آخری عشرہ کی برکتوں سے خوب فائدہ اٹھاؤ کیا خبر کہ پھر ہماری زندگی میں رمضان آئے گا یا نہیں۔حضرت عمرؓ عید کے دن رو رہے تھے کسی نے کہا امیر المومنین آج خوشی کا دن ہے آپؓ رو رہے ہیں۔فرمایا ھٰذا عید وھذا وعید عید تو اس کے لئے ہے جس کا یار راضی ہے۔اور جس سے اس کا مالک ناراض ہے اس کی عید بھی وعید ہے۔میں رو رہا ہوں پتہ نہیں میرا مالک مجھ سے خوش ہے یا نہیں

ماہ رمضان اتنا مقدس مہینہ ہے،اتنی برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ ہے،ایسا دریا ہے جو خود چل کر ہمارے پاس آتا ہے ہمیں سیراب کرتا ہے،گناہ بخشواتا ہے،نیکیاں عطا کرتا چلا جاتا ہے۔خانہ کعبہ کے حج سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔مگر خانہ کعبہ جانا پڑتا ہے رقم خرچ کرنا پڑتی ہے۔راستے کی تکلیف اٹھانا پڑتی ہے۔قربان جائیں اس مہینہ پر جو خود ہر سال ہمارے گھر آکر اللہ کی رحمتوں میں سے ہمیں حصہ عطا کرتا ہے۔

دوستو! یہ ایک ٹریننگ کا مہینہ ہے جس طرح فوجیوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے ان کی تربیت کی جاتی ہے کہ ان کو لڑائی میں یہ تربیت و مہارت کام دے۔رمضان المبارک انسان کے لئے تربیت و ٹریننگ کا مہینہ ہے۔ماہ رمضان میں عشاء کی نماز

Marfat.com

کے علاوہ بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی ہے۔اس میں ہم قرآن سنتے ہیں۔کافی دیر کھڑے رہتے ہیں۔اس تربیت کا یہ اثر ہوتا ہے، کہ ماہ رمضان کے بعد عشاء کی نماز ہلکی اور آسان معلوم ہوتی ہے اسی طرح جب ہم دن میں روزے رکھتے ہیں، کوئی چیز کھاتے پیتے نہیں تو یہ صبر اور ضبط اور حرام چیزوں سے رکنے کی ٹریننگ ہوتی ہے ماہ رمضان کے بعد حرام چیزوں سے رکے رہنے، اپنے نفس کو روکنا۔صبر اور ضبط کے مظاہرے کی جو ہمیں تربیت ملی ہوتی ان پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔کچھ لوگ اس طرح کرتے ہیں کہ اس ٹریننگ کو ضائع کر دیتے ہیں۔رمضان گیا تو مسجد میں آنا چھوڑ دیا۔نماز گئی، عبادتیں گئیں، جمعہ گیا، ہر عمل چھوڑ دیا۔تو اس ٹریننگ کا کوئی فائدہ ان کو حاصل نہیں ہوتا۔ماہ رمضان کے آخری عشرہ جہنم سے خلاصی ہے۔اس میں ایک رحمتوں والی رات لیلۃ القدر ہے اس رات کی تلاش کے لئے اعتکاف بیٹھنا سنت ہے اور اس اعتکاف کی بڑی فضیلت ہے ماشاء اللہ آستانہ عالیہ پر ۴۵ پیر بھائی اعتکاف بیٹھ ہوئے ہیں، اعتکاف کرنے والے کو معتکف کہتے ہیں۔جب آدمی گھر بار چھوڑ کر سب کچھ چھوڑ کر اللہ کے گھر اس کا مہمان بن جاتا ہے تو اللہ بھی فرماتا ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ، جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کو ہو گیا۔مَنْ لَہُ فَلَہُ الْمَوْلیٰ فَلَہُ الْکُلُّ اور جس کا مولیٰ گیا اس کا سب کچھ گیا۔

حضرت امام حسینؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا اس کو ایک حج اور ایک مقبول عمرے کا ثواب ملتا ہے۔جن اعمال میں وہ اعتکاف کے باعث محروم رہتا ہے مثلاً کسی کی عیادت نہیں کر سکتا، کسی کے جنازہ میں شریک نہیں ہو سکتا اور کئی ایسے اعمال اعتکاف کے باعث نہیں کر سکتا جو دوسرے لوگ عمل کرتے ہیں، کسی کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں کسی کی عبادت کرتے ہیں، خانہ کعبہ میں عمرہ کرتے ہیں، حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں، جو آدمی مسجد میں

Marfat.com

اعتکاف کی نیت سے بیٹھا ہے اس کو بھی ان لوگوں کے اعمال کے برابر ثواب مل جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرا مہمان ہے اور جن اعمال سے یہ محروم رہا ان کا ثواب اس کے نامہ ءاعمال میں درج کردو۔

حضور ﷺ نے فرمایا جس نے ایک دن اعتکاف کیا اس کے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ تین خندقیں بنادے گا اور ایک خندق کا فاصلہ اتنا ہے جتنا کہ زمین اور آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔اس آخری عشرہ کی سب سے بابرکت رات لیلۃ القدر ہے۔فرمایا

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۝ بے شک ہم نے لیلۃ القدر کو نازل کیا وَمَآ اَدۡرٰكَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۝ تم کیا جانو کہ لیلۃ القدر کیا ہے۔لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ۝ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ اس میں فرشتے اور روح الامین زمین پر اترتے ہیں مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ سَلٰمٌ سراسر سلامتی ہے یہ رات هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۝ طلوع صبح تک مفسرین کرام نے اس کا نشان نزول لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شمعون نامی شخص تھا حضور ﷺ نے فرمایا اس نے اسی سال اللہ کی راہ میں جہاد کیا دن کو روزہ رکھا اور رات کو دعبادت کی صحابہ کرامؓ کو بڑا تعجب ہوا پھر حضور کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بنی اسرئیل کے لوگوں کی عمریں زیادہ تھیں اس لئے وہ اسی سال تک لگا تار جہاد کر سکتے تھے۔ہماری عمریں تو بہت کم ہیں کچھ حصہ بچپن میں، کچھ روزی کے لئے اور کچھ بال بچوں میں گزر جاتی ہے۔قیامت کے دن وہ نیکیوں میں ہم میں سے بڑھ جائیں گے سرکارِ دو عالم ﷺ کے چہرے پر تفکر کے اثرات نمودار ہوئے جبرائیل امین یہ سورۃ مبارک لے کر حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تمہاری امت کو ایک ایسی رات عطا فرمائی ہے کہ اس کی عبادت اسی سال سے بھی زیادہ افضل

ہوگی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس رات جبرائیل امین ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر آتے ہیں اُن کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہوتا ہے اسے خانہ کعبہ کی چھت پر گاڑتے ہیں پھر فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ زمین میں پھیل جاؤ جو آج کی رات عبادت کر رہا ہے، ذکر کر رہا ہے، اس کے ساتھ شامل ہوا جاؤ۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس رات فرشتے ذکر کرنے والوں کے ساتھ مصافہ کرتے ہیں۔ جس کے ساتھ مصافہ کرتے ہیں اس کے سینے میں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ فجر کے وقت طلوعِ آفتاب سے پہلے تمام فرشتے پھر خانہ کعبہ میں جمع ہوتے ہیں۔ جبرائیل امین سے پوچھتے ہیں آج کی رات اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی امت کے ساتھ کیا سلوک فرمایا ہے جبرائیل امین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے لوگوں کے علاوہ سب کو بخش دیا ہے۔ صحابہ اکرامؓ نے چونک کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ تین قسم کے لوگ کون ہیں۔ فرمایا ایک وہ جو قطع تعلق کرتا ہے، جو شراب کا عادی ہے، جو والدین کا نافرمان ہے۔ اس بخشش بھری رات میں بھی اِن بدبختوں کی بخشش نہیں ہوتی۔

حضور نے فرمایا لیلتہ القدر کی رات کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ بزرگانِ دین اور اولیائے کاملین ہمیشہ اس رات کے متلاشی رہے ہیں۔ حضور غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ شب قدر ستائیسوں کی رات ہوتی ہے۔

شاہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ لیلتہ القدر کے نو (۹) حرف ہیں اور اس سورت میں تین (۳) مرتبہ لیلتہ القدر کے الفاظ آئے ہیں لہذا اگر نو (۹) کو تین (۳) ضرب دیا جائے تو ستائیس بنتا ہے اس لیے لیلتہ القدر ستائیسویں کی رات ہوتی ہے۔

علمائے کرام نے یہ بھی لکھا ہے یہ آخری عشرہ کی کسی بھی طاق رات میں ہو سکتی ہے اور ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اس رات کی نشانیاں یہ ہیں کہ رات نہ تو زیادہ گرم

Marfat.com

ہوتی ہے اور نہ ہی ٹھنڈی ۔اس رات کو کڑوے پانی میٹھے ہو جاتے ہیں ۔رات کو ستارے نہیں چھوٹتے ، کتے نہیں بھونکتے اور یہ رات بڑی پُرسکون ہوتی ہے۔اس رات کی کئی عبادات ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص لیلۃ القدر کی رات ۲۵ مرتبہ سورۃ قدر پڑھے گا اُس کو چھے سو ساٹھ رمضان المبارک کا ثواب ملے گا۔فرمایا جو شخص اس رات کو سورۃ قدر دس بار اور قُل شریف سو مرتبہ پڑھے گا اس کو دس حج کا ثواب ملے گا۔مشائخ کرام نے اس رات کی کئی اور بھی عبادات بتائی ہیں۔

حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا جو اس رات کو سو رکعت نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دس دفعہ قُل شریف پڑھے۔اللہ تعالیٰ اُس پر ستر مرتبہ نگاہِ رحمت کرتے ہیں اور ہر نگاہ میں اس کی ستر حاجات پوری کرتے ہیں اور کم سے کم حاجت یہ ہے کہ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

اس رات کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں قُرآن مجید نازل ہوا۔قُرآن مجید بلاشبہ ایک کامل، اکمل، مکمل اور جامع کتاب ہے اور نورِ مبین ہے۔انسانوں کے لیے ہدایت ہے۔قُرآن مجید لاریب کتاب ہے۔اس کے زبر زیر اور کسی ایک حرف میں آج تک تبدیلی نہیں آئی۔یہ اللہ کا کلام ہے۔

قرآن مجید نے نہ ماننے والوں کو ایک چیلنج کر رکھا ہے فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ لے آؤ ایک صورت بنا کر قرآن جیسی وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ بلا کر لے آؤ اپنے حمایتیوں کو، جمع ہو جائیں کُل دھرتی کے کافر اور ایک سورۃ بنا کر لے آئیں فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا تم نہیں لاسکو گے ہرگز نہیں لا سکو گے۔آج چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزر گیا ہے، قُرآن مجید نے جو چیلنج کیا تھا آج تک کوئی ایک سورۃ تو کیا ایک آیت تک نہیں لاسکا۔

ماہِ رمضان سب مہینوں کا سردار ہے۔قُرآن مجید سب آسمانی کتابوں کا

Marfat.com

سردار ہے اور شب قدر تمام راتوں کی سردار ہے۔ اور جس پر یہ قرآن اترا وہ تمام انبیاء کے سردار ہیں اور جس امت کو یہ رات عطا کی گئی وہ تمام امتوں کی سردار ہے۔

دوستو! شب قدر انعام کی رات ہے، عبادت کی رات ہے، اس کو سو کر نہ گزار دینا۔ جس رات زمین و آسمان کا بادشاہ عام بخشش کا اعلان کر رہا ہو اس رات وہ اپنی بخشش کے خزانوں کے منہ کھول کر یہ اعلان کرتا ہے کہ ہے کوئی میں اس کی بخشش کروں، ہے کوئی معافی مانگنے والا میں اسے معاف کروں۔ ایسی انعام والی رات میں بستر پر سو جانا بڑی بدبختی ہے۔ حضرت عباسؓ کو میرے آقا ﷺ نے فرمایا! چچا میں آپ کو ایسا عمل نہ بتاؤں کہ آپ کے سارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں۔ انہوں نے عرض کیا ضرور بتائیں۔ فرمایا اس رات چار رکعت نماز صلوۃ التسبیح پڑھ لیا کرو اللہ تعالیٰ تمہارے سارے گناہ معاف فرما دے گا۔

وَمَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ

Marfat.com

# بابِ چہارم

# تصوّف

Marfat.com

کسی بے کس کو اے بے داد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اس کو گر مارا تو کیا مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے کافر کو مارا نفسِ امّارہ کو گر مارا

Marfat.com

# خسارے کی زندگی

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِی خُسْرٍ o اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ وَ عَمِلُوالصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْ بِالْحَقِّ o وَ تَوَاصَوْ بِالصَّبْرِ o صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

میرے دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

سب تعریفیں اُس ذات پاک وحدہٗ لاشریک کی ہیں لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (الشوریٰ:۱۱) جس کی مثال کوئی شئے نہیں اور ہزاروں درود اُس پیارے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے مثل اور بے مثال پیدا فرمایا ہے۔ اُس ذاتِ کریمی کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے اپنے گھر میں حاضر ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ یہ اُس کا فضل، اُس کا کرم اور اس کی مہربانی ہے کہ ہم اُس کے گھر میں حاضر ہوئے ہیں۔

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

اس ساری کائنات کا نظام، اس کے کرم، اس کی رحمت اور اس کی مہربانی سے چل رہا ہے۔ اگر ایک لمحہ کے لیے بھی اُس کی رحمت، اُس کا کرم اور اُس کی مہربانی

Marfat.com

شاملِ حال نہ ہو تو دُنیا کی کوئی چیز انسان کو فائدہ نہ دے سکے۔ یہ سورج جو توانائی کا اہم ذریعہ ہے اور ہماری زندگی کا لازمی حصہ ہے اس کے بغیر زمین پر زندگی محال ہے۔ لیکن یہ سورج محض اس لیے اللہ کی مخلوق کے لیے فائدہ مند ہے کہ اس میں اللہ کی رحمت شامل ہے اگر اس کی کرنوں سے اللہ اپنی رحمت نکال لے تو یہ سُورج کی تپش مخلوق کے لیے عذاب بن جائے اور ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دے۔ ہوا انسانی زندگی کے لیے سب سے ضروری ہے اس کے بغیر جینا مُشکل ہے۔ یہ ہوا اس لیے فائدہ مند ہے کہ اس میں اللہ کا فضل اور رحمت شامل ہے۔ اگر اس میں سے اللہ اپنی رحمت کو نکال دے تو یہ ہوا طوفان بن کر مخلوق کے لیے عذاب بن جائے۔ کہا جاتا ہے کہ پانی سے ہی زندگی ہے۔ پانی کے بغیر کسی بھی زندگی کا تصّور ناممکن ہے مگر یہ اس لیے زندگی بخشتا ہے کہ اس میں اللہ کی رحمت شامل ہے اگر اس میں سے ایک لمحہ کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نکال دیں تو یہی پانی سیلاب بن کر مخلوق کی تباہی کا سبب بن جائے۔ گویا نظامِ ہستی محض اللہ کی رحمت اور فضل سے جاری وساری ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ایک بچھو دیکھا جو دریا کی طرف جا رہا تھا۔ میں اس کے پیچھے چل پڑا کہ دیکھیں یہ کہاں جاتا ہے۔ بچھو دریا کے کنارے پر آیا۔ ایک مینڈک دریا کے کنارے میں سے نکلا۔ بچھو اس کے اوپر سوار ہو گیا۔ میں نے ایک کشتی لی دیکھیں یہ عجب نظارہ کیا ہے۔ مینڈک اور اس کی پشت پر ایک بچھو سوار ہے۔ یہ کہاں جاتا ہے، کیا مقصد ہے؟ میں کشتی میں دریا عبور کرتا رہا اور مینڈک بچھو کو اُٹھائے ہوئے تیرتا رہا۔ مینڈک نے بچھو کو دوسرے کنارے پر اتار دیا۔ میں بھی کنارے پر اتر گیا۔ بچھو چل پڑا۔ میں اس کے پیچھے ہولیا۔ آگے جا کر دیکھا ایک شرابی شراب پی کر نشے میں دُھت پڑا ہے۔ اس کو اپنی کوئی خبر نہیں۔ منہ سے جھاگ بہہ رہی ہے۔ اس کے سرہانے ایک سانپ آپہنچا ہے جو اسے ڈسنے والا ہے۔ وہ بچھو فوراً سانپ پر

Marfat.com

چھٹااس کی دُم پر کاٹا۔سانپ موقعے پر ہلاک ہو گیا۔شرابی سانپ کے ڈسنے سے بچ گیا۔میں نے اپنے مالک کی بارِگاہ میں عرض کیا اے مولا! تو کتنا کریم ہے،تو کتنا مہربان ہے ایک شرابی بدکار اور گناہگار کو بچانے کے لیے تو نے کتنا بڑا انتظام کیا۔ایک بچھو کو مینڈک پر سوار کر کے یہاں تک لایا اور اس کو سانپ سے بچایا۔

سدا آئی اے میرے بندے! میں رحیم و کریم ہوں۔میں صرف نیکوکاروں کی حفاظت نہیں کرتا میں بدکاروں، گناہگاروں کے لیے بھی رحمان ورحیم ہوں۔ان کی بھی حفاظت کرتا ہوں۔

اگر اس کی رحمت شاملِ حال نہ ہو تو دنیا کا نظام ایک لمحہ کے لیے بھی نہ چل سکے۔حضرت سیدنا عمر فاروقؓ ایک دن گلی سے گزر رہے تھے۔سامنے دیکھا کہ ایک شرابی ہاتھ میں بوتل لیے شراب پی رہا ہے۔آپؓ نے اسے دیکھ لیا۔شرابی نے بھی حضرت عمرؓ کو دیکھ لیا۔آپؓ اس کی طرف کوڑا لہراتے ہوئے چل پڑے کہ ایک شرابی کی یہ جرات کہ رسول اللہ ﷺ کے شہر میں کھلے عالم شراب پیئے اور وہ بھی عمرؓ کے دور میں شرابی نے آپؓ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔خوف میں مبتلا ہو گیا۔ہاتھ کانپنے لگے۔دل لرزنے لگا۔وہ جانتا تھا کہ یہ وہی عمرؓ ہے جس نے اپنے بیٹے کو شراب پینے کے باعث اپنے ہاتھوں سے کوڑے مارتے مارتے مار دیا وہ مجھے کیسے چھوڑے گا۔ آپؓ کوڑا لہراتے لہراتے اُس کے قریب ہوتے چلے جاتے تھے۔شرابی پر خوف بڑھتا جا رہا تھا۔اس حال میں شراب کی بوتل اس ک ہاتھ سے گر پڑی۔وہ اپنے مالک سے مخاطب ہو کر کہتا ہے یا اللہ! آج اگر عمرؓ سے بچا لے تو پھر زندگی بھر شراب نہیں پیوں گا۔حضرت عمرؓ قریب آئے۔فرمایا کیا پی رہا ہے۔شرابی خاموش رہا۔آپؓ نے فرمایا بتا کیا پی رہا ہے اس نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا دودھ۔آپؓ نے فرمایا دودھ؟ اُٹھا یہ بوتل۔اُس نے بوتل اُٹھائی۔حضرت عمرؓ نے دیکھا تو بوتل میں شراب کا رنگ سفید

Marfat.com

تھا۔ سونگھا تو دودھ کی خوشبو تھی۔ حیران ہوئے کہ یہ واقعی دودھ ہے۔ فرمایا کیا پی رہا تھا۔ اُس نے کہا جناب دودھ۔ آپؓ نے فرمایا اگر دودھ پی رہا تھا تو ڈرتا کیوں ہے۔ سچ سچ بتا کہ کیا پی رہا تھا۔ اُس نے کہا جناب دیکھ لیجیے دودھ ہے۔ آپؓ نے فرمایا اب دودھ ہے بتا اس سے پہلے کیا تھا۔ اس نے کہا شراب۔ آپؓ نے فرمایا تجھے اللہ کی قسم! بتا کہ یہ شراب دودھ میں کیسے بدلا۔ اس نے کہا میں شراب پی رہا تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ آپؓ مجھے نہیں چھوڑیں گے۔ میں نے اپنے مالک سے دُعا کی میرے مالک نے شراب کو دودھ میں بدل دیا۔

مولانا روم فرماتے ہیں اس وقت صدا آئی

بندۂ مارا مکن رسوا عمرؓ پردہ اش برادر را ز او مدر

نام دارم ائے عمرؓ من ظلمعن از دُعا کردن خُمر شیریں لبن

ائے عمرؓ! میرے بندے کو رسوا نہ کر۔ میں نے اس کی توبہ قبول کی اور شراب کو دودھ میں بدل دیا۔ تو اس کے پردے کو فاش نہ کر۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تیرا مالک بڑا کریم ہے اس نے تجھے بچالیا ورنہ آج تجھے عمرؓ ہرگز نہ چھوڑتا۔

ہندوستان کے ایک بادشاہ نے اپنی انگوٹھی میں یہ شعر لکھوایا ہوا تھا۔

یا الٰہی تو کریمی و رسول تو کریم صد شکر ہستیم میانِ دو کریم

یا الٰہی تو کریم ہے اور تیرا رسول بھی کریم ہے۔ تیری ذات کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں گناہ گار تم دونوں کریموں کے درمیان آ گیا ہوں۔ وہ اس انگوٹھی کو پہنے رکھتا اور ہر وقت دیکھتا رہتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا الٰہی مجھے اس دنیا میں دوزخی بندے دکھا۔ فرمایا دریا کے کنارے پر ایک دھوبی اور اس کی بیوی

Marfat.com

لوگوں کے کپڑے صاف کر رہے تھے۔آپؑ نے اُنہیں دیکھ کر عبرت پکڑی کہ یہ گناہ گار ہیں اور یہ دوزخ کا ایندھن ہیں۔اپنے مالک سے عرض کی یا اللہ! مجھے جنتی آدمی دکھا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا جاؤ اسی دریا کے کنارے۔جا کر دیکھا تو وہی دھوبن اور دھوبی بیٹھے تھے۔آپؑ انہیں دیکھ کر حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔کل میں نے عرض کی کہ یا اللہ مجھے دوزخی دکھا تو پھر وہی دکھائے گئے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے قریب گئے۔ فرمایا میں اللہ کا پیغمبر ہوں۔کل تک تم دوزخی تھے۔مجھے بتاؤ ایک رات میں تم نے کون سا عمل کیا جو تم دوزخی سے جنتی بن گئے۔اُنہوں نے کہا کہ ہم نے اور تو کوئی عمل نہیں کیا رات کو ہم سوئے ہوئے تھے میں نے اپنے خاوند سے پوچھا بتا سب سے بڑی چیز کیا ہے۔اُس نے کہا زمین و آسمان۔میں نے کہا ان سے بڑی چیز کیا ہے۔اس نے کہا میرے گناہ۔میں نے کہا تیرے گناہوں سے بڑی چیز کیا ہے۔اس نے کہا اللہ کی رحمت۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تیرے خاوند کے ان الفاظ نے تجھے ایک رات میں جنتی بنا دیا۔رحمتِ حق بہانہ می جوید۔اللہ کی رحمت بہانے تلاش کرتی ہے کہ میرا بندہ میری طرف رجوع کرے کہ کسی طرح میں اس کے سارے گناہ معاف کروں۔

قُرآن مجید کی ایک مختصر سی سُورت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔کہنے میں تو قُرآن کی یہ سب سے چھوٹی سُورت ہے۔لیکن امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہ سُورۃ اتنی جامع ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ کوئی اور سورۃ نہ بھیجتا تو ایمان والوں کے لیے یہی سُورۃ کافی تھی۔

قرآن مجید کا یہ اعجاز ہے کہ اس نے اس چھوٹی سی سورۃ میں علم کا سمندر سمو دیا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالْعَصْرِ قسم ہے عصر کی۔مفسرین کرام نے عصر کے دو معنی لیے ہیں۔فرمایا عصر سے مُراد نمازِ عصر ہے جس کو دین اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔قُرآن مجید میں آتا ہے حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا

لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ○ (البقرۃ:۲۳۸) درمیانی نماز کی حفاظت کرو۔

درمیانی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے۔ عصر کے بعد فرشتوں کی ڈیوٹی تبدیل ہوتی ہے۔ رات والے فرشتے آتے ہیں۔ دن والے فرشتے جاتے ہیں۔ جب دِن والے فرشتے واپس جاتے ہیں اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے بتاؤ جب تم زمین سے واپس آئے تو میرا بندا کیا کرر ہا تھا۔ تو عرض کرتے ہیں مالک عصر کی نماز پڑھ رہا تھا اور جب رات والے فرشتے واپس آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے جب تم زمین پر گئے تو میرا بندہ کیا کر رہا تھا فرشتے عرض کرتے ہیں مالک عصر کی نماز پڑھ رہا تھا اس طرح دونوں فرشتوں کے رجسٹر میں عصر کی نماز پڑھنے والے کی حاضری لگتی ہے۔

دوسرا یہ کہ حدیث مبارک میں آتا ہے۔ جب انسان کو قبر میں اُٹھایا جاتا ہے تو اسے عصر کا وقت معلوم ہوتا ہے چاہے وہ جس وقت بھی دفن کیا گیا ہو۔ اگر وہ نماز کا پابند ہے تو آنکھ کھولتے ہی فرشتوں کو کہتا ہے مجھے نیند آ گئی تھی ۔ سورج غروب ہونے والا ہے۔ تم سے باتیں بعد میں کروں گا۔ مجھے نماز پہلے پڑھ لینے دو۔ جب وہ آدمی نماز کی تیاری شُروع کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فرشتو! اس سے کیا پوچھتے ہو اس کی توحید بھی مکمل ہے۔ اور رسالت پر بھی ایمان ہے اور اس کا دین کامل ہے۔

تیسرا یہ کہ عصر کے وقت انسان کو دن بھر کے کام سمیٹنا ہوتے ہیں یہ وہ وقت ہوتا ہے جب انسان خدا کی یاد سے غافل ہوسکتا ہے اگر عصر کے وقت بھی وہ اللہ کی عبادت کرے، نماز پڑھے تو اس کا شمار غافلوں میں نہیں ہوتا۔

بعض مفسرین کرام نے عصر سے مراد زمانہ لیا ہے۔ اور فرمایا جس زمانے کی اللہ قسم اٹھا رہا ہے وہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔ کیونکہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہی سب سے اعلیٰ و افضل ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر القرونِ قرنی میرا زمانہ سب زمانوں سے افضل ہے پھر اس کے بعد، پھر اس کے بعد، پھر اس کے بعد۔

Marfat.com

جو زمانہ حضور ﷺ کے جتنے قریب ہوگا وہ دوسرے زمانوں سے افضل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی اور بھی قسمیں اُٹھائی ہیں۔ ایک جگہ فرمایا اے حبیب تیری عمر کی قسم اور جگہ فرمایا۔ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ٥ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ٥ (البلد:۱-۲) اے محبوب ﷺ! میں اس شہر کی قسم نہیں اُٹھاتا اور اس لیے اُٹھاتا ہوں کہ یہ شہر تیرا مسکن ہے۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ٥ اور تیرے والد کی قسم اور تیرے جدّ امجد کی قسم۔ ایک اور جگہ فرمایا فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (النساء:٦٥) قسم ہے تیرے رب کی وہ ساری کائنات کا رب ہے لیکن قسم محمد عربی ﷺ کے رب کی اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کائنات کا رب ہونے کے بجائے محمد عربی ﷺ کا رب ہونا پسند ہے۔ اس لیے یہاں بھی قسم اپنے محبوبؐ کے زمانے کی اُٹھائی وَالْعَصْرِ اے محبوبؐ! تیرے اس زمانے کی قسم جس میں تو جلوہ افروز ہے۔ اور جبرائیل زمیں پہ آتا ہے قرآن نازل ہوتا ہے اور صحابہؓ کی مجلس میں تو جلوہ افروز ہے۔ رب کریم قسمیں اُٹھاتا ہے وَالْعَصْرِ قسم ہے تیرے زمانے کی اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ بے شک انسان خسارے میں ہے۔ انسان گھاٹے میں ہے۔ اس لیے کہ اپنی حقیقت کو بھول گیا ہے دنیا کے پیچھے لگ گیا ہے اپنے مقصدِ حیات کو بھول گیا ہے اس لیے یہ خسارے میں جا رہا ہے۔ جس طرح بچہ جوان ہو رہا ہوتا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی عمر بڑھ رہی ہے حالانکہ اس کی عمر کم ہو رہی ہے۔ وُہ خسارے کی طرف جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جو عمر عطا کی ہے وُہ گزرتی جا رہی ہے۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ انَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ کی تفسیر مجھ کو سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ میں بازار میں گیا ایک آدمی صدا لگا رہا تھا لوگو! میرا سودا خرید لو ورنہ یہ سودا ختم ہو جائے گا۔ مجھ کو خسارہ پڑے گا۔ خُدا کے لیے میرا سودا جلد خرید لو۔ میں اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ تیرا سودا کیا ہے کہ اگر نہ خریدا گیا تو وُہ ختم ہو جائے گا۔ اس نے کپڑا اُٹھا کر دکھایا تو وُہ برف تھی کہا کہ جناب میرا سودا برف ہے۔ اگر یہ کچھ دیر نہ خریدا گیا تو برف

Marfat.com

پگھل جائے گی مجھے اسی وقت اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِی خُسْرٍ کی سمجھ آ گئی۔ کہ انسان کی زندگی ایک برف کی مانند ہے۔ اگر اس میں اچھے عمل نہ کیے گئے تو یہ زندگی برف کی طرح پگھل جائے گی اور انسان خسارے میں رہے گا۔

حضور قطب الاقطاب سید قطب علی شاہ بخاریؒ نے اپنی کتاب میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص نے خواب دیکھا اور وُہ اس کی تعبیر کے لیے ایک فقیر کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ جنگل میں ایک شیر میرے پیچھے ہے میں آگے بھاگ رہا ہوں شیر مجھے چھوڑتا نہیں۔ ایک کنواں نظر آیا میں نے اس میں چھلانگ لگانا چاہی دیکھا اس میں سانپ ہے۔ کنویں کے پاس ایک درخت تھا۔ میں اس پر چڑھ گیا۔ شیر نیچے آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ دو چوہے ہیں اس درخت کی جڑیں کاٹ رہے ہیں۔ اور جڑیں تیزی سے کٹتی جا رہی ہیں۔ درخت گرنے والا ہے۔ میری آنکھ کُھل گئی۔ براہِ کرام بتایئے اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ فقیر نے فرمایا تو نے جو جنگل دیکھا ہے وُہ دنیا ہے اور شیر ملک الموت فرشتہ ہے جو ہر وقت تیری جان کے پیچھے ہے۔ جو تو نے کنواں دیکھا ہے وُہ تیری قبر ہے اور جو کنویں میں اس سانپ دیکھا ہے وُہ قبر کا عذاب ہے اور جس درخت کے اوپر تو سوار ہے وُہ تیری زندگی ہے اور جو چوہے اس کی جڑیں کاٹ رہے ہیں وُہ دِن اور رات ہیں جو تیری عُمر کو ایک ایک کر کے کم کر رہے ہیں۔ جب یہ جڑیں کٹ جائیں گی تو تیری عمر ختم ہو جائے گی اس لیے فرمایا اَلْاِنْسَانَ لَفِی خُسْرٍ تحقیق انسان خسارے میں ہے۔ زندگی چار دن کی ہے ابھی مہلت ہے کچھ کر لو مہلتِ ختم ہو گئی تو کچھ نہیں کرنے دیا جائے گا۔

عُمرِ دراز مانگ کے لائے تھے چار دِن	دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

ایک عورت دوسری عورت سے پانچ دِن کے لیے چرخہ اُدھار مانگتی ہے مجھے اس پہ کام کرنے دو میں اپنا کام کر کے تمہیں پانچویں دِن واپس کر دوں گی۔ اگر اس پہ

اپنا کام کرتی ہے تو اسے آخری دن کوئی فکر نہیں۔ وُہ خوشی خوشی واپس کر دیتی ہے اور اگر وُہ پانچ دِن غفلت میں گزار دیتی ہے۔ ہر شام کہتی ہے کہ کل کات دوں گی۔ پانچویں دن چرخے کی مالک آجاتی ہے۔ وُہ پریشان ہوتی ہے، ہاتھ ملتی ہے مگر چرخے کی مالک کہتی ہے تیرا میرا وعدہ ختم۔

انسان خسارے میں ہے جس نے اپنا کام وقت پہ نہیں کیا اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ مگر وُہ لوگ گھاٹے میں نہیں ہیں جنہوں نے نیک عمل کیے آپس میں حق بات کی نصیحت کی اور صبر کی تلقین کی

تفسیرِ روح البیان میں علامہ اسمٰعیل حقی فرماتے ہیں اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے مُراد سیّدنا صدیقِ اکبرؓ ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے مراد سیّدنا عُمرِ فاروقؓ ہیں وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ سے مُراد سیّدنا عثمان ذوالنورینؓ ہیں اور وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ سے مُراد سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ ہیں مفسرین کرام نے لکھا ہے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے مُراد اس لیے صدیق اکبرؓ ہیں کہ آپ کا ایمان ساری اُمت میں سے پُختہ تھا۔ آپؓ ماں کے پیٹ میں تھے جب آپکی والدہ نے بت کے آگے سجدہ کرنے کا ارادہ کیا تو آپؓ ماں کے پیٹ کے اندر ایسے تڑپے کہ وُہ بت کو سجدہ نہ کر سکیں۔ آپؓ کچھ بڑے ہوئے تو آپؓ کے والد ابو قحافہ آپ کو بت خانے لے گے اور کہا فسجد لہٗ یہ ہیں بلند و بالا خُدا ان کو سجدہ کرو۔ آپؓ نے بتوں کو مخاطب کر کے فرمایا اگر تم خدا ہو تو میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلاؤ۔ مجھے کپڑے کی ضرورت ہے مجھ کو کپڑا دو۔ بتوں نے کوئی جواب نہ دیا تو آپؓ نے پتھر اُٹھا کر اُن کے منہ پر مارا۔ بت اوندھے منہ گر گئے۔ آپکے والد نے آپؓ کو تھپڑ مارا کہ تو ہمارے خداؤں کی بے ادبی کرتا ہے اور پکڑ کر آپؓ کی والدہ کے پاس لائے۔ آپؓ کی والدہ نے فرمایا۔ اسے کچھ نہ کہو اسے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ جب یہ پیدا ہوا تھا تو آسمانوں سے صدا آئی تھی اے بی بی! یہ بچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق ہے۔

Marfat.com

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے مُراد سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عُمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق بولتا ہے۔ سیّدنا عُمر رضی اللہ عنہ زمین پر مشورہ دیا کرتے۔ اللہ تعالیٰ قُرآن اُتار کر اس مشورے کو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون بنا دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان بھاگتا ہے۔ فرمایا میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وُہ عُمرؓ ہی ہوتا۔

وَتَوَاصَوْ بِالْحَقِ سے مُراد اس لیے سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان قُربان کر دی، مشکلات سہہ لیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں خُون کا ایک قطرہ بھی بہانا گوارہ نہ کیا۔

وَتَوَاصَوْ بِالصَّبْر سے مُراد اس لیے سیّدنا علی مُرتضٰی رضی اللہ عنہ ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات صبر و شکر کا پیکر تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد حضرتِ امام حُسین رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی نسلِ پاک نے تاریخ اسلام میں صبر کا وُہ عالیشان مظاہرہ کیا کہ جس کی مثال تمام دُنیا پیش کرنے سے قاصر ہے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْ بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْ بِالصَّبْرِ ۝ سارے لوگ خسارے میں ہیں، ساری انسانیت گھاٹے میں ہے مگر وُہ لوگ جنہوں نے نیک عمل کیے، اپنے یار کو راضی کر لیا، اُس پر اپنے ایمان کو پختہ کر لیا، حق بات کے امین بن گئے اور صبر کی مثال بن گئے ایسے لوگوں کے لیے زندگی اور آخرت میں کوئی گھاٹا نہیں، دُنیا، آخرت میں ان کے لیے کامیابی کا مژدہ ہے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن

Marfat.com

# زندہ کون اور مُردہ کون؟

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہ تبَارَکَ وَ تعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ٥ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

میرے دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

اُس ذاتِ کریمی کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے ہمیں اپنے گھر میں حاضر ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ قرآن مجید فرقانِ حمید کی ایک آیتِ مقدسہ تلاوت کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْن ٥ (بقرہ- آیت ۱۵) جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو گئے ہیں اُن کو مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تُم اُن کی زندگیوں کا شعور نہیں رکھتے۔ اس آیت مُبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اُن عاشقوں کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے اپنی جان اُس کے راستے میں قُربان کی۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط (آل عمران: ۱۶۹) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو۔ اپنے تصوّر میں یہ خیال تک نہ لاؤ کہ وہ مُردہ ہیں بلکہ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ (آل عمران: ۱۶۹) وہ اپنے رب کے پاس سے رزق کھاتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو مردہ کہنے سے کیوں منع کیا جو واقعی

Marfat.com

اس جہان سے گزر گئے ہیں ان کے جسم کے ٹکڑے ہوئے جسم سے روح جُدا ہو گئی، لوگوں نے ان کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا، اُن کے بچے یتیم ہو گئے، ان کی بیواؤں نے شادیاں کر لیں، ان کے گھر پہ قبضے ہو گئے، ان کی جائیداد تقسیم ہو گئی مگر پھر بھی قرآن کہتا ہے خبردار اُن کو مردہ نہ کہو۔

اللہ کے نزدیک زندہ اور مردہ ہونے کا کیا معیار ہے؟ ایک اور جگہ قرآن زندہ کافروں کو کہتا ہے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ (النمل:۸۰) اے محبوب! ان زندہ کافروں کو آپ نہیں سُنا سکتے یہ آواز و پکار نہیں سُن سکتے۔ جب یہ پیٹھ پھیر جائیں۔

تو قرآن کہتا ہے وہ زندہ کافر چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، اُٹھتے بیٹھتے ہیں تمام کام کرتے ہیں ان کے جسموں سے روح الگ نہیں ہوئی، اُن کے جسم ٹکڑے نہیں ہوئے، اُن کے بچے یتیم نہیں ہوئے، اُن کی عورتیں بیوہ نہیں ہوئیں، ان کی وراثت تقسیم نہیں ہوئی، وہ زندہ ہیں لیکن اللہ کے نزدیک وہ زندہ ہو کر بھی مُردہ ہیں۔

وہ لوگ جو بظاہر مر چکے جسموں سے روحیں الگ ہو چکیں، جسم ٹکڑے ہو چکے مگر اللہ کے نزدیک وہ زندہ ہیں صرف زندہ ہی نہیں قرآن کہتا ہے خبردار! اُن کو مردہ کہا تو ایمان سے خارج ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ ان کو مردہ کہا جائے۔

تو سوال اپنی جگہ پھر برقرار ہے کہ قران کے نزدیک زندگی اور موت کا معیار کیا ہے؟ قرآن اعلان کرتا ہے جن لوگوں نے رسول ﷺ کی غلامی اختیار نہیں کی وُہ لوگ زندہ ہو کر بھی مردہ ہیں اور جن لوگوں نے رسول ﷺ کی غلامی اختیار کر لی وہ مردہ ہو کر بھی زندہ ہیں۔ گویا قرآن کے نزدیک زندگی اور موت کا معیار اللہ کے رسول ﷺ کی غلامی ہے۔ جس نے رسول ﷺ کی غلامی اختیار کی چاہے اس کے جسم کے ٹکڑے کیوں نہ ہو جائیں، روح سے الگ کیوں نہ ہو جائے، اس کو اپنے ہاتھوں سے دفنا دیا

جائے پھر بھی وہ زندہ ہے اس لئے کہ اُس کا خون اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں بہا ہے۔ اس کے جسم کے ٹکڑے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں ہوئے ہیں۔ وہ مردہ ہو کر بھی زندہ ہے

حضرت امیر حمزہؓ کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے، ناک، کان کاٹے گئے، کلیجہ چبایا گیا مگر قرآن نے فرمایا خبردار! ان کو مردہ گمان بھی نہ کرنا اللہ کے رسول ﷺ کا یہ شیر دونوں جہان میں زندہ ہے۔ ابولہب اور ابوجہل زندہ تھے، چلتے پھرتے تھے قرآن فرماتا ہے یہ زندہ بھی مردہ ہیں مومن کی پہچان یہ ہے نارِ نمرود ہو یا کرب وبلا وہ پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ اپنا تن من دھن اپنے یار پہ قربان کر کے کہتا ہے۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا ‏ نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا ‏ کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

حدیث پاک میں آتا ہے جب شہید کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔ وقتِ شہادت اسے اپنا دیدار عطا فرماتا ہے اس لیے وقتِ شہادت اس کو جتنی بھی اذیّت دی جائے، جتنے بھی زخم دیے جائیں، جتنی تلواریں چلائی جائیں اس کو کسی زخم کا درد نہیں ہوتا کیوں کہ اس کا مالک پورے حسن وجمال کے ساتھ اس کی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی سے کسی نے سوال کیا عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کو کسی جسم پر تلوار چلے اور پھر اس کو درد محسوس نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شہید کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں اور اس کو درد نہ ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ تُم نے قرآن نہیں پڑھا جب مصر کی عورتوں نے زلیخہ کو کہا کہ تو کیسی شہزادی ہے کہ ایک غلام پر فریفتہ ہو گئی۔ مصر کی عورتوں نے زلیخہ کو طعنہ دیا تو زلیخہ نے ان عورتوں کے لئے گھر میں ایک دعوت کا اہتمام کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی منت سماجت کر کے اس

دعوت میں لائی عورتوں کے سامنے فروٹ رکھ دیے اور چھریاں ان کے ہاتھ میں دے دیں۔ اب یوسف علیہ السلام سے عرض کی کہ اب ان عورتوں کے سامنے آیئے اور انہیں اپنا دیدار کرایئے تاکہ مجھ پر طعنہ زنی ختم ہو۔ جب اللہ کے پیغمبر اپنے حُسن و جمال کے ساتھ ان عورتوں کے سامنے آئے اور انہوں نے یوسف؏ کو دیکھا تو قرآن کہتا ہے فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ (یوسف۔۳۱) جب یوسف علیہ السلام ان کے سامنے آئے تو عورتوں نے حُسنِ یوسف علیہ السلام کا دیدار کیا، چھریاں چلائیں تو وہ سیب کاٹنے کی بجائے اپنی اُنگلیاں کاٹ بیٹھیں اور پکار اُٹھیں خدا کی قسم یہ بشر نہیں ہے یہ تو کوئی کرم کرنے والا فرشتہ ہے۔

اُن کی انگلیاں دو حصے ہو گئیں مگر انگلی کاٹنے کی اذیت اُن کو نہ ہوئی۔ اس لیے کہ حُسن یوسف علیہ السلام ان کے سامنے جلوہ افروز تھا۔ تو بتاؤ جس کے سامنے کُل حسینوں کا مالک ہو اور اُن کی گردنوں پر تلواریں چلیں تو کیا اُن کو تکلیف ہو گی؟

اعلیٰ حضرت نے فرمایا

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں  سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مصر کی عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا انگلیاں کاٹ لیں اگر وہ میرے محبوب کو دیکھ لیتیں انہیں میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تو وہ انگلیاں کاٹنے کی بجائے اپنے دل کاٹ لیتیں۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی نے فرمایا۔

تن مہینے خلقت رجّی ویکھ یوسف کنعانی  جنہاں پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ڈٹھا رجے دونہیں جہانیں

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط پڑا، غلہ ختم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے پیغمبر! اپنی تمام رعایا کو اکٹھا کر اپنے چہرے سے برقعہ اتار اور ان کو اپنا

Marfat.com

دیدار کرو! تیرے دیدار سے انہیں تین ماہ تک بھوک نہ لگے گی۔ جنہوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا ان کی تین ماہ تک بھوک ختم ہو گئی۔ مگر جنہوں نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا انہیں دو جہاں میں کسی اور چیز کی حاجت نہ رہی جن عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا ان عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لیں وہ مصر کی عورتیں تھیں مگر جنہوں نے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ عرب کے مرد تھے انہوں نے اپنے سر کٹا دیئے سب کچھ یار پر قربان کر دیا اور ان کے منہ سے اف تک نہ نکلی کیوں کہ ان کے محبوب کا چہرہ ان کے سامنے تھا جب محبوب سامنے ہو تو سر کٹانے میں بھی درد محسوس نہیں ہوتا۔

حدیث پاک میں آتا ہے قیامت کے دن جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ جنتیوں کو خطاب فرمائے گا بتاؤ میرے بندو! کیا تم نے میرے وعدوں کو سچا پایا؟ کیا تمہیں میری جنت میں سکون وراحت ملی ہے؟ جنتی عرض کریں گے یا اللہ! بے شک تیرا وعدہ سچا ہے تیری جنت میں ہمیں وہ چیزیں ملیں، وہ راحت اور سکون ملا جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے خاموش رہیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں اللہ کی محبت میں سر کٹائے تھے قربانیاں دی تھیں اور شہید کہلائے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مخاطب ہوگا اور فرمائے گا میرے بندو! تم پریشان دکھائی دیتے ہو کیا تمہیں میری جنت میں سکون نہیں ملا، تمھارے ساتھ کیے گئے وعدے پورے نہیں ہوئے تو شہید عرض کریں گے مالک تیرے وعدے سچے ہیں اور تو نے سچ کر دکھایا تیری جنت میں طلب کی ہر چیز موجود ہے مگر ہمیں اس جنت میں وہ لذت نہیں ملی جس کے ہم طالب ہیں۔ اللہ فرمائے گا تم کیا چاہتے ہو وہ عرض کریں گے مالک ہمیں دنیا میں بھیج ہم تیری راہ میں جنگ کریں، ہماری گردنوں پر تلواریں چلیں، جسم کے ٹکڑے ہوں، شہید ہو جائیں، اسی طرح ہمیں دنیا

Marfat.com

میں بھیجتا رہا اور ہم لڑتے رہیں، شہید ہوتے رہیں کیوں کہ جو راحت وسکون اور لطف و مزہ ہمیں شہید ہوتے وقت ملا تھا تیری جنت میں وہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندو! دنیا اب ختم، دنیا میں جانا ختم، دنیا کے امتحان ختم البتہ جس راحت کے تم طالب ہو وہ تمہیں ضرور ملے گی۔ اپنی نظریں اوپر اٹھاؤ۔ شہید اوپر دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ بغیر پردوں کے اُنہیں اپنا دیدار کرائیں گے۔ شہداء اللہ کے دیدار میں محو ہو جائیں گے اور وہ سکون پائیں گے جو انہیں شہید ہوتے وقت ملا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا بتاؤ کیا تمہیں اب وہ راحت وسکون ملا یا نہیں؟ عرض کریں گے مالک ہاں یہی دیدار تو ہمیں اس وقت نصیب ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے نام پہ قربان ہونے والو تمہیں ہر روز میرا یہ دیدار نصیب ہو گا۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ وَ اَمۡوَالَھُمۡ بِاَنَّ لَھُمُ الۡجَنَّۃَ میں نے مومنوں سے ایک سودا کیا ان کے جان اور مال جنت کے بدلے خرید لئے۔ پس تم اس سودے سے خوش ہو جاؤ کیونکہ یہ بڑا نفع والا سودا ہے۔ جان اُسی کی تھی اس کو لوٹا دی، مال اس نے عنائیت کیا تھا اسے واپس کر دیا۔ چیز بھی اپنی واپس ہوئی اور انعام بھی عطا فرمایا۔ مزید فرمایا لوگو! ان لوگوں کو مردہ نہ کہو جنہوں نے میری محبت میں جان قربان کی ہے زندہ ہیں تم ان کی زندگیوں کا شعور نہیں رکھتے وہ اللہ کے ہاں سے کھاتے پیتے ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے خبردار ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو مردہ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے یار کو پہچانا نہیں اور یار کی غلامی اختیار نہیں کی وہ زندہ ہو کر بھی مردہ ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا شہیدوں کی روحوں کو اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کا سا جسم عطا فرمایا ہے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے پھرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں۔

Marfat.com

ایک دن سرکار دو عالم تشریف فرما تھے حضرت جعفر کی زوجہ حضرت اسماء بھی قریب بیٹھی تھیں حضور ﷺ نے فرمایا وعلیکم السلام ۔صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول ﷺ ہم نے کسی کا سلام تو نہیں سنا۔آپ ﷺ نے کس کو جواب دیا آپ نے فرمایا جعفر طیار رضی اللہ عنہ جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، فرشتوں کے جھرمٹ میں یہاں سے گزر رہے تھے انہوں نے مجھے سلام کیا میں نے ان کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔اے اسماء تو بھی ان کے سلام کا جواب دو۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا ہے کہ جب مشرکین کے ساتھ میرا آمنا سامنا ہوا تو میں نے خوب شجاعت دکھائی اور میرے جسم کے اگلے حصہ پر تیروں نیزوں اور تلواروں کے تہتر زخم آئے میں نے اپنے دائیں ہاتھ میں جھنڈا پکڑا جب وہ کٹ گیا تو میں نے اپنے بائیں ہاتھ میں جھنڈا تھام لیا جب وہ بھی کٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں ہاتھوں کے بدلے مجھے دو پر عطا فرمائے ہیں جن کے ساتھ میں ان جلیل القدر ملائکہ کے ساتھ محو پرواز رہتا ہوں اور جنت میں جہاں چاہتا ہوں جاتا ہوں اور جس پھل کو پسند کرتا ہوں کھاتا ہوں۔(حاکم مستدرک راوی ابن عباس)

میرے آقا ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا میں نے دیکھا کہ جعفر رضی اللہ عنہ ملائکہ کے ساتھ محو پرواز ہیں اور حضرت حمزہؓ ایک پلنگ پر تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جعفرؓ کو فرشتوں کی طرح جنت میں مَیں نے اڑتے ہوئے دیکھا ان کا اگلہ حصہ خون سے لت پت ہے پھر میں نے زید رضی اللہ عنہ کو دیکھا ان کا درجہ کچھ کم معلوم ہوا میں نے کہا میرا یہ خیال نہیں تھا کہ زید رضی اللہ عنہ کا درجہ جعفر رضی اللہ عنہ سے کم ہوگا فوراً جبرائیل امین میرے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بے شک زید رضی اللہ عنہ جعفر رضی اللہ عنہ سے کم نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو اس لیے فضیلت دی ہے کہ وہ حضور ﷺ کا رشتہ دار ہے۔

Marfat.com

اب جو واقعہ میں آپ کو سنانے لگا ہوں اگر اسے چودھویں صدی کا سب سے بڑا معجزہ اور شہدا کی حیات کا سب سے بڑا ثبوت کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ ان دو صحابہ رضی اللہ عنہما کے مزارات عراق میں موجود ہیں یہ پہلے دریائے دجلہ کے کنارے پر مدفون تھے حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ ایک رات شاہ عراق ملک فیصل کو خواب میں ملے اور فرمایا کہ ہم دونوں کو اصل مقام سے منتقل کر کے دریائے دجلہ سے ذرا فاصلے پر دفن کیا جائے کیونکہ میرے مزار میں پانی اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مزار میں نمی آنا شروع ہو گئی ہے صبح ہوئی تو شاہ عراق ملک فیصل یہ خواب بھول گیا دوسری شب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پھر خواب میں آ کر یہی ارشاد فرمایا اگلی صبح شاہ عراق پھر وہ خواب بھول گیا تیسری شب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ عراق کے مفتی اعظم کو خواب میں ملے اور ان سے فرمایا ہم دو راتوں سے برابر بادشاہ کو کہہ رہے ہیں لیکن وہ خواب کو بھول جاتا ہے اب تم بادشاہ کو اس طرف متوجہ کرو اور ہماری قبروں کو منتقل کرنے کا فوری بندوبست کرو۔

مفتی اعظم نے علی الصبح وزیراعظم نوری السعید پاشا کو لے کر شاہ عراق سے ملاقات کی اور اس کو اپنا خواب سنایا۔ شاہ عراق نے کہا ہاں مجھے بھی دو رات مسلسل یہ خواب آیا۔ آپ اس سلسلہ میں فتویٰ دیں۔ مفتی اعظم نے صحابہ کرامؓ کے مزارات کھولنے کا اور انہیں وہاں سے منتقل کرنے کا فتویٰ دیا۔ یہ فتویٰ اور شاہ عراق کا فرمان اخبارات میں شائع کر دیا گیا کہ عید قربانی کے دن ۱۰ ذی الحج ۱۳۵۱ھ ہجری بعد از نماز ظہر صحابہ کرام کے مزارات کھولے جائیں گے۔

اخبارات میں فتویٰ اور فرمان کا چھپنا تھا کہ تمام دنیائے اسلام میں ایک عجیب جوش و خروش پیدا ہو گیا۔ دنیا کے تمام اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے اس خبر کی تشہیر کر دی۔ حج کا موقع قریب تھا تمام دنیا کے مسلمان مکہ معظمہ میں آئے ہوئے تھے۔ دنیا کے تمام مسلمانوں نے اور بالخصوص شاہ سعودی عرب نے عراق کے بادشاہ سے یہ اپیل کی کہ صحابہ کرام کے مزارات حج کے بعد کھولے جائیں تاکہ تمام لوگ اس

Marfat.com

میں شرکت کر سکیں ادھر تمام اسلامی ممالک سے شاہ عراق کے نام لامتناہی تاروں کا سلسلہ شروع ہو گیا کہ ہم جنازوں میں شرکت کرنا چاہتے ہیں۔ براہِ کرم کچھ مہلت دیجیے۔ ایک طرف تمام دُنیائے اسلام کا یہ مسلسل اصرار تھا کہ ہمیں شرکت کی اجازت دی جائے تو دوسری طرف کمزور ایمان کے لوگ شاہِ عراق کو یہ تاکید کر رہے تھے کہ خوابوں کو حقیقت کا روپ دینے کی عجلت نہ کی جائے۔ شاہِ عراق نے مُسلمانوں کے اصرار پر یہ فیصلہ کیا کہ ۲۰ ذوالحج کو یہ مزارات کھولے جائیں گے مگر اصل پریشانی یہ تھی کہ اگر مزارات کو نقصان پہنچا تو پھر کیا ہوگا۔ چنانچہ مفتی اعظم کے مشورہ سے دریا کے دس فٹ کے فاصلہ پر ایک گہری خندق کھود کر سیمنٹ اور بجری بھروادی گئی تاکہ پانی اور نمی کا خطرہ نہ رہے۔ جونہی مزارات کے کھولنے کا دِن قریب آیا عالمِ اسلام سے لاکھوں لوگ عراق کے شہر مدائن جا پہنچے۔ عراق کی حکومت نے کمال فراخدلی کا ثبوت دیا۔ ہر طرح کی پابندیاں ختم کر دی گئیں حتّٰی کہ پاسپورٹ کی قید بھی نہ رکھی اور لوگوں کو شاہی مہمان کے طور پر ٹھہرانے اور لنگر تقسیم کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اخبارات نے لکھا کہ اس موقع پر پانچ لاکھ آدمی موجود تھے جن میں تمام اسلامی مُلکوں کے سفیر اور کئی ممالک کے سربراہ دُنیا کے تمام میڈیا کے نمائندے بھی موجود تھے۔ تُرکی اور مصر کی حکومت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سلامی دینے کے لیے سرکاری بینڈ بھی روانہ کیے۔

ایک جرمن فلم ساز کمپنی نے لوگوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دیدار کرانے کے لیے شاہِ عراق کی منظوری سے اپنے خرچ پر عین مزارات کے اوپر دو سو فٹ بلند فولاد کے کھمبوں پر تیس فٹ لمبا اور بیس فٹ چوڑا ٹیلی ویژن کا اسکرین لگا دیا تاکہ تمام آنے والے لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا دیدار کر سکیں۔ مزارات کو ایک کرین کے ذریعے بڑی احتیاط کے ساتھ کھودا گیا۔ اس انداز میں تاکہ لاش مُبارک کو کرین سے اُٹھا کر تابوت میں رکھ دیا جائے۔ دن کے بارہ بجے مزارات مُبارک کھولے گئے دیکھا تو واقعی اُن مزارات میں نمی پیدا ہو چکی تھی۔ پہلے حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نعش مُبارک کو کرین کے ذریعے زمین سے اس طرح اُوپر اُٹھایا گیا کہ ان کی نعش کرین پر

Marfat.com

نصب کیے ہوئے سٹریچر پر آ گئی۔ شاہِ فیصل، مفتیء اعظم عراق، مصر کے شہزادہ فاروق اور تُرکی کے وزراء نے اس لاش مُبارک کو اُٹھایا اور ایک شیشے کے تابوت میں رکھ دیا۔ پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مزار مُبارک کو کھولا گیا۔ جن لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ بیان کرتے ہیں کہ دونوں نعش مُبارک کے کفن حتّٰی کہ ریش مُبارک کے بال تک بالکل صحیح سلامت تھے اور اُنہیں دیکھ کر یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اُنہیں رحلت فرمائے ابھی دو تین گھنٹے سے زائد وقت نہیں گزرا اور کچھ نے تو یہ بھی لکھا کہ حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ کی لاش مُبارک سے ابھی تک خون رِس رہا تھا۔ سب سے عجیب بات یہ تھی کہ ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ان میں چمک تھی۔ ہزاروں لوگوں نے چاہا کہ اِن آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھیں لیکن اللہ کی قسم! کسی کی نظر اُن کی نظروں کے سامنے ٹھہرتی نہ تھی۔

جرمن کے ایک مشہور عیسائی ڈاکٹر جو کہ آنکھوں کا ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ ڈاکٹر تھا جو سب کاروائی بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ جب اُس نے یہ آنکھیں مُبارک دیکھیں تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ پھر بے اختیار ہو کر بولا کہ اسلام کی حقانیت کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ مفتیء اعظم سے کہا ہاتھ بڑھایئے میں آپ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھتا ہوں۔ واقعی اسلام سچا مذہب ہے۔ ان نعشوں کو شیشے کے تابوت میں رکھا گیا۔ زیارت کی غرض پر سے چہروں پر سے کفن اُتار دیا گیا۔ عراقی فوج نے باقاعدہ سلامی پیش کی۔ اس کے بعد باقاعدہ نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ عالمِ اسلام کے بادشاہوں اور علماء نے کندھوں پر تابوت اُٹھائے پھر اسلامی ممالک کے سفیروں کو اُٹھانے کا شرف حاصل ہوا۔ پھر ان صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کو حضرتِ سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مقبرہ میں دفن کر دیا گیا اس موقع پر جو اخبارات میں تصاویر چھپیں اُن میں سے ایک تصویر ہمارے دربار شریف کے تبرکات والے کمرے میں بھی موجود ہے۔

امانت کی طرح رکھا زمیں نے روزِ محشر تک     ہوا اک موئے تن میلا نہ اک تارِ کفن بگڑا

وَمَا عَلَینَا اِلَّا البَلٰغُ المُبِین

Marfat.com

# غمِ انسان

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَمَا ھٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَھْوٌ وَّ لَعِبٌ ط وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْیَعْلَمُوْنَ○
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ ○

دوستو، بزرگواور پیر بھائیو!

سب تعریفیں اُس ذات پاک کے لیے ہیں جو وحدہٗ لاشریک ہے اور لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ جس کی مثل کائنات میں کوئی شے نہیں۔ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ ادراک سے باہر ہے۔ جو ایک لفظ کُن کہے تو نیست سے اصل ہو جاتا ہے۔ عدم کو وجود مل جاتا ہے۔ اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ ○ (یٰسین:۸۲) سب تعریفیں اُس اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہیں جو ہر چیز کو زندہ کرتا ہے پھر ہر چیز کو موت دیتا ہے اور ہر ایک اُسی کی طرف لوٹ کر آتا ہے۔ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ○ (بقرۃ:۲۸) جب تم کسی چیز کی تعریف کرو تو اس کے بنانے والے کی تعریف کرو، کُرسی کی تعریف کرو تو اس کے کاریگر کی تعریف کرو، خلقت کی تعریف کرو تو اس کے خالق کی تعریف کرو کیونکہ مصنوع کی تعریف دراصل صانع کی تعریف ہے۔ اب جتنا کسی کا علم یا ادراک ہے اُتنا ہی اس خالق و مالک پر ایمان وعقیدہ ہے۔

دوستو! آج کی دنیا بہت پریشان ہے کسی کو اطمینانِ قلب نہیں ہر انسان کسی نہ کسی

Marfat.com

پریشانی میں مبتلا ہے۔جس کے پاس مال ہے وہ بھی پریشان ہے جس کے پاس مال نہیں وہ بھی غمگین ہے۔کوئی اولاد سے پریشان ہے اور کوئی اولاد نہ ہونے سے پریشان ہے۔کوئی بیٹے کے سبب پریشان ہےاور کوئی بیٹی سے غمزدہ ہے،کوئی بچوں کو تعلیم دلانا چاہتا ہےتو کوئی بچوں کونوکری دلانا چاہتا ہے۔جس کے پاس زمین ہے وہ بھی پریشان ہےاور جو مزارع ہے وہ بھی پریشان ہے صحت مند کے چہرے پر بھی پریشانی کے اثرات نمایاں ہیں اور مریض کا درد بھی دن رات اس کو پریشان رکھتا ہے۔ساری انسانیت پریشان ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس پریشانی کا علاج کیا ہے اور اس پریشانی کا حل کیا ہے؟اس پریشانی سے نجات کیسے ہے؟ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہماری طلب نے ہم کو پریشان کردیا ہے۔ہم دولتِ ایمان نہیں مانگتے دولتِ دنیا کے طالب ہیں۔ہم مستقل سکونت کے قائل نہیں ہم عارضی ٹھکانے ڈھونڈ رہے ہیں۔ہم نے دنیا کو محنت کا مقام بنادیا ہے۔اور آخرت کوترک کردیا ہے۔جس جگہ ہمارا عارضی ٹھکانہ ہےاس کی محنت پر تو ہم نے سب کچھ لگا رکھا ہے اور جو ہمارا اصل ٹھکانہ ہے اُس کے لیے کچھ نہیں کرتے۔جو چیز ہمارے دل ودماغ کو پریشان کرتی ہے ہم اس کوڈھونڈتے پھرتے ہیں اور جو ہمارے قلبی سکون کا علاج ہے ہم اس سے دور بھاگتے ہیں۔جوکوئی دولتِ ایمان سے دُور رہا دُنیا نے اُس کے سر پر حکمرانی کی۔دُنیا کی مثال ایک لونڈی کی سی ہےاور ایمان کی مثال بادشاہ کی سی ہے۔

درویش ایک مثال بیان کرتے ہیں ایک بادشاہ کو فتح نصیب ہوئی،خزانے ملے،بہت بڑے علاقہ پر قبضہ کرلیا،بادشاہ نے فتح کے جشن منائے،تمام وزراء مشیر، غلام اور لونڈیوں کو اکٹھا کیا اور اُنہیں کہا آج میں بہت زیادہ خوش ہوں تم جو سوال مجھ سے کروگے۔میں پُورا کروں گا۔کسی وزیر نے بادشاہ سے جاگیر مانگی،کسی نے کوٹھی،

مانگی، کسی نے خزانہ اور دولت طلب کی۔ جس نے جو سوال کیا بادشاہ نے پُورا کر دیا۔ بادشاہ کی ایک لونڈی بلکل خاموش رہی۔ اُس نے کُچھ نہ مانگا۔ بادشاہ جب سب کو انعامات دے چُکا تو اُس لونڈی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے لونڈی! تُو نے میرا اعلان نہیں سنا میں نے آج کی فتح کی خُوشی میں اعلان کیا ہے کہ جو چیز مُجھ سے مانگی جائے گی میں عطا کروں گا۔ تُم نے کوئی سوال نہیں کیا، کیا وجہ ہے۔ لونڈی نے کہا بادشاہ سلامت! میں نے اعلان سُنا ہے اور تمام لوگوں کو عطا کرتے ہوئے دیکھا بھی ہے۔ لیکن مجھے آپ کے اعلان پر شک ہے۔ بادشاہ نے کہا کیسا شک! اُس نے کہا کہ میں سمجھتی ہوں جو چیز میں طلب کروں گی تم عطا نہیں کرو گے۔ بادشاہ نے کہا لونڈی تو جانتی ہے کہ میں ہمیشہ اپنا وعدہ پورا کرتا ہوں اور تو نے اس کا عملی مظاہرہ بھی دیکھا ہے اور جو مجھ سے مانگا گیا میں نے دیا پھر بھی شک کرتی ہے۔ مانگ جو مانگے گی عطا کروں گا۔ تو میرے وعدے پہ اعتبار کر میں قول کا سچا ہوں لونڈی نے کہا اچھا اگر تو سچا ہے تو مجھ کو یہ عطا کر یہ کہتے ہوئے لونڈی نے بادشاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

اے بادشاہ مجھے تیری ضرورت ہے کسی چیز کی ضرورت نہیں، میں تجھ سے تجھی کو مانگتی ہوں۔ بادشاہ کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ لونڈی کی دانائی پر حیران ہوا اور کہا میں تیرا بن گیا اور صرف میں تیرا نہیں بلکہ یہ ساری بادشاہت بھی تیری ہے تو اس بادشاہت کی مالک ہے۔

تو میرے پیر بھائیو! اس طلب دنیا نے اس چاہت دولت نے تمہارے دل میں پریشانیوں کا گھر کر رکھا ہے۔ اس کے طالب نہ بنو دنیا کے مالک کے طالب بنو۔ جب تمہیں اس دنیا کا مالک مل گیا تو ساری بادشاہت تمہاری ہے۔ ساری دنیا تمہاری ہے۔ تمام دنیا والے تمہارے غلام وخادم ہیں۔ من کان لِلّٰہ کان اللہ لہ جو رب کا ہو گیا رب اس کا ہو گیا من لہ المولٰی فلہ الکل جس کا مولا ہو گیا ساری کائنات اُس

Marfat.com

کے تابع ہو گئی۔ دولت و دنیا اس کی خادم بن گئی۔ ہر چیز اس کا منہ دیکھ رہی ہے کہ اس منہ سے کیا نکلتا ہے کہ ہم فوراً پورا کر کے اس کو راضی کریں۔

دوستو! دنیا کی محبت تمام پریشانیوں کی جڑ ہے، تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے حُبّ دُنیا راءس کل خطیه دنیا کی محبت ایسی گناہوں کی جڑ ہے اور اس کا ترک کر دینا تمام فضیلتوں کی کنجی ہے۔

ہم جو گناہ کرتے ہیں توبہ کر لیتے ہیں مگر دنیا کی محبت ایسا گناہ ہے جس کی طرف نہ تو ہماری توجہ جاتی ہے اور نہ ہی ہم اس سے توبہ کرتے ہیں۔ یہ گناہ ہمارے دل میں راسخ ہو جاتا ہے ہمارے دل پر اندھیرا کر دیتا ہے۔ یہ ایسا گناہ ہے جس سے ہم توبہ بھی نہیں کرتے۔ قرآن فرماتا ہے وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ط وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (العنکبوت:۶۴) اور دنیا کی زندگی کھیل تماشے کے سوا کچھ بھی نہیں آخرت کی زندگی ہمیشہ کا ٹھکانہ ہے اگر چہ تم اسے نہیں جانتے۔ ہم نے کھیل تماشے میں خود کو لگا رکھا ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو اس دنیا میں غرق کر رکھا ہے۔ یہ کھیل تماشہ تو پریشانی کے سوا کچھ نہیں ہوتا جو ہار جائے اس کو بھی پریشانی ملتی ہے جو جیت جائے اس کی جیت عارضی ہے اور اسے بھی پریشانی ہے۔ جو ہارتا ہے وہ بھی پریشان اور جو جیت جاتا ہے وہ بھی پریشان ہے۔

حضرت رابعہؒ بڑی کامل ولی اللہ تھیں۔ پچھلی رات کو تہجد کے لیے اُٹھتیں تو عرض کرتیں مولا اندھیرا چھایا ہوا ہے چاند اور ستارے چمک رہے ہیں تمام لوگ سوئے ہوئے ہیں دنیا کے بادشاہوں کے دروازے بند ہو چکے ہیں نہ کوئی سائل موجود ہے نہ کوئی داتا۔ اک تیرا دروازہ کھلا ہے اور میں تیرے دروازے پہ سائل موجود ہوں۔ اپنا دامن پھیلا کے بیٹھی ہوں۔ میری ایک خواہش ہے، میری ایک طلب ہے، کہ میرے دل سے دنیا کی محبت نکال دے۔ دنیا کی محبت کا ایک ذرّہ نہ رہے۔ صرف اور صرف

اپنی محبت میرے دل میں ڈال دے کیونکہ جسکو مولا مل جائے اس کو سب کچھ مل جاتا ہے اور جس کو مولا نہ ملے دنیا اس کے لیے جلاد اور جدال بن جاتی ہے۔

میرے آقا ﷺ نے فرمایا اَلدُّنیَا دَارٌ لَّا دَارَ لَہٗ دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں و مال من لا مال لہ یہ اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں۔ اس کو وہی جمع کرتا ہے جس کے پلے کچھ نہیں۔

ایک اور حدیث میں فرمایا اَلدُّنیَا جِیفَۃٌ" وَطَالِبُھَا کِلَابٌ" دنیا مُردار ہے اور اس کا چاہنے والا کُتا ہے۔

مولانا روم سے کسی نے پوچھا کہ دنیا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

چیست دنیا از خُدا غافل بودن ۔۔۔ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

(آپ نے فرمایا بیٹا دنیا تیری بیوی کا نام نہیں اور نہ ہی بال بچوں کا بلکہ ہر وہ چیز دنیا میں شمار ہوتی ہے جو تمہیں رب سے غافل کر دے)

نمی گویم کہ از عالم جُدا باش ۔۔۔ بہر کارے کہ باشی با خدا باش

(میں تجھے یہ نہیں کہتا کہ تو ہر چیز چھوڑ کر جنگل میں چلا جا۔ ہاں صرف اتنا کہتا ہوں کہ جہاں رہو اپنے رب کو یاد رکھو۔ اپنی توجہ، اپنا دھیان اپنے مالک کی طرف کرو)

دنیا میں ہوں دنیا کا طلب گار نہیں ہوں ۔۔۔ بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

میرے آقا ﷺ نے فرمایا حلالُھا حساب" و حرامھا وبال" فرمایا حلال دنیا اکٹھی کرے گا تو حساب ہوگا اور اگر حرام اکٹھی کرے گا تو وبالِ جان ہوگا۔

داتا علی ہجویری فرماتے ہیں دنیا صرف ایک دن ہے اور ہم نے اس ایک دن کا روزہ رکھ لیا ہے۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا فرماتے ہیں دنیا دن بدن دور ہوتی جا رہی ہے اور آخرت روز بروز قریب آ رہی ہے۔ آپؓ نے فرمایا دنیا اور آخرت دونوں اولاد رکھتے

Marfat.com

ہیں جس طرح والدین کی اولاد ہوتی ہے اسی طرح دنیا اور آخرت کی بھی آل اولاد ہے تو دنیا کی آل اولاد نہ بنو آخرت کی اولاد بنو۔

سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت ابنِ عمرؓ کے کندھوں کو پکڑ کر فرمایا اس دنیا میں اس طرح رہو جس طرح کوئی غریب یا فقیر ہوتا ہے۔ یہ جگہ دل لگانے کی نہیں ہے۔ یہ عبرت کی جگہ ہے دل لگانا ہے تو فقط اپنے یار کے ساتھ لگاؤ۔ اس دنیا سے دل لگاؤ گے تو تمہیں پریشانی میں مبتلا رکھے گی۔

ع: اکھیں بنیاں یار دے ویکھنے نوں ایویں دَر دَر جھاتیاں پاناہی

دنیا میں تم ایسے رہیو جوں مرغابی ساغر میں    یادِ خدا میں ایسے رہیو جوں ناری کا چت گاگر میں

فرمایا دنیا میں تم ایسے رہو جیسے مرغابی پانی میں رہتی ہے دن رات پانی میں رہنے کے باوجود جب باہر نکلتی ہے تو اس کے بال و پر پر پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ہوتا اور یادِ خدا میں اس طرح رہو جیسے عورتیں، سروں پر گھڑے اٹھاتی ہیں ان کو ہاتھ نہیں لگاتیں، چلتی جاتی ہیں، باتیں کرتی ہیں مگر ان کا دھیان اس گھڑے میں ہوتا ہے۔

فرمایا دنیا میں رہو، کھاؤ پیو، سب کام کرو مگر تمہارا دھیان مالک سے نہ ہٹے۔

ع: ہتھ کار وَل چت یار ول

ہاتھ کام کی طرف ہو لیکن دل یار کی طرف ہو۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے کسی خادم نے عرض کی حضور! مجھے نصیحت فرمایئے۔ حضورؓ نے فرمایا عارضی چیز کے لیے عارضی محنت کرو اور ہمیشہ رہنے والی چیز کے لیے ہمیشہ محنت کرو۔ خادم نے عرض کیا حضور رضی اللہ عنہ سمجھ نہیں آئی فرمایا بیٹا یہ دنیا عارضی ہے اس زندگی اور اس دنیا کے لیے تھوڑی سی محنت کرو جتنی تمہیں ضرورت ہے اور جہاں تو نے ہمیشہ رہنا ہے وہ تیرا آخرت کا گھر ہے اس کے لیے ہمیشہ اور لگاتار محنت کر۔

Marfat.com

دنیا کی محبت پریشانیوں کی جڑ ہے یہ دل کی موت ہے اور روح کی موت ہے دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں۔ ان میں سے ایک راضی رہ سکتی ہے۔ اب تیری مرضی دنیا کو راضی رکھ اور پریشان رہ تیری اور تیری مرضی کہ آخرت کا سامان رکھ اور قلب کا سکون پا۔

مولانا روم نے فرمایا

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں　　ایں خیال است و محال است و جنوں

(تو کہتا ہے کہ میں دنیا بھی حاصل کروں اور رب کو بھی پا لوں۔ دونوں ملنا محال ہیں)

کھیڑے یا رانجھا۔ ایک گھر رہتا ہے دو گھر نہیں۔ اللہ کی محبت اختیار کرنا ہے تو دل سے دنیا کی محبت نکال دے۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدُّنیا اَسْحَرُ ھَارُوْتَ وَمَارُوْتَ دنیا ہاروت و ماروت سے بھی بڑی جادوگرنی ہے یفرق بین المرءِ وز وجہٖ ہاروت وماروت کا جادو میاں بیوی کے درمیان تفریق پیدا کرنا تھا لیکن دُنیا اللہ اور اُس کے بندے کے درمیان جُدائی ڈالتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر میرے نزدیک دنیا کی قدر مچھر کے ایک پر کے برابر بھی ہوتی تو اپنے دشمنوں کو اس کا ذرّہ بھی عطا نہ کرتا۔

قُرآن مجید فرماتا ہے وَمَا ھٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَھْوٌ وَّلَعِب" یہ دنیا کی زندگی ایک دھوکہ اور فریب ہے۔ کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اے شمع تیری عمر طبعی ایک رات ہے　　ہنس کر گزار دے یا رو کر گزار دے

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ غریب آدمی کی پریشانیوں کی سمجھ آتی ہے اسے نان نفقہ کی فکر ہے مگر امیر آدمی کیوں پریشان ہے جب اللہ تعالیٰ نے اس کو رزق دیا ہے مال دیا ہے وہ صبح شام پریشانی میں کیوں مبتلا ہے۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک آدمی کو سونے کی کان دی جائے تو پھر بھی اس کا دل نہیں بھرے گا۔ حتّٰی کہ اس کو اس کے لیے پوری زمین سونے کی بنا دی جائے تو

Marfat.com

پھر بھی اس کی حرص ختم نہیں ہوگی۔ وہ کہے گا کہ کاش اس کا بنانے والا بھی میں ہوتا۔ لہٰذا یہ دنیا پریشانی ختم نہیں کرتی، فکر و غم دور نہیں کرتی۔ یہ جتنی زیادہ آتی ہے اتنی ہی حرص بڑھا دیتی ہے۔

حضور غوث الا رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو دنیا کو جمع کرتا ہے محل بناتا ہے یہ مال و دولت تیری اولاد استعمال کرے گی تیرے محل میں وہ رہے گی مگر حساب تجھے دینا پڑے گا۔

ایک دفعہ سلطان سنجر نے حضور غوث الاعظمؒ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ اگر آپؒ ہمارے پاس تشریف لائیں تو سیستان کی حکومت جس کو ملک نیمروز کہتے ہیں آپؒ کی خانقاہ شریف کے لیے وقف کر دی جائے گی تو آپؒ نے اس کے جواب میں لکھا۔

چوں چتر سنجری رُخِ بختم سیاہ باد جز فقر اگر بود ہوس ملک سنجرم

زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب صد ملک نیمروز بیک جو نمی خورم

(ہمیں جب سے نیم شب کی حکمرانی ملی ہے نیمروز کی حکمرانی ہمارے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔)

من کی دنیا ہاتھ آ جائے تو پھر جاتی نہیں

تن کی دنیا چھاؤں ہے آتا ہے دھن جاتا دھن

(جن لوگوں کو من کی دنیا مل جائے جنہوں نے اپنے من میں یار کو بسا لیا اُن کے لیے اس دنیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احبَّ قومٌ فی اعمالھم حشر فی زُمرۃٍ فرمایا جو جس قوم کے اعمال کے ساتھ محبت رکھے گا اُس کا حشر بھی اسی کے ساتھ ہوگا۔ کافر دنیا کے ساتھ محبت رکھتا ہے اور مومن آخرت کے ساتھ۔ جو دنیا کے ساتھ محبت رکھے گا اُس کا حشر

Marfat.com

کافروں کے ساتھ ہوگا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کی تو اپنا سارا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کر دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گھر میں ایک تنکا نہ چھوڑا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جو کمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ساری زندگی زکوٰۃ فرض نہ ہوئی۔ فقر کی زندگی گزاری مگر آپ کے در سے کبھی کوئی سائل خالی نہ لوٹا۔ اس لیے کہ ان لوگوں کو دنیا اور مال و دولت سے محبت نہ تھی۔ ان کے دل میں اپنے یار کی محبت تھی اور اپنے یار کی محبت پر سب کچھ نچھاور کر دیا۔ ان کے نزدیک دنیا کی قدر و قیمت نہ تھی یہ تو فقط اپنے یار کو راضی کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے یہ لوگ دنیا میں رہے کمایا کھایا مال اور اولاد سب کچھ تھا دنیا کے تمام دھندے کرتے تھے مگر دل میں صرف اپنے یار کی محبت رکھتے تھے۔ اس لیے یہ بھوکے رہ کر بھی خوش و مطمئن تھے اور کھا کر بھی شاداں تھے۔ ان کے دل اللہ کے ذکر میں مشغول تھے۔ اس لیے انہیں کوئی پریشانی لاحق نہ تھی۔

قرآن فرماتا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ اے پریشان حال لوگو آؤ تمہیں پریشانی کا علاج بتائیں۔ اے بیمارو، اے غمزدہ پریشان حال لوگو! آؤ تمہیں بتائیں کہ تمہاری سب پریشانیوں کا ایک ہی حل ہے، ایک ہی علاج ہے۔ اپنے دل کو اللہ کے ذکر میں لگا لو تمہارے سینوں میں ٹھنڈک اور راحت پیدا ہوگی تو تمہیں بیماری میں بھی خوشی ملے گی تمہیں بھوک میں بھی راحت ملے گی۔ کوئی مصیبت کوئی دکھ تمہارے دل کو پریشان نہیں کر سکے گا۔ اگر یہ صرف اور صرف اپنے مالک کے ساتھ لگ گیا۔ اللہ کے ذکر میں مشغول ہوگیا۔ تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے پریشان نہیں کر سکتی۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (المنافقون:۹) اے ایمان والو! تمہارا مال و اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے۔ جس نے بھی اپنے رب کو بھلایا اس نے نفع

Marfat.com

نہ پایا خسارہ پایا۔ باہوؒ سلطان نے فرمایا۔

ادھی لعنت دنیا تائیں تے ساری دنیا داراں ہو
جیں راہ صاحب دے خرچ نہ کیتی لین غضب دیاں ماراں ہوُ
پیواں کولوں پتر کہاوے بھٹھ دنیا مکاراں ہوُ
جنہاں ترک دنیا دی کیتی باہوؒ لین باغ بہاراں ہوُ

آگے فرماتے ہیں

ایہہ دنیا زن حیض پلیتی ہرگز پاک نہ تھیوے ہوُ
جیں فقر گھر دنیا ہووے لعنت اُس دے جیوے ہوُ
حُب دنیا دی رب تھیں موڑے ویلے فکر کچیوے ہوُ
سہ طلاق دنیا نوں دیئے باہوؒ جے کر سچ پچھیوے ہوُ

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِين

Marfat.com

# بابِ پنجم

# خُلفائے راشدین

صدیقؓ عکس حُسنِ کمالِ محمد ﷺ است

فاروقؓ ظلِّ جاہ و جلال محمد ﷺ است

عثمانؓ ضیائے شمع جمال محمد ﷺ است

حیدرؓ بہارِ باغِ خصالِ محمد ﷺ است

ایمانِ ما اطاعتِ خلفائے راشدین

اسلامِ ما محبّت آلِ محمد ﷺ است

Marfat.com

# شانِ صدیق اکبر

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذَالِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ (الفتح ۲۹)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

میرے دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف بیان فرمائے ہیں مگر اس آیت کا عنوان محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کا عنوان بھی آقائے دو نام صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ صحابہ کرامؓ کو جو بھی عظیم مراتب حاصل ہوئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور غلامی کے باعث ملے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی تعریف سے پہلے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا۔ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کفار پر سخت ہیں رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ آپس میں نرم دِل ہیں تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا تو ان کو کبھی رکوع اور کبھی سجود میں دیکھے گا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا وہ اللہ کے فضل اور رضا کے متلاشی ہیں سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ

Marfat.com

اَثَرِ السُّجُوْدِ سجدوں کے نشانات اُن کی نورانی پیشانیوں سے عیاں ہیں ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ان کی تعریف صرف قرآن بیان نہیں کرتا بلکہ تورات اور انجیل میں بھی بیان کی گئی ہے۔

مفسرین کرام بیان فرماتے ہیں کہ یہ آیتِ مبارکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں نازِل ہوئی مگر اِس کے اندر جو چار صفات بیان ہوئیں ہیں یہ خلفائے راشدین کی تعریف ہے فرمایا وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں۔اس سے اگرچہ تمام صحابہ مُراد ہیں مگر بطورِ خاص اشارہ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔سب صحابہ ؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رہے۔ہر صحابیؓ چراغِ نبوت کا پروانہ تھا مگر جو معیت اور سنگتِ مُصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا ہوئی اور کسی کے حصہ میں نہ آئی۔اللہ تعالیٰ نے سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اور سنگت کے لیے چُنا کہ آپؓ مدینہ میں بھی، مکہ مکرمہ میں بھی ساتھ تھے اور بدر و حُنین کے معرکوں میں بھی۔دِن رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں گئے کوئی ایسا سفر نہیں، کوئی ایسا مرحلہ نہیں، کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ نہ ہوں۔کسی نے کیا سچ کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا ارے سایہ کیوں ہوتا سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھے۔اس معیت کی انتہا یہ ہے کہ زندگی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزاری اور قبرِ انور میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت مِلی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دِن سب سے پہلے میں اُٹھوں گا اور میرے ساتھ صدیقؓ ہوگا۔محشر میں جہاں جہاں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے وہاں وہاں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ضرور ہوں گے۔جنّت کے دروازے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افتتاح سے کھولیں گے تو صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ ہوگا، تمام انسانیت کی شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے تو صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ ہوگا، حوضِ کوثر پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم پیاسی اُمّت کو پانی پلائیں گے تو صدیقؓ

Marfat.com

ساتھ ہوگا، پُل صراط پر حضور ﷺ ڈگمگاتی ہوئی امت کا سہارا ہوں گے تو صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ ہوگا، جنّت میں آقا ﷺ کا بُلند ترین مقام ہوگا اور صدیقؓ ساتھ ہوگا۔ بھلا ایسی معیت، ایسی سنگت کسی اور کہاں نصیب ہوگی۔

پروانے کو چراغ بُلبُل کو پھول بس
صدیقؓ کے لیے ہے خُدا کا رسول ﷺ بس

کون صدیقؓ؟ جس کا امّت میں سب سے بُلند ترین مقام ہے۔ وہ صدیقؓ جس کا نام عبداللہ کنیت ابوبکر اور لقب صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ جس کی ماں سلمیٰ امّ الخیر اور والد ابو قحافہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جس کی نسلِ پاک کو یہ شرف ملا کہ خود بھی صحابی، باپ بھی صحابی، بیٹا بھی صحابی، پوتا بھی صحابی۔ وہ صدیقؓ جو سب سے پہلے ایمان لایا، وہ صدیقؓ جس نے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا، وہ صدیقؓ جس نے معراج کی تصدیق کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل! میرے معراج کی میری قوم تصدیق نہیں کرے گی، جبرائیل امین نے فرمایا اللہ کے محبوب ﷺ آپ کی تصدیق حضرت ابوبکرؓ کریں گے کیونکہ وہ صدیقؓ ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پُوچھا کہ ہمیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتایئے تو آپؓ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہستی وہ محترم ہستی ہے جس کا نام اللہ تعالیٰ نے حضرتِ جبرائیل اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی زُبان مبارک سے صدیقؓ رکھا۔ وہ نماز میں رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ تھے۔ صدیقؓ وہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کبھی ناراض نہیں ہوئے۔

سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی معیت کے لیے ازل سے ہی چُن رکھا تھا اس لیے زمانہء جاہلیت میں بھی آپؓ کا کردار پاکیزہ و مطہر تھا۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میرے والد ماجدؓ نے زمانہء جاہلیت میں بھی خود پر شراب حرام کر رکھی تھی۔ ایک دفعہ سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا آپؓ نے زمانہء جاہلیت میں کبھی شراب نوشی کی؟ تو آپؓ نے فرمایا بخدا میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ یہ خبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے سچ کہا، صدیق رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔

ہجرت کے موقع پر معیت کا شرف سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آیا۔ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیقؓ! ہمیں ہجرت کا حکم ملا ہے۔ آپؓ نے عرض کی جناب صلی اللہ علیہ وسلم! سامانِ سفر تیار ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ ثور میں تشریف لے گئے تو صدیقِ اکبرؓ کے کندھوں کو عظیم شرف ملا کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اُٹھا کر وہ غار تک لے گئے پھر غار کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ جانے دیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ٹھہرئے اندر دیکھتا ہوں کوئی چیز نہ ہو۔ غار میں تمام سوراخ بند کیے اور اپنی قمیض پھاڑ کر کوئی سوراخ نہ رہنے دیا۔ غار کو صاف کیا اور جھولی بچھا کر بیٹھ گئے۔ ایک سوراخ بچا اور اُس میں پاؤں کی ایڑی دبادی۔ اب عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے آیئے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ سیّدنا صدیق اکبرؓ کی قسمت پہ قربان جایئے کہ اللہ کے محبوب آپؓ کی جھولی میں سرِ انور رکھ کر سو گئے۔

غار میں مدّتوں سے بیٹھا ہوا سانپ آیا۔ اپنے تمام سُوراخ چیک کیے۔ کہیں سے نکلنے کا راستہ نہ مِلا۔ اُس سوراخ پر آیا جہاں صدیقؓ کی ایڑی رکھی ہوئی تھی۔ کسی عاشق نے کیا خوب کہا کہ سانپ نے زبانِ حال صدیقؓ سے کہا اے صدیقؓ مدّتیں گزر گئی ہیں میں اس انتظار میں بیٹھا ہوں کہ کب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں آئیں گے، زیارت کروں گا۔ اس لیے کئی سوراخ کھودے تاکہ یہ کوئی بند نہ کر سکے، ایڑی ہٹاؤ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے دو۔ آپؓ نے بھی زُبانِ حال سے

جواب دیا۔ اے سانپ صدیقؓ بھی مدّتوں سے اسی رات کا منتظر تھا۔ آج ایک صدیقؓ ہے اور اس کا محبوب۔ اس دیدارِ یار میں کسی اور برداشت نہیں کر سکتا۔ واپس چلا جا۔ سانپ نے کہا صدیقؓ ایڑی ہٹاؤ، میری زہر اتنی سخت ہے کہ اگر میں نے ڈسا تو جل کر راکھ ہو جاؤ گے۔ فرمایا اے سانپ تو اپنی زہر کو جانتا ہے مگر صدیقؓ کا عشق نہیں جانتا۔ آ تو اپنا زہر آزما میں عشق آزماؤں گا دیکھیں کہ کون کامیاب ہوتا ہے۔ تجھ جیسے لاکھ سانپ بھی صدیقؓ کی ایڑی کو نہیں ہٹا سکتے۔

حدیث مبارک میں آتا ہے کہ سانپ نے سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ کو ڈس لیا۔ آنکھوں پر زہر کا اثر اُتر آیا۔ آنسو جاری ہوئے۔ ایک آنسو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ ء انور پر گرا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پُرنور آنکھ کھولی اور فرمایا صدیقؓ کیوں رو رہے ہو۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سانپ نے ڈس لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایڑی نکالو۔ میرے ماں باپ قُربان صدیقؓ کی عظمت پر کہ جس کی ایڑی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن لگایا تو زہر کا اثر اُسی وقت ختم ہو گیا۔ اس سفرِ ہجرت میں سیّدنا صدیقؓ کو یہ بھی شرف حاصل رہا کہ ہجرت کے راز کو صرف اللہ اور اس کے رسول جانتے تھے مگر اس راز میں سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے تمام گھر والے راز داں تھے۔ آپؓ کی بیٹی حضرتِ اسماءؓ کھانا لاتیں۔ آپؓ کا بیٹا رات کو حالات بتاتا۔ آپؓ کا غلام غار کے پاس بکریاں لاتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُودھ پیتے۔ قُربان اس شرف پر ایسا عالی ترین شرف کسی خاندان کو نصیب نہیں ہوا۔

یہ سفرِ ہجرت اللہ تعالیٰ کو بھی اتنا پسند آیا کہ صدیقِ اکبرؓ کی معیت اور سنگتِ رسول پر اپنی خوشی کا اظہار قُرآن مجید کی آیتوں سے کیا۔ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج (التوبة: ۴۰) سیّدنا صدیقؓ فرماتے ہیں کہ کُفار ہماری تلاش میں غار کے مُنہ تک آ پہنچے اور اُن کے پاؤں نظر آرہے ہے

تھے۔ میں ڈرا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کفار تو ہمارے قریب آپہنچے ہیں۔ فرمایا صدیقؓ گھبراؤ نہیں۔ تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔ ان الفاظ کو قرآن مجید نے قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا۔ فرمایا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ج غار میں دو ہی تھے۔ جب اُس نے اپنے رفیق سے کہا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اگر صدیقؓ میرے ساتھ سودا کرے، مجھ سے پوری زندگی کے تمام نیک اعمال لے لے اور غار کی وہ رات جو حضور ﷺ کے ساتھ اُس نے زندگی گزاری تھی مجھے دے دے تو میں کہوں گا کہ میں نفع میں رہا۔

جب سرکارِ دو عالم ﷺ مدینہ شریف میں داخل ہونے لگے تو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ نے ایک جیسا سفید لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ سیّدنا صدیقؓ کے دِل میں آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو پہچاننے میں تردّد ہو۔ آپؓ نے اپنی چادر حضور ﷺ کے سر پر کر لی تا کہ لوگ پہچان جائیں کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے۔

جب سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو آپؓ کے پاس چالیس ہزار درہم موجود تھے اور ہجرت کر کے مدینہ آئے تو صرف پانچ ہزار درہم باقی تھے۔ باقی تمام مال حضور ﷺ پر خرچ کر دیا۔ غریب لاچار غُلاموں کو آزاد کرایا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سب مال پیش کر دیا۔ آقا ﷺ نے فرمایا ابوبکر صدیقؓ کے مال نے جتنا نفع دیا اتنا کسی کے مال نے نہیں دیا۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے عرض کیا میرے آقا ﷺ! میرا مال سب حضور ﷺ کا ہے۔ حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ابوبکرؓ کے مال کو اپنے مال کی طرح خرچ کیا۔

جنگِ تبوک کے موقع پر سیّدنا صدیقِ اکبرؓ نے گھر کا تمام سامان گٹھڑیوں میں باندھ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیا۔ گھر میں سوئی اور جھاڑو تک نہ

Marfat.com

چھوڑا۔ حضرتِ عُمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں سوچا کہ سیّدنا صدیقؓ ہر معاملے میں مجھ سے بڑھ جاتے ہیں آج صدیقؓ کے پاس اتنا مال نہیں ہے۔ میرے پاس بہت مال ہے۔ میں نے مال کے دو حصّے کیے۔ ایک حصہ گھر میں رکھا اور ایک آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ لیکن جب صدیقؓ کو سارا سامان اُٹھا کر لاتے دیکھا تو میں بے اختیار پُکار اُٹھا اے صدیقؓ خُدا کی قسم عُمر تجھ سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ سیّدنا صدیقؓ نے گلے کے کپڑے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیے اور خود ایک ٹاٹ پہن کر جس کے بٹن کانٹوں کے لگے ہوئے تھے حاضرِ خدمت ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پُوچھا صدیقؓ اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہیں۔

پروانے کو چراغ بُلبُل کو پھول بس صدیقؓ کے لیے ہے خُدا کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بس

اسی اثناء میں جبرائیل امینؑ وحی لے کر نازل ہوئے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ جبرائیل نے بھی صدیقؓ جیسا لباس پہن رکھا ہے اور اس کے جبہ میں بھی کانٹے لگے ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جبرائیل یہ کیا حالت ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک جبرائیل ہی نہیں آسمان پر سب فرشتوں نے تیرے یار کا لباس پہن رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو صدیقؓ کا یہ لباس اتنا پسند آیا کہ آج آسمان پر سب نورانی فرشتوں کو حکم ملا ہے کہ صدیقؓ جیسا لباس پہنو۔ اُسی طرح لباس کے ساتھ کانٹے بھی لگاؤ اور جبرائیل نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے صدیقؓ پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ صدیقؓ سے پوچھو کہ اے ابوبکرؓ! کیا تم مجھ سے اپنے اس فقر میں راضی ہو یا ناخوش۔ جب یہ الفاظ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے کہے تو آپؓ کی چیخیں نکل گئیں

Marfat.com

اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ابو قحافہ کا بیٹا اور مجھ سے میرا رب میری رضا پوچھے۔ میں راضی ہوں، میں راضی ہوں، میں بہت راضی ہوں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ میں نے ہر ایک کا احسان دنیا میں اتار دیا سوائے ابو بکرؓ کے۔ اس کا احسان میرے ذمّہ باقی ہے۔ یہ احسان اتنا عظیم ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی کو بدلہ عطا فرمائے گا۔

محدّثین کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کے رسول اللہ ﷺ وارث و قاسم ہیں۔ جس کو جو چیز عطا کرنا چاہیں عطا کر سکتے ہیں۔ جب آپ ﷺ خزانوں کے قاسم ہیں پھر آپ ﷺ نے سیّدنا صدیقؓ کو بدلہ خود کیوں نہ دیا؟ جب رسول اللہ ﷺ نے تمام صحابہؓ کے احسان کا بدلہ ادا کر دیا تو ایک صدیقؓ کو خدا پر کیوں چھوڑ دیا؟ فرمایا وجہ یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ چاہتے تو صدیقؓ جو طلب کرتے احسان کا بدلہ مل جاتا لیکن سرکارِ دو عالم ﷺ صدیقؓ کی طلب سے واقف تھے کہ اگر صدیقؓ سے کہا جائے کہ مانگو کیا مانگتے ہو تو محبت والے لوگ جانتے ہیں کہ صدیقؓ کیا مانگتے۔ اللہ کی قسم صدیقؓ اللہ کے رسول ﷺ کے سوا کچھ نہ مانگتے۔ اللہ کے محبوب ﷺ کی معیت کے سوا کچھ نہ مانگتے۔

رسول اللہ ﷺ کا جنت میں تمام انبیاء کرام سے بھی اعلیٰ ترین مقام ہو گا۔ صدیقؓ کی یہ خواہش کہ میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رہوں اور یہ معیت تمام انبیاء کرام سے بھی بُلند مرتبہ ہے۔ اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے یہ فیصلہ مالک الملک پر چھوڑ دیا۔ قیامت کے دن حضور ﷺ اپنے رفیق کو اللہ کو سامنے پیش کر کے فرمائیں گے۔ یا اللہ! یہ میرا رفیق صدیقؓ ہے۔ اس کے احسان کا بدلہ اُتار۔ یہ جو کچھ مانگے اس کو عطا کر۔ اللہ کی قسم صدیقؓ صِرف ایک ہی چیز مانگیں گے اور اللہ تعالیٰ آپؓ کو ضرور عطا کریں گے۔

Marfat.com

ع: صدیقؓ کے لیے ہے خُدا کا رسول ﷺ بس

ابوداؤد کی حدیث ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا۔ سوائے انبیاء کے اور کوئی ایسا شخص نہیں جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہو اور وہ صدیقؓ سے افضل ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا صدیقؓ خیر الناس ہیں۔

حضرت عُمر بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ لوگوں میں آپ ﷺ کو زیادہ عزیز کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ۔ میں نے عرض کیا مردوں میں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا عائشہؓ کے باپ۔ میں نے عرض کی ان کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا عمر ابن خطابؓ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی چیز کا جوڑا خدا کی راہ میں خرچ کر دے تو وہ جنت کے دروازوں سے اس طرح پُکارا جائے گا کہ اے خُدا کے بندے اس دروازے سے داخل ہو یہ دروازہ اچھا ہے۔ جو شخص نمازی ہے وہ نمازیوں کے دروازے سے، جو مجاہد ہے وہ جہاد کے دروازے سے، جو سخی ہے وہ صدقہ کے دروازے سے، جو روزہ دار ہیں وہ الرّیان سے پُکارا جائے گا۔ سیّدنا ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ خوش نصیب اُس شخص کے جوان تمام دروازوں سے پُکارا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے صدیقؓ! تم ان لوگوں میں ہو جن کا نام ان تمام دروازوں سے پُکارا جائے گا۔ قیامت کے دن جنت کے ہر دروازے سے صدا آئے گی۔ اے صدیقؓ ادھر آؤ، اے صدیقؓ ادھر آؤ حضور ﷺ نے فرمایا میں اللہ کے سوا کسی کو دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو دوست بناتا۔

بُخاری شریف میں ہے کہ حضرتِ عُمرؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے درمیان کچھ رنجش سی ہوگئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عُمرؓ سے فرمایا اے عُمرؓ! میں تم

Marfat.com

سے معذرت چاہتا ہوں۔ میری معذرت قبول کرو۔ آپؓ نے فرمایا نہیں۔ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چلے گئے۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کو آپؓ کے جانے کے بعد احساس ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے لیکن وہ وہاں موجود نہ تھے۔ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا تو صدیقِ اکبرؓ حاضر ہیں اور عرض کر رہے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور عُمرؓ کے درمیان کچھ ناراضگی ہوگئی تھی میں نے ان سے اظہارِ افسوس کیا۔ معذرت چاہی لیکن انہوں نے معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا اے ابو بکرؓ! اللہ تمہیں معاف کرے۔ جونہی حضرت عُمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ متغیر ہو گیا۔ چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا اب سیّدنا صدیقؓ کو سیّدنا عُمرؓ کے حال پر رحم آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنجیدہ دیکھ کر حضرت عُمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صدیقؓ سے دو گناہ قصور وار ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو جب اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت عطا کی تو تم نے مجھے جھٹلایا لیکن ابو بکرؓ نے میری تصدیق کی۔ لوگوں نے اپنا جان و مال مجھ سے چھپایا تو صدیقؓ نے اپنے جان و مال سے میری خدمت کی۔ آج تم میرے ایسے دوست کو چھوڑ رہے ہو۔ سیّدنا عُمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عہد کیا کہ زندگی بھر پھر ابو بکرؓ کو ناراض نہیں ہونے دوں گا۔

بُخاری شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غرور تکبّر سے اپنا کپڑا زمین پر لٹکائے گا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس پر نظر نہیں فرمائے گا۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پیٹ بڑا تھا۔ چادر و پاجامہ لٹک جاتا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سُنا تو فرمایا لوگو جو شخص تم میں سے میرا کپڑا لٹکا دیکھے تو میں اس کو زبان دیتا ہوں کہ وہ اس کو پھاڑ ڈالے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے

Marfat.com

صدیقؓ! تم ان غرور اور تکبر والوں میں سے نہیں ہو۔ یہ حکم تمہارے لیے نہیں ہے۔

مُسلم شریف کی حدیث ہے۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم میں سے کس نے آج روزہ رکھا ہے۔ سیّدنا صدیقؓ نے جواب دیا حضور ﷺ میں نے۔ حضور ﷺ نے فرمایا آج جنازہ میں کس نے شرکت کی؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور ﷺ میں نے۔ حضور ﷺ نے فرمایا آج مسکین کو کھانا کس نے کھلایا؟ صدیق اکبرؓ نے فرمایا میں نے۔ حضور ﷺ نے فرمایا آج مریض کی عیادت کس نے کی؟ سیّدنا ابوبکرؓ نے فرمایا حضور ﷺ میں نے۔ یہ سُن کر حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص میں اتنی خوبیاں جمع ہو جائیں تو جنت اس پر واجب ہوگئی۔ یوں لگتا ہے کہ صدیقؓ کے ان سارے اعمال کا حضور ﷺ کو علم تھا۔ اس لیے صحابہؓ کی موجودگی میں پوچھ رہے تھے تاکہ اُن پر واضح ہو جائے کہ صدیقؓ کی شان بہت بلند ہے۔

ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں شبِ معراج میں آسمانوں پر گیا۔ تو آسمانوں پر جابجا اپنا نام اور اپنے نام کے ساتھ ابوبکرؓ کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ حضرتِ سعید بن جبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ اے نفسِ مطمئنہ! کی تلاوت کی تو ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کیا خوب الفاظ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے صدیقؓ! موت کے وقت فرشتے تم سے یہی کہیں گے۔ جب آیت وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ حکم دیتے کہ میں خود ہلاک کر ڈالوں تو میں خود ہلاک کر ڈالتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا صدیقؓ تم نے سچ کہا۔

رسول ﷺ اور آپ کے کچھ صحابہؓ ایک تالاب پر تشریف لے گئے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص تیرتا ہوا اپنے دوست کے پاس جائے۔ صحابہ کرامؓ تیرتے ہوئے ایک دوسرے کے پاس گئے۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ رہ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا صدیقؓ کے پاس گئے۔ اُن کی گردن میں ہاتھ ڈال کر گلے لگا کر فرمایا۔ اگر میں اپنی زندگی بھر کے لیے کسی کو دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو دوست بناتا لیکن یہ میرے صاحب اور ساتھی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پسندیدہ خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ بندے کے لیے خیر کا ارادہ فرماتا ہے۔ ان میں سے کوئی ایک خصلت اُس میں پیدا فرما دیتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کو جنت مل جاتی ہے۔ سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کوئی خصلت میرے اندر بھی ہے؟ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صدیقؓ! تم میں تمام خصائل موجود ہیں۔

صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنکھ اُٹھا کر کسی کو بات کرنے کی ہمت نہ ہوتی۔ ہاں البتہ صدیقؓ و عُمرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف دیکھ کر باتیں کرتے۔

حضرتِ عُمرؓ فرمایا کرتے کاش میں صدیقؓ کے سینے کا ایک بال ہوتا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس سے گزرا۔ وہ صرف ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر میرے منہ سے بیساختہ نکلا کہ کوئی صحیفہ والا اللہ کو اتنا محبوب نہیں جتنا یہ ایک کپڑے والا اس کو محبوب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب وصال کا وقت قریب آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خُطبہ دیا اور فرمایا بندے کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہے چاہے تو یہاں رہے اور چاہے تو رفیق الاعلیٰ کے ساتھ۔ پھر فرمایا لوگو! مسجد کی طرف تمام دروازے بند کر دیئے جائیں سوائے بابِ ابوبکرؓ کے۔

Marfat.com

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ جبرائیل میرے پاس آئے اور اُنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ سے مشورہ کیا کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا کہ جبرائیل میرے پاس آئے تو میں نے کہا اے جبرائیل عُمرؓ کے فضائل بیان کیجیے۔ جبرائیل نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر نوحؑ کی عمر تک میں عُمرؓ کے فضائل بیان کروں تو تب بورے نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ عُمرؓ کے فضائل ابو بکرؓ کے فضائل کا ایک جزو ہیں۔

حُجۃ الوداع سے واپس آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! ابو بکرؓ نے مجھے کبھی رنج نہیں پہنچایا۔ اس کو یاد رکھو۔ اے لوگو! میں ان سے راضی ہوں اس کو یاد رکھو۔

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدیقؓ و عُمرؓ سے محبت رکھنا ایمان اور ان سے بغض رکھنا کُفر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اے خلیفۃ الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم اُسامہ کے لشکر کو روک لیجیے۔ اس لیے کہ حالات خراب ہیں۔ آپؓ نے فرمایا خدا کی قسم! میری جان بھی چلی جائے تو میں اس لشکر کو نہیں روک سکتا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ کر چکے ہیں۔ پھر کہا گیا کہ حضرت اُسامہؓ کی جگہ کسی تجربہ کار شخص کو امیرِ لشکر بنا دیں۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ صدیقؓ کی کیا مجال اُس شخص کو ہٹائے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا ہو۔

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بہت قدر و منزلت تھی۔ اتنی شان کا باوجود عاجزی اور خشیّتِ الٰہی کا یہ عالم تھا کہ آپ کبھی ایک چڑیا کو دیکھتے تو سرد آہ بھر کر فرماتے اے چڑیا! تو کتنی خوش نصیب ہے تجھ سے کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔ کاش ابو بکرؓ تجھ جیسا ہوتا۔ کبھی فرماتے کاش میں بندہ مومن

Marfat.com

کے سینے کا ایک بال ہوتا۔ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو لکڑی کی طرح ساقط ہو جاتے۔ آپؓ فرماتے کاش میں درخت ہوتا جس کو کھالیا جاتا یا کاٹ دیا جاتا، کاش میں سبزہ ہوتا کہ مجھے چوپائے چر جاتے۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے صدمے میں آپؓ کا جسم مُبارک گھلنے لگا۔ آپؓ نے تریسٹھ سال کی عُمر میں تیرہ ہجری بائیس جمادی الآخر کو انتقال فرمایا۔ بوقتِ وصال حضرت علیؓ سے وصیّت کی کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو غُسل دیا تھا۔ مجھے بھی غسل دینا اور اپنی بیٹی حضرت عائشہؓ سے فرمایا اے بیٹی! مجھے ان دو کپڑوں میں دھوکر دفنا دینا۔ اُنہوں نے روکر عرض کیا کیا خلیفۃ الرّسول ﷺ کے لیے کفن بھی نہیں؟ آپؓ نے فرمایا تیرے باپ کی عزّت وذلّت خراب یا اچھے کفن سے وابستہ نہیں۔ نمازِ جنازہ حضرت عُمرؓ نے پڑھایا۔ آپؓ نے فرمایا کہ جنازے کے بعد میری میت کو رسول اللہ ﷺ کے حجرہ اقدس کے پاس رکھ دینا اور عرض کرنا کہ غُلام حاضر ہے۔ اجازت ملے تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دفنا دینا اور ورنہ کسی عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ جب جنازے کے بعد آپؓ کو رسول اللہ ﷺ کے حُجرہ کے قریب لایا گیا تو اندر سے صدا آئی رفیق کو رفیق کے ساتھ ملا دو۔ حُجرہ مبارک کا دروازہ خُود بخُود کھل گیا۔ اللہ تعالیٰ لاکھ لاکھ رحمتیں نازل فرمائے سیّدنا ابو بکر صدیقؓ پر۔ مختصر سے وقت میں آپؓ کے مختصر فضائل بیان کیے۔ اللہ تعالیٰ قبول ومنظور فرمائے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْن

ساری دُنیا میں ہے کوئی میرے آقا جیسا
سیّد کون و مکاں، خواجہ ء بطحا جیسا
ابو بکرؓ اور عمرؓ، حیدرؓ و عثمانِ غنی
چار یارانِ نبی ؐ، عکس نبی ؐ کا جیسا

Marfat.com

# شانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَ مَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

میرے دوستو، بزرگو پیر بھائیو!

جو آیتِ کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا پہلا حصّہ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ پر شانِ صدیقؓ کے موضوع پر پچھلے جمعہ کو ہم نے بیان کیا تھا۔ آج اُس آیت کا اگلا حصّہ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کی تفسیر سیّدنا عُمرِ فاروقؓ کی شان پر کچھ عرض کروں گا۔

جس طرح میں نے پہلے عرض کیا تھا۔ یہ آیتِ مُبارکہ تمام صحابہ کرامؓ کی شان میں نازِل ہوئی۔ لیکن اس کے خاص اشارے خُلفائے راشدین کی صفات کی طرف ہیں۔ یہ جو فرمایا اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ تمام صحابہ کرامؓ کُفّار پر سخت ہیں۔ مگر یہ خاص اشارہ سیّدنا عُمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔ کیونکہ کُفّار کے سامنے ڈٹ جانا اور کُفّار پر سب سے زیادہ سختی کا مظاہرہ کرنا اور کُفّار کو رعب و دبدبہ میں رکھنا یہ عُمرِ فاروقؓ کی خاص شان تھی۔ کمال تو یہ ہے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عُمرؓ! ابلیس بھی تجھ سے ڈرتا ہے

اور جس راہ سے تو چلتا ہے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

ہیبتِ عمرؓ کا اندازہ اس سے لگائیے کہ جب اسلام قبول کیا تو ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے اسلام کو پوشیدہ نہ رکھا۔ بلکہ کلمہ پڑھتے ہی سیدھا ابو جہل کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اُس نے پُوچھا کون تو آپؓ نے فرمایا میں عُمرؓ بن خطاب ہوں اور کان کھول کر سُن لو میں نے تیرا دین چھوڑ دیا ہے۔ اسلام قبول کر لیا ہے۔ ابو جہل نے ڈر کے مارے دروازہ بند کر لیا۔

ہیبتِ فاروقی اور قوّتِ فاروقی پر قربان جاؤں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ دُعا فرمائی تھی کہ یا اللہ عمرؓ بن خطاب یا عمر بن ہشام کے ذریعے سے اسلام کو قوّت عطا فرما۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مالک سے عُمر کو خود اسلام کے لیے طلب کیا۔

کمال یہ ہے سارے زمانے پر عُمر کی ہیبت تھی لیکن عُمرؓ پر قرآن اور صاحبِ قرآن کی ہیبت چھائی ہوئی تھی۔

سیّدنا عُمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ایک دن مجھے کسی نے کہا کہ تمہاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں تو میں غصّے سے اُن کے گھر آیا اور بہن اور بہنوئی کو مارا۔ میں نے دیکھا کہ قرآن مجید وہاں پڑا ہے۔ میں نے کھولا تو شروع میں بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم لکھا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ کے نام سے لرز گیا اور یہ مقدّس کتاب میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ کچھ دیر بعد میرے اوسان بحال ہوئے۔ میں نے پھر اُٹھایا اس مرتبہ میری نظر اس آیت پر پہنچی سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج (حدید:۱) جو زمین اور آسمان میں ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے۔ میں پھر لرزہ براندام ہوا۔ مجھ پر خوف اور کپکپی طاری ہو گئی۔ تیسری بار جب پھر میں نے اُسے پڑھا تو میری نظر اس آیت پر پڑی اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (النساء:۱۳۶) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ تو بے ساختہ میری زبان سے نکلا اشھد ان لا الہ الا اللہ۔

Marfat.com

## صاحبِ قرآن کی ہیبت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں گھر سے نکلا۔ خانہ کعبہ شریف میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجر کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کچھ نماز پڑھی اور وہاں سے تشریف لے گئے۔ اُس وقت میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کلام سُنا جو اس سے پہلے کبھی نہیں سُنا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس جانے لگے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل پڑا۔ آپ نے قدموں کی آہٹ سُن کر فرمایا کون تو میں نے کہا عمرؓ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف مُڑ کر فرمایا اے عمرؓ تم دن رات میرا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ہر وقت میرے پیچھے لگے رہتے ہو۔ یہ الفاظ اتنے پُر رعب تھے کہ میں ڈر اور خوف میں مبتلا ہو گیا۔ میں نے سوچا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے میرے بارے میں بددُعا نکلی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ مجھ پر ایک خوف طاری ہوا اور میں نے فوراً پڑھا اشھد اَن لا الہ الااللہ وانک رسول اللہ آپ نے فرمایا اے عمرؓ اس کو پوشیدہ رکھو۔ میں نے عرض کیا مجھے اُس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا بنا کر بھیجا ہے جس طرح میں اپنے شرک کو ظاہر کرتا رہا اسی طرح اپنے اسلام کا بھی اعلان کروں گا۔

## لقبِ فاروقؓ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اسلام قبول کیا اُس وقت جتنے بھی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ اُنہوں نے میرے اسلام قبول کرنے کی خُوشی میں اس زور سے نعرہ تکبیر بُلند کیا کہ تمام اہلِ مکہ نے سُنا۔ جبرائیل امین نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان والے حضرت عمرؓ کے ایمان لانے پر مُبارک باد پیش کرتے ہیں۔ نماز کا وقت ہوا تو مسلمان نماز پڑھنے لگے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم حق پر

Marfat.com

نہیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں ہم حق پر ہیں ۔اس پر میں نے عرض کیا پھر یہ چھپنا اور پردہ کیا۔ ہم چھپ کر نماز نہیں پڑھیں گے ہم مسجدِ حرام میں نماز پڑھیں گے اور اپنے اسلام کا اعلان کریں گے۔تمام مسلمانوں نے دو صفیں بنالیں ۔ایک صف میں مَیں اور دوسری میں حضرتِ امیر حمزہؓ تھے اس طرح مُسلمان صفوں کی شکل میں مسجدِ حرام میں داخل ہوئے۔قُریش نے مجھے اور حضرت حمزہؓ کو مسلمانوں کی صفوں میں دیکھا تو سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔اُن کی ہمت یہ نہ ہوئی کہ مسلمانوں کو روکیں ۔اِس دِن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔فرمایا اسلام ظاہر ہو گیا اور حق و باطل کے درمیان فرق پیدا ہو گیا۔

حضرت ابنِ مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عُمرؓ ایمان لائے تب اسلام ظاہر ہوا۔ہم کعبہ کے گرد بیٹھنے لگے۔آزادی سے طواف کرتے اور مُشرکین سے بدلہ لینے اور اِن کا جواب دینے کے قابل ہو گئے۔

## ہجرتِ فاروقؓ

تمام صحابہ کرامؓ نے چھپ چھپا کر مدینہ کی طرف ہجرت کی مگر جب اللہ کے شیر سیّدنا عُمرِ فاروقؓ نے ہجرت کا ارادہ کیا۔اپنی تلوار ہاتھ میں لی، شانے پر کمان لٹکائی، تیر لٹکائے، کعبۃ اللہ میں تشریف لائے۔وہاں سردارانِ قُریش بیٹھے تھے۔ آپؓ نے اُن کے سامنے کعبہ کا طواف کیا پھر اُن قُریش کے پاس آئے اور فرمایا تمہاری صورتیں بگڑیں، تمہارا ستیاناس ہو جائے، ہے تم میں کوئی جو اپنی ماں کو رُلائے، جس کے بیٹے یتیم ہوں اور جو اپنی بیوی کو بیوہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔آئے مجھے روکے کیونکہ میں آج ہجرت کر رہا ہوں اور تمہیں بتا رہا ہوں۔ کسی میں ہمت ہے تو آ کر میرا راستہ روکو۔مگر ہیبتِ فاروقؓ کے سامنے کسی کی مجال تھی کہ سامنے آتا۔

Marfat.com

## شانِ فاروق رضی اللہ عنہ

بخاری اور مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے جنت کا مشاہدہ کیا۔ اس میں بہت خوبصورت محل دیکھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس محل کے اندر ایک عورت بیٹھ کر وضو کر رہی ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کا محل ہے، فرشتوں نے عرض کیا یہ قصرِ عمرؓ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب بیان کر کے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے عمرؓ میں نے تمہارے غیرت کے باعث اس میں قدم نہیں رکھا اور واپس آ گیا۔ یہ الفاظ سُننے تھے کہ حضرت عمرؓ کی چیخ نکل گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیرت کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب میں لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا گیا اُنہوں نے جو قمیصیں پہن رکھی تھیں وہ بعض کے سینوں تک تھیں اور بعض کی کچھ نیچے تھیں۔ جب عمرؓ کو پیش کیا گیا تو ان کی قمیض زمین سے گھسٹتی جا رہی تھی صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ قمیض کیا تھی۔ فرمایا اللہ کا دین۔

بُخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں محدث یعنی صاحب الہام گُزرے ہیں۔ میری امت میں کوئی ہو سکتا ہے تو عمرؓ ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کی زبان اور قلب پر حق جاری کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ بن خطاب ہوتا۔

حضرت ابی بن کعب صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جس سے خداوند تعالیٰ سب سے پہلے مصافحہ کرے گا، سلام بھیجے گا اور ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا وہ عمرؓ بن خطاب ہے۔

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دن جبرائیل امین نے دربارِ

Marfat.com

روایت میں ہے کہ جبرائیلؑ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حضرت عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجا

ہے اور فرمایا ہے کہ ان سے کہہ دیجئے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور ان سے کہہ دو کہ غصے کی

حالت میں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام آسمانوں کے فرشتے عمرؓ کی عزت کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ جس راستے سے گزرتے ہیں شیطان اس راستے سے گریز کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے جبرائیل نے کہا کہ اسلام عمرؓ کی موت پر روئے

گا۔

حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا جس نے عمرؓ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے عمرؓ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے کہ تمام روئے زمین پر مجھے عمرؓ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔ جب بیمار ہوئے سیدنا صدیق اکبرؓ سے کسی نے پوچھا کہ خدا تعالیٰ کو کیا جواب دو گے کہ تم نے عمرؓ کو خلیفہ مقرر کیوں کیا۔ آپؓ نے فرمایا میں عرض کروں گا یا اللہ رسول اللہ ﷺ کی امت میں جو سب سے بہتر تھا اس کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔

## محبتِ رسول ﷺ اور فاروقِ اعظمؓ

رسول اللہ ﷺ سے عشق و محبت حضرت عمرؓ کی رگ و جان میں بسا ہوا تھا۔ ایک دن سرکارِ دو عالم ﷺ نے پوچھا اے عمرؓ! تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مال و اولاد اور جان کے درمیان حضور ﷺ کی محبت مشترک ہے۔

حضور ﷺ نے اپنا دستِ انور سیدنا عمرؓ کے سینہ مبارک پر رکھا۔ فرمایا اب بتاؤ۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مال و اولاد کی محبت تو ختم ہو گئی البتہ جان کی محبت باقی ہے۔ حضور ﷺ نے پھر اپنا دستِ انور آپؓ کے سینہ پر رکھا۔ فرمایا اب بتاؤ، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم آپ ﷺ کی محبت کے سوا تمام محبتیں رخصت ہو گئیں۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے فرمایا اے عُمر تمہارا ایمان اب مکمل ہوا ہے۔ لا یؤمن احد کم حتّی اکون احبّ الیہ من وّلدہٖ وّولدہٖ والناس اجمعین تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنی اولاد، والدین اور دُنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرے۔

جب حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے فرائض سنبھالے تو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا لوگو! تمہیں مجھ سے یہ شکایت ہے کہ میں سخت ہوں۔ تم جانتے ہو کہ میں سخت کیوں تھا۔ اس لیے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا سپاہی تھا۔ حضور ﷺ کے آگے آگے ننگی تلوار لے کر چلتا تا کہ کوئی منافق و کافر میرے آقا ﷺ کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھ سکے۔ جب میں آقا ﷺ کے ساتھ چلتا۔ اپنے چہرے پر غُصہ لے آتا، آنکھیں سُرخ کر لیتا اور اپنا چہرہ ہیبت ناک کر لیتا۔ یہ سب کُچھ میں اپنے آقا ﷺ کے لیے کرتا۔ میں فطری طور پر سخت نہ تھا۔ آقا ﷺ کی محبت اور چاکری نے مجھ کو سخت کر دیا۔ اب وہ فرض ختم ہو چُکا۔ خدا کی قسم اب تم مجھ کو والدین سے بھی زیادہ نرم پاؤ گے۔
حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے اس قدر والہانہ عشق تھا کہ ایک لمحہ بھی حضور ﷺ سے دُور نہ تھے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد تو آپؓ کی حالت عجیب تھی۔ جب سُنا کہ آقا وصال فرما گئے ہیں تو صبر وضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ ہاتھ میں ننگی تلوار لے کر مسجد نبوی ﷺ میں آئے اور فرمایا خبردار جس کے مُنہ سے یہ سُنا کہ حضور ﷺ انتقال فرما گئے ہیں میں اُس کا سر قلم کر دوں گا۔ جب سیّدنا صدیق اکبرؓ نے ممبرِ رسول ﷺ پر خُطبہ دیا کہ لوگو! اگر تم محمد الرسول اللہ ﷺ کی عبادت کرتے تھے تو بے شک وہ دُوسرے انبیاء کی طرح رُخصت ہو گئے اور اگر اللہ کی عبادت کرتے ہو تو وہ زندہ حیّ قیّوم ہے۔ جب قُرآن مجید کی آیات پڑھیں تو حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ آپؓ کے زمانہ خلافت میں جب بھی کبھی رسول اللہ ﷺ کا

ذکر آتا آپؓ کے چہرے پر عشق ومحبت اور وصال کی عجیب کیفیت طاری ہو جاتی۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک رات رعایا کی پاسبانی کے لیے گشت کر رہے تھے۔ دیکھا تو ایک گھر میں چراغ روشن ہے اور ایک بوڑھی عورت چرخہ پر اون کات رہی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ اشعار گنگنا رہی ہے۔

علی محمد صلوٰۃ الابرار — صل علیہ الطیبون الاخیار

قد کنت قوماً بکاءً بالا سحار — یا بیت شعری و المنا یا اطوار

هل تجمعنی و حبیبی الدار

وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں یہ اشعار پڑھ رہی تھی اور ساتھ ساتھ رو رہی تھی۔ حضرت عمرؓ نے دستک دی۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ عورت نے گھبرا کر کہا کون؟ فرمایا عمرؓ۔ عورت اور گھبرا گئی۔ فرمایا گھبراؤ نہیں دروازہ کھولو۔ کانپتے ہوئے ہاتھوں سے دروازہ کھولا تو سیّدنا عُمر نے فرمایا مجھے وہ شعر سُناؤ جو تم پڑھ رہی تھی۔ وہ ڈر سے کانپنے لگی۔ فرمایا ڈرو نہیں۔ خدا کے لیے مجھے وہ فراق بھرے الفاظ سُناؤ۔ اور اسی درد و سوز میں سُناؤ جس طرح تم پہلے پڑھ رہی تھی۔ عورت نے جب اشعار پڑھنا شروع کیے تو حضرت عمرؓ نے رونا شروع کر دیا اور جب اس مصرعہ پر پہنچی

هل تجمعنی و حبیبی الدار

ایک چیخ ماری اور سیّدنا عُمرؓ نے فرمایا یہ کہو کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کو ملیں گے۔ اور پھر کچھ لمحے کے لیے بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آیا۔ گھر آئے کئی دنوں تک بخار میں مبتلا رہے۔

شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے غلام اور پاسبان حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ آدھی رات کا وقت ہے اور اکیلی عورت ہے اُس کے گھر میں

داخل ہونا شریعت میں منع ہے۔بس ذِکرِ حبیب ﷺ سُنا تو ایسے بے تاب ہوئے، ایسے خود رفتہ ہوئے کہ سب کچھ بھول گیا اور اُس عورت سے وہ شعر سُننے کی فرمائش کی جو یار کے فراق میں تھے۔

جب آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وظائف مقرر کیے تو سب سے زیادہ وظائف اہلِ بیت کے مقرر کیے۔ کچھ لوگوں نے اعتراض کیا۔تو آپؓ نے فرمایا میرا معیار رسول اللہ ﷺ کی قُربت ہے اور کچھ نہیں ۔جس کو جتنی رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قُربت ہوگی اس کا وظیفہ بھی اتنا زیادہ ہوگا۔آپؓ کے بیٹے نے عرض کیا کہ جناب حضرت اُسامہؓ سے میرا وظیفہ کم ہے۔حالانکہ میں ہر لحاظ سے اُسامہؓ سے بہتر ہوں۔آپؓ نے فرمایا اے عبداللہؓ! اسامہؓ کو تجھ سے رسول اللہ ﷺ زیادہ چاہتے تھے اور اسامہ کے باپ کو تیرے باپ سے زیادہ چاہتے تھے۔اس لیے میں نے وظیفہ تم سے زیادہ مقرر کیا۔

ایک دفعہ آپؓ کے بیٹے عبداللہ حضرتِ امام حسینؓ کے ساتھ کھیل رہے تھے۔تو حضرت امام حسینؓ نے فرمایا ائے غلام زادے یعنی تم ہمارے غلام کے بیٹے ہو۔آپ کے بیٹے دوڑتے ہوئے آپؓ کے پاس آئے اور عرض کی یا امیرالمؤمنین حضرتِ امام حسینؓ نے مجھے غلام زادہ کہا ہے کہ تم ہمارے غلام کے بیٹے ہو۔آپؓ فرمایا نہیں میں نہیں مانتا انہوں نے ایسا نہیں کہا۔حضرت عبداللہ نے عرض کی جناب کہا ہے۔آپؓ نے فرمایا اگر انہوں نے واقعی ایسا کہا ہے تو اُن سے لکھوا کر لے آؤ۔حضرت عبداللہؓ دوڑتے ہوئے گئے حضرت امام حسینؓ سے عرض کی آپؓ نے مجھے غُلام زادہ کہا ہے؟ آپؓ نے فرمایا ہاں۔انہوں نے کہا اگر ایسا ہے تو مجھے لکھ کردو۔آپؓ نے اسی وقت فوراً لکھ کردے دیا۔

امیر المؤمنین عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ ہمارا غلام ہے۔وہ یہ لکھا ہوا کاغذ لے کر سیّدنا

Marfat.com

عمرؓ کے پاس آئے اور کہا یہ ہے جناب حضرت امام حسینؓ کا لکھا ہوا۔ آپؓ نے فرمایا میں اب بھی نہیں مانتا اگر انہوں نے لکھ کر دیا ہے تو اُنہیں کہو کہ خود آ کر تصدیق کریں۔ آپؓ کے بیٹے عبداللہ پھر حضرت امام حسینؓ کے پاس گئے اور کہا کیا آپؓ نے مجھے غلام زادہ کہا ہے۔ آپؓ نے فرمایا ہاں۔ کیا آپؓ نے مجھے لکھ کر دیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا ہاں۔ تو انہوں نے کہا پھر آیئے امیر المؤمنین کے سامنے اس بات کی تصدیق کرو۔ سیّدنا علیؓ شیرِ خدا کے بیٹے کو اس بات کا خوف بھی نہ آیا کہ کس شخص کے سامنے جا کر یہ کہنا ہے کہ عُمرؓ ہمارا غلام ہے۔ وہ عمر رضی اللہ عنہ جس سے قیصر و کسریٰ کے بادشاہ لرزہ براندام تھے۔ ان کے سامنے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ آ گیا حضرت عمرؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کیا یہ تحریر آپؓ کی ہے؟ اور کیا آپؓ نے فرمایا ہے کہ عمرؓ ہمارا غلام ہے۔ آپؓ نے بلا جھجک فرمایا ہاں یہ تحریر میری ہے اور میں نے کہا ہے کہ عمرؓ ہمارا غلام ہے۔ سیّدنا عمر فاروقؓ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ سیّدنا امام حسینؓ کے ہاتھ کو چُوما پھر مُنہ کو چُوما، پھر اس تحریر کو چُوما اور فرمایا لوگو! عمرؓ آج کامیاب ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غُلامی کا سرٹیفکیٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے مل گیا ہے۔ اپنے بیٹے کی طرف مُنہ کر کے فرمایا بیٹا! جب میں مر جاؤں تو یہ تحریر میرے کفن پر رکھ دینا۔

ایک دن حضرت عمر فاروقؓ مسجد میں نماز کے لیے آ رہے تھے۔ بارش ہو رہی تھی۔ آپؓ ایک گلی سے گزرے۔ گلی تنگ تھی۔ پرنالے سے بارش کا پانی بہہ رہا تھا۔ گلی تنگ ہونے کے باعث پرنالے کا پانی آپ کے کپڑوں پر آیا۔ آپؓ مسجد میں تشریف لائے۔ کپڑے دھوئے جماعت کروائی اور فرمایا فلاں گلی میں فلاں مکان پر جو پرنالا ہے جاؤ وہ پرنالہ ابھی اکھیڑ کر لے آؤ اور اس گھر کے مالک کو بھی بلا کر لے آؤ۔ خدام گئے، پرنالہ اکھیڑا اور گھر کے مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیّدنا عباسؓ کو بھی بلا لائے۔ سیّدنا عمرؓ نے جب دیکھا کہ پرنالہ کے ساتھ حضرت عباسؓ تشریف لائے ہیں تو

Marfat.com

آپؓ نے پوچھا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کیا یہ پرنالہ آپؓ کا تھا۔ آپؓ نے فرمایا ہاں امیر المؤمنین میرا ہے۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ پرنالہ تنگ گلی میں مسجد کے راستے پر ہے۔ اور بوقت بارش لوگوں کے کپڑے بے نماز کرتا ہے۔ آپؓ نے فرمایا ہاں مجھے اس بات کا علم ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا پھر یہ پرنالہ آپؓ نے کیوں لگا رکھا ہے۔ فرمایا امیر المؤمنین ایک دن میں یہ پرنالہ لگا رہا تھا۔ مکان اونچا تھا سیڑھی نہ تھی مجھ سے یہ پرنالہ لگ نہ رہا تھا۔ میرے اور آپؓ کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے اور فرمایا چچا! کیا تم سے یہ پرنالہ نہیں لگ رہا۔ آؤ میں تمہیں اُٹھاتا ہوں اور یہ پرنالہ لگاؤ۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ قُربان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُٹھاتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لگائیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُٹھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پرنالہ اپنے دستِ مبارک سے لگایا۔ اے امیر المؤمنین یہ پرنالہ سارے جہان کو تکلیف دے عباسؓ اس کو نہیں اُکھیڑ سکتا۔ کیونکہ یہ پرنالہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے لگایا تھا۔ بس یہ الفاظ سننا تھے کہ حضرت عمرؓ کی چیخ نکل گئی۔ غش کھا کر زمین پر گرے، ہوش میں آئے، آہ بھری اور فرمایا اے عمرؓ تو نے اس پرنالے کو اکھیڑ دیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے لگایا پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا آؤ آج تمہیں میں اُٹھاتا ہوں پھر یہ پرنالہ اُسی جگہ پر لگا دو۔ پرنالہ لگا دیا گیا۔ آپؓ نے کئی غلام آزاد کئے اور کئی دِنوں تک اسے یاد کر کے روتے رہے۔

صُلح حدیبیہ کے موقع پر جب صلح نامہ لکھا جا رہا تھا۔ تو حضرتِ عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم حق پر نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! نے فرمایا کیوں نہیں۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس طریقے سے کیوں دب کر صلح کر رہے ہیں۔ ہمیں کفّار کے سامنے نہیں دبنا چاہیے۔ یہ الفاظ تھوڑے سے بلند آواز اور غصے میں کہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جو کچھ میرا رب مجھے

حکم دیتا ہے۔ میں وہی کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے مگر ساری زندگی اس بات پر نالاں اور پریشان رہتے اور اپنے آپ سے کہتے اے خطاب کے بیٹے تیری کیا مجال کہ تو نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ الفاظ کہے۔

## فاروقؓ کی رائے اور اللہ کا قرآن

احادیث کی کتب میں موجود ہے کہ بیس مواقعوں پر حضرت عمرؓ نے جو رائے دی اللہ تعالیٰ نے اس کے مطابق وحی نازل فرما کر حضرت عمرؓ کی رائے کو قرآن بنا دیا۔

حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ازواجِ مطہراتؓ کا پردہ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم نازل فرما دیا۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں مقامِ ابراہیم علیہ السلام کو ہم جائے نماز بنائیں تو یہ رائے قرآن بن کر اُتری۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ شراب حرام ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل فرما دیا۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی منافق کا جنازہ نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ رسولِ خدا کا دشمن تھا کہ وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا (التوبۃ: ۸۴) کی آیت مبارک نازل ہو کر حضرت عمرؓ کی رائے قرآن بن گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بدر کے قیدیوں کو قتل کر دیا جائے۔ صدیق اکبرؓ کی رائے کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ مگر عمر رضی اللہ عنہ کی رائے قرآن بن کر اُتری کہ اے محبوب ﷺ! آئندہ جو کافر گرفتار ہوں ان کو فدیہ دے کر نہ چھوڑا جائے۔ کسی پیغمبر کو یہ زیبا نہیں کہ وہ فدیہ لے کر کافروں کو چھوڑ دے۔

حضرت عائشہؓ پر بہتان لگا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے رائے

Marfat.com

پوچھی۔آپؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ عائشہ کے ساتھ آپ ﷺ کا نکاح کس نے کیا؟ فرمایا اللہ نے۔تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا میرے آقا ﷺ کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ سے ان کا عیب پوشیدہ رکھا ہوگا۔اللہ کی قسم یہ بہتان عظیم ہے۔بس سیّدنا عُمرؓ کے یہی الفاظ قُرآن بن گئے۔فرمایا

سُبۡحٰنَكَ هٰذَا بُهۡتَانٌ عَظِيۡمٌ ○ (النور:۱۶)

ابتدائے اسلام میں رمضان شریف کی راتوں میں بیویوں سے قُربت منع تھی۔حضرت عُمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس کی اجازت دے دیجیے تو اللہ نے عُمرؓ کی رائے کو تمام اُمت کے لیے قانون بنادیا اُحِلَّ لَكُمۡ لَيۡلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ۔

حضرتِ عُمر رضی اللہ عنہ نے ایک منافق کو قتل کردیا تو اس کے ورثاء نے شور مچایا کہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے ایک مسلمان کو قتل کردیا ہے لہٰذا اس کا بدلہ دیا جائے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت عُمرؓ کی بریت کا اعلان کیا فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ اے محبوب ﷺ! تیرے محبوب کی قسم جس کو تیرے غُلام عُمرؓ نے قتل کیا ہے وُہ مسلمان نہیں تھا۔

ایسے بیس مقامات ہیں جہاں حضرت عُمرؓ کی رائے پر اللہ تعالیٰ نے شریعتِ محمدی ﷺ کا قانون بنایا۔

## جامع شخصیت

اگر حضرت عُمرؓ کے حالات، آپؓ کے نظامِ حکومت، آپؓ کی فراست اور دوسرے اوصاف پر نظر ڈالی جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ وُہ سکندر بھی تھے اور ارسطو بھی، وُہ مسیح بھی تھے اور لقمان بھی، وُہ نوشیرواں بھی تھے اور تیمور بھی، وُہ امام حنیفہ بھی تھے اور ابراہیم ادھم بھی۔دُنیا میں جتنے بھی حکمران گزرے ہیں ہر ایک کے سامنے کسی نہ کسی حکومت کا کوئی خاکہ موجود تھا۔لیکن قُربان جائیں سیّدنا عُمرؓ پر کہ جن کے زمانے سے پہلے کوئی مثالی حکومت نہ تھی۔آپؓ کا تمام نظامِ حکومت آپؓ کی فراست، عقل وعلم

Marfat.com

اور تفکر کا نتیجہ تھا۔ تمام محکمے آپؓ نے خود اختراع کیے اور جس طرح نظامِ حکومت قائم کیا وُہ آج چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود بھی تمام دُنیا کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ حضرت عمرؓ کا سب سے بڑا کمال یہ تھا کہ نظامِ حکومت میں جس آدمی کے ذمہ جو کام لگایا، جو ذمہ داری اس کو سونپی ایسا لگتا تھا کہ خدا نے اس کو پیدا ہی اس کے لیے کیا تھا۔ پھر اس سے بھی بڑا کمال یہ ہے کہ دُنیا کے تمام بادشاہوں کی حکومتیں کسی ایک شخص کی قابلیت پر چلتی رہیں لیکن سیّدنا عُمرؓ کو صِرف اپنے دستِ بازو پر بھروسہ تھا سیّدنا خالدؓ جیسے عظیم جرنل کو سپہ سالاری سے الگ کر دیا تو پھر بھی فتح و کامرانیوں میں کوئی فرق نہ آیا۔ دُنیا کے تمام بادشاہوں نے جب تک لشکروں کی خود قیادت نہ کی بڑی بڑی فتوحات نہ حاصل کر سکے۔ قُربان جایئے حضرت عُمر کی فراست پر، کہ ہزاروں شہر فتح کیے، لاکھوں میل علاقہ فتح کیا، دُنیا کی سب سے بڑی قُوّتوں قیصر و کسریٰ کو سرنگوں کیا لیکن ایک دِن بھی مدینہ شریف سے باہر نہ نکلے مدینہ شریف میں بیٹھ کر لشکر کے تمام راستے، پلاننگ خود کرتے اور ہر لمحہ سپہ سالار کو نئے احکامات دیتے دُنیا کا کوئی ایسا بادشاہ نہیں جو عُمر رضی اللہ عنہ کی فراست، عدل و انصاف اور نظامِ حکومت کا مقابلہ کر سکے۔ دُنیا میں ایسا بادشاہ نہیں گزرا جس نے نظامِ حکومت پر کنٹرول کے لیے عدل و انصاف کی حدود کو نہ پھلانگا ہو۔ نوشیرواں کو عدل و انصاف کا پیغمبر مانا جاتا ہے لیکن اس کا دامن بھی اس عیب سے خالی نہیں۔ لیکن قُربان جائیں سیّدنا عُمرؓ پر کہ آپؓ کے دامن پر بے انصافی، حدود سے تجاوز، ظلم و ستم اور زیادتی کا ایک دھبہ بھی غیر مسلم نہ لگا سکے۔

دُنیا میں جتنے بھی کامیاب حُکمران آئے وُہ نسل در نسل شہنشاہ تھے۔ اُنہیں نظامِ حکومت کا وسیع تجربہ تھا۔ قُربان جایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ عُمرؓ پر کہ جس کو تو آغازِ شباب میں اونٹ چرانا بھی نہ آتے تھے لیکن دُنیا کے سامنے ایسا نظامِ حکومت قائم کیا کہ رہتی دُنیا کے لیے یہ مثال بن گیا۔ دُنیا میں کوئی ایسا حکمران دکھاؤ

Marfat.com

جس کی قمیض پر دس دس پیوند لگے ہوئے ہوں، کاندھے پر مشک لٹکا کر عورتوں کے لیے پانی بھر رہا ہو، فرشِ خاک پر لیٹ کر نیند پوری کرتا ہو، بیت المال کے اونٹوں کے بدن پر خود تیل ملتا ہو، ساری زندگی جو کی روٹی کھاتا ہو، جس کی حفاظت نہ کوئی دستہ اور نہ محافظ کرتے ہوں۔ غلام اور امیر المومنین باری باری اونٹ پر سواری کرتے ہوں اور پھر رعب و دبدبہ کا یہ عالم ہو کہ عرب و عجم اس کے نام سے کانپتے ہوں۔ یہ رعب و دبدبہ تو سکندر و تیمور کو تیس تیس ہزار فوجیں ساتھ رکھنے سے بھی حاصل نہ ہوا جو اس درویشِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔

جب اس کا مقابلہ بادشاہوں سے کیا جائے تو سارے بادشاہ اس سے کم تر نظر آتے ہیں، جب اس کا مقابلہ فقیہوں سے کیا جائے تو سارے فقیہہ آپؓ کے شاگرد نظر آتے ہیں، جب آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ منصفوں سے کیا جائے تو نوشیرواں جیسا عادل بھی آپ کا خادم نظر آتا ہے، جب آپؓ کا مقابلہ عابدوں سے کیا جائے تو سارے عابدوں کو اپنی عبادت حضرت عمرؓ سے ہیچ نظر آتی ہے۔ بانیِ پاکستان محمد علی جناح نے کیا خوب کہا تھا کہ اگر حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت نہ ہوتا تو شاید آج ہم مسلماں نہ ہوتے اور اگر سیّدنا عمرؓ کو دس سال مزید حکومت کرنے کا موقع مِل جاتا تو دُنیا میں کوئی کافر نہ ہوتا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْن

Marfat.com

# شانِ عُثمان ذوالنّورین رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی

فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَ مَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ o (الفتح:۲۹)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

میرے دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

پچھلے دو جمعۃ المُبارک سے خُلفائے راشدین کا ذکرِ خیر جاری ہے۔ پچھلے جمعہ کو ہم نے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ پر روشنی ڈالتے ہوئے سیّدنا عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کیا تھا۔ آج ہم سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شانِ اقدس بیان کریں گے اور اس آیت مبارک کے الفاظ کا اگلا حصہ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کی تفسیر بیان کریں گے۔ جس طرح میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ یہ آیتِ مُبارکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی اور اللہ نے یہ جو فرمایا رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کہ وہ آپس میں رحم دل ہیں، آپس میں مہربان ہیں یہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفت ہے لیکن ان الفاظ میں بطورِ خاص اشارہ سیّدنا عُثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔ اگرچہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی آپس میں نرم دلی کی کوئی مثال نہیں۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نرم دلی صحابہ میں بھی بلند ترین درجہ پر تھی حد تو یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان تو

Marfat.com

قُربان کردی لیکن اپنی خاطر کسی ایک شخص کا بھی اللہ کے رسول ﷺ کے شہر میں خُون نہ بہایا۔

## قبولِ اسلام

آپؓ نے سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی دعوت پر اسلام قبول کیا اور اسلام کی خاطر دوبارہ ہجرت کی۔ پہلی ہجرت حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ کی طرف۔

## رسول اللہ ﷺ سے قُرابت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ آپؓ کی شادی اعلان نبوت سے قبل رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ جن کا غزوۂ بدر کے دنوں میں انتقال ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ تم رُقیہؓ کی تیمارداری کرو لیکن جب بدر کا مالِ غنیمت تقسیم ہوا تو حضور ﷺ نے اس میں سے آپؓ کو حصہ دیا۔ حضرت رُقیہؓ کے وصال کے بعد حضور ﷺ نے اپنی دُوسری بیٹی اُمّ کلثومؓ کا نکاح آپؓ سے کر دیا۔

حضرت عثمانؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپؓ کے نکاح میں نبی ﷺ کی دو بیٹیاں آئیں۔ آدمؑ سے لیکر قیامت تک کسی شخص کو یہ حاصل نہیں ہو سکا کہ کسی کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئیں ہوں۔ اس شرفِ عظیم کے باعث آپؓ کو ذوالنورین کا لقب ملا۔

## شانِ عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی تھے۔ رسول ﷺ پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو حضور ﷺ کے حکم سے آپؓ لکھ لیتے۔ اس کے علاوہ آپؓ حافظِ قرآن تھے اور اسلام میں سب سے پہلے حافظ تھے۔

حضرت ابنِ عُمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں

Marfat.com

اور عُثمانؓ اپنے دادا ابراہیم علیہ السلام سے سب سے زیادہ مُشابہ ہیں۔

بُخاری اور مُسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب سیّدنا عُثمانؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لباس مُبارک کو ٹھیک کر لیتے اور فرماتے میں عُثمانؓ سے کیوں نہ حیا کروں اس سے تو اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

جب ایک جنگ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو زیادہ سے زیادہ مال دینے کی ترغیب دینے کا خُطبہ دیا فرمایا لوگو! یہ جیش عُسرۃ ہے اس لیے اللہ کے راستے میں زیادہ سے زیادہ مال خرچ کرو۔ حضرتِ عُثمانؓ کھڑے ہوئے۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سو اونٹ مع مال وسامان پیش کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترغیب دی تو حضرت عُثمانؓ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دوسو اونٹ مع مال وسامان سمیت اللہ کی راہ میں دوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری دفعہ ترغیب دی تو حضرت عُثمانؓ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ذمہ تین سو اونٹ مع مال وسامان سمیت ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر سے نیچے اترے تو فرمایا اب عُثمانؓ کا کوئی جرم وخطا اس کو نقصان نہیں پُہنچا سکے گا۔ پھر میدان جنگ میں حضرت عُثمانؓ نے ایک ہزار دینار پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے۔ میدانِ جنگ میں ڈھیر لگ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں سے دینار اُٹھاتے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ میں عُثمانؓ سے راضی ہو گیا تو بھی اس راضی ہو جا۔ آج کے بعد عُثمانؓ جو کچھ بھی کرے اسے نقصان نہیں پہنچے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ مدینہ میں میٹھے پانی کے کنویں کی قلت ہے۔ میٹھے پانی کا کنواں ایک یہودی کے پاس تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیر رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کرے گا اس کے لیے جنت واجب ہے۔ سیّدنا

Marfat.com

عثمانؓ چپکے سے اُٹھے اور یہودی کو مُنہ مانگے دام دے کر کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بیتِ رضوان کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا تو کُفارِ مکہ نے آپؓ کو روک لیا ادھر مسلمانوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ حضرت عُثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہؓ سے حضرتِ عُثمانؓ کے قصاص کی بیعت لی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھتے ہوئے فرمایا یہ ہاتھ عُثمانؓ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ اللہ کا ہاتھ اُن سب ہاتھوں پر ہے

گویا عُثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ ادھر کفارِ مکہ نے حضرت عُثمانؓ سے کہا کہ آپ ہمارے شریف بھائی ہیں۔ اسلام سے قبل ہم پر احسانات کرتے تھے۔ یہ کعبہ سامنے ہے جتنا مرضی ہے طواف کرو تمہارے لیے کوئی رکاوٹ نہیں۔ لیکن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت نہیں دے سکتے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ما کُنت لا فعل حتی یطوف بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک میرے محبوب طواف نہیں کریں گے میں ہرگز طواف نہ کروں گا۔ جس کعبہ کی زیارت میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بند ہے اللہ کی قسم عثمان رضی اللہ عنہ تو اس کی طرف دیکھنے کے لیے بھی تیار نہیں۔ ہم نے تو کعبہ مانا بھی تب جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف مُنہ کیا۔ ہم تو بیعت المقدس کی طرف مُنہ کر کے نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ ہمارا تو وہ کعبہ تھا۔ یار کا رُخ ادھر پھرا تو ہمارا یہ کعبہ بن گیا ہم رُخِ یار کے پُجاری ہیں کسی کعبہ کے پُجاری نہیں۔ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا عُثمانؓ کو یہ گوارہ نہیں کہ وہ طواف

Marfat.com

کعبہ کرے۔

کئی صحابہ کرامؓ نے زیارتِ کعبہ کی بے تابی میں کہا کہ عثمانؓ کتنا خوش قسمت ہے کہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوگا، حجرِ اسود چوم رہا ہوگا، آبِ زم زم پی رہا ہوگا، صفا و مروا پر دوڑ رہا ہوگا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا نہیں عثمانؓ ہمارے بغیر کعبے کا طواف نہیں کر سکتا۔ آج لوگ یہ کہتے ہیں معاذ اللہ اگر رسول اللہ ﷺ کو حضرتِ عثمانؓ کے شہید نہ ہونے کا علم ہوتا تو وہ صحابہ کرامؓ سے بیعت کیوں لیتے۔ وہ حدیث مُبارک کے یہ الفاظ بھول گئے ہیں جس میں حضور ﷺ نے فرمایا یہ ہاتھ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور میرے ہاتھ پر ہے۔ گویا رسول اللہ ﷺ حضرت عثمانؓ سے بیعت لے رہے تھے اگر آپ ﷺ کو حضرتِ عثمانؓ کی شہادت کا خدشہ و یقین ہوتا تو آپ ﷺ کبھی حضرتِ عثمانؓ کی بیعت نہ لیتے۔

ایک دفعہ حضرت عثمانؓ نے سرکارِ دو عالم کی اپنے گھر میں دعوت کی جب حضور ﷺ آپؓ کے گھر تشریف لیکر آ رہے تھے تو آپؓ پیچھے پیچھے رسول اللہ ﷺ کے قدم مُبارک گن رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پُوچھا عثمانؓ کیا کر رہے ہو تو آپؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کے قدم مُبارک گن رہا ہوں۔ میں نے یہ منت مانی ہے کہ جتنے قدم حضور ﷺ کے میرے گھر تک جاتے ہوئے لگے گے میں اتنے ہی غلام آزاد کروں گا۔

جب حضرتِ رُقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرتِ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ایک ایک کر کے عثمانؓ کے نکاح میں دے دیتا۔

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرشتے عثمانؓ سے اس طرح شرم کرتے ہیں۔ جیسے خُدا اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے شرم

Marfat.com

کرتے ہیں۔ کسی نے حضرت امام حسنؓ سے حضرت عثمانؓ کے حیا کے بارے میں پُوچھا تو آپؓ نے فرمایا سیّدنا عثمانؓ کے حیا کا کیا پُوچھتے ہو اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو اس قدر شرم وحیا عطا فرمایا کہ اگر کبھی نہانے کا ارادہ کرتے تو گھر کے دروازے بند کر کے پھر بھی کپڑے اُتارنے میں شرم فرماتے۔ اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرتے۔

ابن عساکر میں موجود ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے۔ ایک شخص آپؓ کے پاس آیا تو آپؓ نے فرمایا میری دس خصلتیں اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہیں۔

(۱) میں اسلام قبول کرنے والا چوتھا شخص ہوں (۲) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں کو میرے نکاح میں دیا۔ (۳) میں گانے بجانے میں کبھی شریک نہیں ہوا (۴) میں کبھی لھو ولعب میں مشغول نہیں رہا (۵) میں نے کبھی کسی بُرائی اور بدی کی تمنا بھی نہیں کی۔ (۶) جس ہاتھ سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی آج تک وُہ ہاتھ میں نے اپنی شرم گاہ کو نہیں لگایا (۷) اسلام لانے کے بعد میں نے ہر جمعہ کو ایک غُلام آزاد کیا (۸) زمانہ جاہلیت اور اسلام میں مَیں نے کبھی زناء نہیں کیا (۹) زمانہ جاہلیت اور اسلام میں کبھی چوری نہیں کی (۱۰) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے مُطابق میں نے قُرآن شریف کو جمع کیا۔

حضرت ابنِ عُمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے بارے میں ارشاد فرمایا اور حضرت عُثمانؓ کی طرف اشارہ کر کے بتایا ایک فتنہ میں یہ مظلوم شہید ہوں گے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عُثمانؓ کی شفاعت سے ستر ہزار ایسے آدمی جنت میں بلاحساب داخل ہوں گے جو آگ کے مستحق ہو چکے ہوں گے۔

Marfat.com

سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں غلہ کی قلت ہوگئی۔لوگ پریشان ہوئے۔سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری پریشانی دور فرمادے گا۔چنانچہ اسی دن حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلے سے لدے ہوئے پہنچ گئے۔مدینہ منورہ میں سب تاجر خریداری کے لیے آگئے اور حضرت عثمانؓ سے عرض کیا غلہ ہمارے ہاتھ فروخت کردو۔آپؓ نے فرمایا کتنا نفع دوگے۔تاجروں نے کہا بیس فیصد تک۔آپؓ نے فرمایا مجھے ایک تاجر اس سے بھی زیادہ نفع دیتا ہے۔تاجروں نے کہا کون ہے وُہ تاجر ہم سے زیادہ آپؓ کو نفع دے سکے اور وُہ کتنا نفع دیتا ہے۔آپؓ نے فرمایا مجھے وُہ دس گُنا نفع دیتا ہے اُنہوں نے کہا ہم اتنا نفع نہیں دے سکتے۔آپؓ نے سارا غلہ راہِ خُدا میں غربا میں تقسیم کردیا اور فرمایا میرے خدا نے دس گُنا کا وعدہ کررکھا ہے۔

## دورِ خلافت میں آپؓ کے کارنامے

حضرتِ عُثمان رضی اللہ عنہ کو یہ عظیم شرف حاصل ہے کہ آپؓ نے امّت کو ایک قرآن مجید پر جمع کیا۔اس لیے آپؓ کو جامع القرآن کہا جاتا ہے۔مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجدِ حرام کو وسیع کیا جمعہ کے دِن اذانِ اوّل دینے کا حُکم دیا مؤذنوں کے لیے تنخواہیں مقرر فرمائیں۔ملک روم کا ایک وسیع رقبہ آپؓ کے دور میں فتح ہوا۔

## حضرتِ عُثمان رضی اللہ عنہ کی کرامات

ایک شخص آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؓ نے اُس سے فرمایا تمہیں کیا ہوگیا ہے۔کچھ لوگ میرے پاس آتے ہیں جن کی آنکھوں میں زنا کے آثار ہوتے ہیں اس شخص نے عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی کا سلسلہ جاری ہے آپؓ نے فرمایا یہ وحی نہیں نُورِ قُرآن ہے۔

ایک شخص نے حضرتِ عُثمان رضی اللہ عنہ سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عصائے

مُبارک چھین لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر اسے توڑ دیا اسی وقت اس کے گھٹنے میں ایک بیماری ہو گئی جس کے سبب وُہ سال کے اندر اندر مر گیا۔

ایک ثقہ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک نابینا شخص کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ دورانِ طواف وُہ کہتا تھا کہ اے اللہ مُجھ کو بخش دے اگرچہ مجھے یقین ہے کہ تو مجھے نہیں بخشے گا۔ میں نے سُن کر کہا تو کیسی باتیں کرتا ہے تجھے خُدا کی رحمت پہ بھروسہ نہیں۔ کہنے لگا مجھ سے ایک گُناہِ عظیم سرزد ہو گیا ہے۔ اس لیے میری بخشش ناممکن ہے میں نے کہا کون سا گُناہ اس نے کہا جس دن حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ ہوا میں نے ایک صحابی کے سامنے قسم اُٹھائی تھی کہ اگر حضرت عثمانؓ شہید ہو جائے ہم اُن کے ننگے چہرے پر طمانچہ ماریں گے۔ اس وقت آپؓ کا سر اپنی بیوی کی گود میں تھا۔ میرے ساتھی نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی سے کہا ذرا ان کا چہرہ دکھاؤ۔ آپؓ کی بیوی نے مقصد پُوچھا۔ میں نے کہا میں نے قسم اُٹھا رکھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپؓ کے چہرہ پر طمانچہ ماروں گا۔ آپؓ کی بیوی نے فرمایا کہ تُجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی صحبت و رفاقت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں سے ان کے نکاح کا کوئی پاس نہیں۔ آپؓ کی بیوی نے آپؓ کے بہت فضائل بیان کیے۔ میرا ساتھی سُن کر واپس چلا گیا لیکن میں نے ان باتوں کی طرف توجہ نہ دی اور آپؓ کے چہرہ پر طمانچہ مار دیا۔ آپؓ کی بیوی نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے معاف نہ کرے۔ تیرا ہاتھ سُوکھ جائے تیری آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ خُدا کی قسم میں ابھی آپؓ کے گھر کی دہلیز سے باہر نہ آیا تھا میرا ہاتھ سُوکھ گیا، آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ اب مُجھے یقین نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے گا یا نہیں۔

حضرت عدیؓ بن حاتم طائی فرماتے ہیں جس دن حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہیں ہاتف سے یہ آواز آئی "عُثمانؓ کو راحت و سکون کی خُوشخبری دے دو۔ وُہ

Marfat.com

شہید ہوئے انہیں بخشش اور بابِ رضوان کی خوشخبری سُنا دو۔"

ترمذی شریف میں حضرتِ جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا۔ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نمازِ جنازہ پڑھیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ نہ پڑھی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کی نمازِ جنازہ چھوڑتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّہٗ کَانَ یَبْغُضُ عُثْمَانَ فَاَبْغَضَہُ اللّٰہ یہ شخص حضرتِ عُثمانؓ سے بُغض رکھتا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مبغوض ہوا اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا۔

جس دن حضرت عثمانؓ شہید ہوئے اس دن آپؓ کا روزہ تھا۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ تشریف لائے فرمایا عثمانؓ جلدی کرو ہم تمہارے ساتھ افطار کے منتظر ہیں۔ حضرت عُثمانؓ بیدار ہوئے تو آپؓ نے فرمایا میری وفات کا وقت آ گیا ہے۔ سیّدنا عُثمان رضی اللہ عنہ جامع القرآن قرآن کے پہلے حافظ تھے۔ قُرآن کے جمع جب کرنے والے جب شہید ہوئے تو قُرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔ آپؓ کا خون مبارک قُرآن مجید کی اس آیت پر پڑا فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

اعلیٰ حضرت بریلوی آپؓ کے بارے میں کیا خوب فرماتے ہیں۔

دُرِّ منشورِ قرآں کی سِلک بہی زوجِ دو نورِ عفّت پہ لاکھوں سلام
یعنی عُثمان صاحب قمیص ھُدٰی حُلّہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْن

# شانِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہ تبارکْ و تعالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَ مَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ o (الفتح:۲۹)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

میرے دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

جو آیتِ مبارکہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ۔ پچھلے تین جمعتہ المبارک سے اس کی تشریح جاری ہے ۔ آج ہم یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا o کی تشریح کریں گے ۔ یہ آیتِ مُبارکہ اگرچہ تمام صحابہؓ کی شان میں نازِل ہوئی قرآن کی بیان کردہ ہر صفت اللہ کے رسول ﷺ کے ہر صحابیؓ میں موجود تھی ۔ مگر چار صفات قُرآن مجید نے بیان کی ہیں یہ چار صحابہؓ خُلفائے راشدین تمام صحابہؓ سے زیادہ تھیں ۔ اس لیے مُفسرین کرام نے لکھا ہے کہ اس آیت کا بطورِ خاص اشارہ خُلفائے راشدین کی طرف ہے ۔ یہ جو فرمایا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا o کہ یہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلبگار ہیں ۔ یہ صفات سب صحابہؓ میں موجود ہیں ۔ تمام صحابہ کرامؓ نے اپنی زندگیاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے وقف کر دیں ۔ مگر اس کا خاص اشارہ سیدّنا علی کرم اللہ وجہہ کی طرف ہے ۔ یہ صفات آپؓ میں درجہ اتم موجود

Marfat.com

تھیں اوراس میں آپؓ کا کوئی ثانی نہیں۔

## شرفِ علی المرتضیٰؓ

سیّدنا علیؓ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ مکہ معظّمہ میں کعبہ شریف کے اندر جمعہ کے دن پیدا ہوئے اور حضور ﷺ نے ان کا نام علیؓ رکھا۔

سیّدنا علی المرتضیٰؓ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کے احسانات کا بدلہ دینے کے لیے حضرت علیؓ کو اپنی پرورش میں لے لیا۔ آپ کی تعلیم وتربیت خود اللہ کے محبوب ﷺ نے کی۔ نو یا دس سال کی عُمر میں آپ اسلام لائے۔ بچوں میں آپؓ اسلام لانے والے پہلے شخص تھے۔ جس دن رسول ﷺ نے اقارب کو دعوت دی اس دن صرف سیّدنا علیؓ نے کھڑے ہوکر عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں سب سے کم عُمر ہوں اور کمزور ہوں مگر میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاتا ہوں۔

سیّدنا علیؓ کو یہ شرفِ عظیم بھی حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سب سے پیاری بیٹی سیّد النّساء حضرتِ فاطمہ الزہراءؓ آپؓ کے نکاحِ میں آئیں۔ حضرت عُمر فرمایا کرتے تھے کہ سیّدنا علیؓ کو تین فضیلتیں ایسی ملی ہیں کہ اگر مجھے ان میں سے ایک بھی مِل جاتیں تو میرے نزدیک وُہ تمام دُنیا سے محبوب ہوتیں۔ لوگوں نے پوچھا وُہ کیا فضیلتیں ہیں۔ فرمایا ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کا نکاح کیا دوسرا یہ کہ ان دونوں کو مسجد میں رکھا اور جو کچھ ان کے لیے وہاں حلال ہے کسی کے لیے نہیں۔ تیسرے جنگِ خیبر میں جھنڈا ان کو عطا فرمایا۔

حضرت علیؓ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ آپؓ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد قریش کی وہ پہلی خاتون تھیں جو اسلام لائیں۔ سرکارِ دوعالم ﷺ انہیں اپنی ماں کہہ کر پُکارتے اور فرماتے فاطمہ بنتِ اسد نے میری ماں کی طرح پرورش کی۔

Marfat.com

جب اُنکا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کو اپنی قمیض پہنائی ان کا جنازہ خود پڑھا، ان کی قبر میں لیٹے اور اُن کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں رکھا۔

## شانِ علی رضی اللہ عنہ

صحیح مُسلم شریف کی حدیث ہے کہ جس وقت آیت مباہلہ نازل ہوئی رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرتِ فاطمہؓ اور حسنین کریمینؓ کو بُلا کر دُعا کی یا اللہ! یہ میرے کنبہ کے لوگ ہیں۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من کُنت مولیٰ فعلی مولا جس کا میں مولیٰ ہوں اُس کا علیؓ مولا ہے۔ جو شخص علیؓ سے محبت کرتا ہے وُہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا الٰہی جو شخص علیؓ سے محبت رکھتا ہے تو بھی اُس سے محبت رکھ اور جو علیؓ سے بُغض رکھے تو بھی اُس سے عداوت رکھ۔

حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے چار آدمیوں سے محبت رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وُہ چار خُوش نصیب اشخاص کون ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اُن میں ایک علیؓ ہیں۔

ترمذی اور نسائی شریف کی حدیث ہے حضور ﷺ نے فرمایا علیؓ مُجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں۔ حضرت ابنِ عُمر روایت کرتے ہیں کہ جب مدینہ میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے درمیان بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا اور ہر مہاجر کو دوسرے انصاری کا بھائی بنایا تو سیّدنا علیؓ کا کسی کے ساتھ بھائی چارے کا رشتہ نہ جوڑا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ عرض کی یا رسول اللہ تمام صحابہؓ کو آپ ﷺ نے ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا۔ لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ سرکارِ عالم ﷺ نے ان کو اپنی بانہوں میں لے کر فرمایا اے علیؓ! اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

Marfat.com

غزوہ تبوک میں سرکار دو عالم ﷺ نے حکم دیا کہ اے علیؓ! تم ہمارے پیچھے مدینہ میں رہو گے۔ آپؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ تمام صحابہؓ آپ ﷺ کے ساتھ جا رہے ہیں۔ اور مجھے بچوں اور عورتوں کے ساتھ حضور ﷺ چھوڑ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسیٰ اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اے علیؓ! تیری مثال میرے ساتھ ایسی ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ سلام کے ساتھ ہارونؑ کی تھی بس فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد نبی نہ ہوگا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی تین سو آیات مبارکہ حضرت علیؓ کی شان میں نازل ہوئیں۔

ہجرت مدینہ کی رات محبوبِ مکرم ﷺ نے سیّدنا علیؓ کو فرمایا اے علیؓ میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور صبح یہ امانتیں کفار کو واپس کر دینا۔ شیرِ خُدا کو علم تھا کہ کفار نے رسول اللہ ﷺ کے مکان کا گھیرا کر رکھا ہے اور رات کے کسی بھی حصے میں اس بستر پر حملہ ہوگا قُربان جایئے سیّدنا علیؓ کی شجاعت اور رسول اللہ ﷺ پر جان نچھاور کر دینے پر، حضور ﷺ کے بستر پر لیٹ گئے، ذرا بھی جھجک نہ کی بلکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کے بستر پر لیٹے اور مُنہ پر چادر اوڑھ لی۔ حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ مُنہ سے چادر ہٹا کر رکھتے تا کہ کفار پہچان لیں مگر شیرِ خدا نے رسول اللہ ﷺ کے بستر پر شہید ہونا سب سے افضل جانا۔ دل میں یہ تمنا رکھ کر سوئے کاش کفار مُجھ پر حملہ کریں۔ دوسری طرف یہ بھی یقین تھا کہ کفار میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے کیوں کہ میرے محبوب نے فرمایا ہے کہ کل تُم نے یہ امانتیں واپس کرنی ہیں۔ کسی نے پُوچھا کہ اے امیر المومنین! آپؓ کو اس بستر پر نیند کیسے آ گئی تھی حالانکہ وہ پُر خطر بستر تھا۔ آپؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! جو لُطف و مزا اُس رات حضور ﷺ کے بستر پر سونے میں آیا زندگی بھر ایسا مزا کبھی نہیں آیا۔ آپؓ سب سے زیادہ شُجاع، سخی، فقیہ، عالم، مُفسر اور مقدمات کے

Marfat.com

فیصلے کرنے والے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے علیؓ! تمہاری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کہ یہودیوں نے اُن سے اتنی بغض و عداوت کی کہ اُن کی معصوم ماں پر بہتان لگایا اور نصارا نے اُن سے اتنی محبت کی کہ خدا کا بیٹا کہنے لگے۔

مُسلم شریف کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علیؓ! مجھے اس ذات کی قسم جس نے دانہ اُگایا اور اس میں جان پیدا کی، مومن تم سے محبت رکھے گا اور منافق بغض رکھے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا تمام لوگ مختلف درختوں کی شاخیں ہیں اور میں اور علیؓ ایک ہی درخت سے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا لحمك لحمی جسمك جسمی تیرا گوشت میرا گوشت تیرا جسم میرا جسم ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ" ۔ میرے علیؓ کو دیکھنا عبادت ہے۔

حضرت ابنِ عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے اندر ایسی اٹھارہ صفات ہیں جو اور کسی صحابی میں نہیں۔ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ علیؓ قُرآن کے ساتھ ہے اور قُرآن علیؓ کے ساتھ۔ یہ دونوں مجھ سے جُدا ہونے کے بعد کوثر پر پھر ملیں گے۔

ایک حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے علیؓ! جنت کے ٹکٹیں تیرے ہاتھ میں ہیں جس کو چاہے عطا کر جس کو چاہے نہ کر۔ حضرت علیؓ کو یہ شرف عظیم اور بُلند ترین مرتبہ حاصل ہے کہ آپؓ کی اولاد سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی نسل پاک چلی۔ جس پر قیامت تک اللہ اور اس کے فرشتے اور مومنین درُود و سلام پڑھتے رہیں گے۔

Marfat.com

## فاتح خیبر کا لقب

بُخاری اور مُسلم میں ہے کہ جب تین روز تک خیبر کا قلعہ فتح نہ ہوا۔ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلَیْہِ کل میں اس شخص کو یہ جھنڈا دوں گا جسکو اللہ اور اس کا رسول پسند فرماتا ہے اور اللہ اس کے ہاتھ پر فتح فرمائے گا۔

ایک اور روایت میں ہے وہ شخص بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والا ہے پیچھے ہٹنے والا نہیں۔ یہ بات سُنتا تھی کہ صحابہ کرامؓ میں یہ شرف حاصل کرنے کی تمنا اور بے تابی بڑھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں رسولِ اللہ ﷺ کے سامنے گیا اور سلام عرض کر کے دوزانو ہو کر بیٹھ گیا کہ شاید اس فضیلت کا مُستحق ہو جاؤں۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک امارت کے علاوہ کبھی امیر بننے کی خواہش نہیں کی۔ تمام رات صحابہ کرامؓ اس اعزاز تمنّا میں سو نہ سکے۔ سیّدنا علیؓ فرماتے ہیں جب میں نے ایسی بشارت سُنی تو میرے دِل میں بھی خواہش اور لگن پیدا ہوئی مگر میری آنکھیں سخت دُکھتی تھیں۔ اُس رات میں نے اللہ سے دُعا کی اے اللہ! جب تو دینا چاہے تو کوئی روکنے والا نہیں اور جب تو باز رکھنا چاہے تو کوئی دینے والا نہیں۔

آپؓ نے فرمایا کہ مُجھے اتنا سخت ترین آشوبِ چشم تھی کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ سے سفر بھی نہیں کر سکا۔

اسی رات سیّدنا علیؓ خیبر پہنچے تھے صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا ابن علیؓ علی کہاں ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اُن کی آنکھیں اتنی درد کرتی ہے کہ اب وُہ اپنے پاؤں تک نہیں دیکھ سکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اُن کو میرے پاس لاؤ۔

Marfat.com

سیّدنا علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر لایا گیا۔حضور ﷺ نے اپنی ران مُبارک پر اُن کا سر رکھا، اپنی لُعاب دہن سیّدنا علیؓ کی چشم پر لگائی اور دُعا مانگی تو اسی وقت درد ختم ہو گیا۔ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ساتھ یہ دعا مانگی اے اللہ! گرمی اور سردی دونوں کو علیؓ سے دُور رکھ۔صحابہ فرماتے ہیں کہ اس دُعا کا یہ اثر ہوا کہ سیّدنا علیؓ کی آنکھیں پھر زندگی بھر نہ دُکھیں۔شدید گرمی کے دنوں میں حضرت علیؓ اُون کے کپڑے پہنتے اور شدید سردی میں باریک کپڑے پہنتے۔اللہ کے رسول ﷺ کی دعا سے آپ پر سردی اور گرمی اثر نہ کرتی۔پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی خاص زرہ ان کو پہنائی اور ذوالفقار (تلوار) ان کی میان میں ڈالی۔فرمایا جاؤ اُس وقت تک حملہ کرو جب تک لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر گواہی نہ دیں اور جب تک تُمہارے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ قلعہ فتح نہ کر دے۔حضرت علیؓ لشکر کے ساتھ قلعہ کی طرف آئے اور ایک پہاڑی پر رسول اللہ ﷺ کا دیا ہوا علم بُلند کیا اس قلعے کے اُوپر ایک یہودی عالم کھڑا تھا۔اُس نے پوچھا اے صاحب علم تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے۔آپؓ نے فرمایا میں علیؓ ابن طالب ہوں۔اُس یہودی نے قلعہ کی طرف مُنہ کر کے اپنی قوم سے کہا قسم ہے تورات کی تم اس شخص سے مغلوب ہو جاؤ گے، یہ شخص فتح کیے بغیر نہیں لوٹے گا۔اس لیے کہ اس نے حضرت علیؓ کی صفات اور شجاعت کو تورات میں پڑھا تھا مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيلِ قُرآن اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی صفات تورات اور انجیل میں بھی تھیں۔

سب سے پہلے قلعہ خیبر سے مرحب کا بھائی حارث نکلا اُس کا نیزہ تین من تھا، اُس نے نکلتے ہی جنگ شُروع کر دی اور کئی مسلمان شہید کر دیے، سیّدنا علیؓ نے اسے ایک ہی وار سے دوزخ میں ٹکا دیا۔جب مرحب کو اپنے بھائی کے قتل ہونے کی خبر ہوئی تو وہ ایک جماعت کے ساتھ تلواریں لیے انتقام لینے قلعہ سے باہر نکلا۔کہا جاتا

Marfat.com

ہے کہ خیبر والوں میں مرحب سب زیادہ بہادر، بلند وقامت والا، جنگ جو شجاع اور اس کی برابری کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ اس روز اس نے دو زرہ پہنیں اور دو تلواریں لیں اور دو عمامے باندھ کر یہ شعر پڑھتے ہوئے نکلا۔

قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل محرب

(لوگوں کو پتہ ہونا چاہیے کہ میں خیبر کا مرحب ہوں، کسی مسلمان میں قوت ہے تو میرے مقابلے میں آئے۔)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ ذوالفقار ہاتھ میں تھامی اور یہ شعر پڑھتے ہوئے میدان میں اُترے۔

اَنَا الَّذِی سَمَّتْنِی اُمِّی حَیْدَرَا ضرغام اَجَامَ وَلَیْثٍ قَسْوَرَہٗ

(میں وہ ہوں جسکا نام ماں نے حیدر رکھا میں ضرغام، اجام اور لیث ہوں (یہ تینوں شیروں کے نام ہیں)۔

مقابلہ شروع ہوا مرحب نے حضرت علیؓ کے سر پر تلوار کا وار کیا، حضرت علیؓ نے اُچھل کر اُس کے وار سے پہلے قوّتِ حیدری سے اس کے سر پر ایسی تلوار چلائی کہ رانوں تک اس کا جسم دو ٹکڑے ہو گیا۔ حالانکہ اس نے دو زرہ پہن رکھی تھیں۔ اس کے بعد حضرت علیؓ دوسرے یہودیوں پر جھپٹے ایک شخص نے آپؓ کے دستِ اقدس پر وار کیا اور آپؓ کی ڈھال زمین پر گر پڑی اور دوسرا شخص وُہ ڈھال اُٹھا کر بھاگ گیا۔ سیّدنا علیؓ کا جوش اُس وقت پورے عروج پر تھا۔ روحانی قوت اپنے کمال پر تھی۔ آپؓ نے قلعہ کے آہنی دروازہ کا ایک پٹ اکھاڑا اور اس کو ڈھال بنا کر جنگ میں مشغول ہو گئے۔

سیّدنا امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ جب سیّدنا علیؓ نے خیبر کے قلعے کو اکھاڑنے کے لیے جھنجھوڑا تو سارا قلعہ کانپنے لگا اور ان کی سردار تخت سے گر پڑی اور اُس کا چہرہ زخمی ہو

Marfat.com

گیا۔قوت حیدری سے قلعہ فتح ہو گیا اور مسلمان نعرے بلند کرتے ہوئے قلعہ میں داخل ہو گئے۔اس کے بعد آپؓ نے اپنی اُس آہنی ڈھال کو ایک فاصلہ پر پشت کے پیچھے پھینکا۔بعد میں صحابہ کرامؓ نے اُسے دیکھا تو حیران ہوئے۔اُس کا وزن کیا گیا تو آٹھ سو من تھا۔سات قوی آدمیوں نے اس کا پہلو بدلنا چاہا تو نہ بدل سکے۔چالیس آدمیوں نے مِل کر اُٹھانا چاہا تو نہ اُٹھا سکے۔

مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ خُود بھی اس کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور آپؓ کے دل میں قوت و شوکت کا ناز پیدا ہوا۔اُسی وقت جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ علیؓ کو فرمایئے اس دروازہ کو اُٹھا کر واپس اپنی جگہ پر نصب کر دیں۔حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو فرمایا تو حضرت علیؓ نے بڑی کوشش کی مگر وہ دروازہ ہلا تک نہ سکے۔جبرائیلؑ نے عرض کی کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علیؓ جان لیں اس وقت ان کے ہاتھ میں ہماری قوت تھی اور یہ کام ان کا نہ تھا ہمارا تھا۔حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ روحانی قوت تھی جسمانی نہ تھی۔

جب خیبر کا قلعہ فتح ہو گیا،حضور ﷺ کو خبر ملی تو آپ ﷺ حضرت علیؓ کے استقبال کے لیے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور ان کو اپنی جھولی میں لے لیا اور دونوں آنکھوں کو بوسہ دیا اور فرمایا بے شک اللہ تم سے راضی ہوا اور میں بھی تم سے راضی ہوں سیّدنا علیؓ خُوشی سے رونے لگے۔حضور ﷺ نے فرمایا علیؓ یہ رونا کیسا؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی رضا پر میں خوشی سے رو رہا ہوں۔فرمایا یا علیؓ صرف میں ہی تم سے راضی نہیں بلکہ میرا مالک اور جبرائیل، میکائیل اور تمام فرشتے تم سے راضی ہیں۔آپ ﷺ نے آپؓ کو فاتح خیبر لقب عطا فرمایا

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ۔اور ایک حدیث میں

Marfat.com

فرمایا انا دار الحکمۃ وعلی بابھا میں حکمت کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔

ابنِ سعد نے حضرت علیؓ کی زبانی لکھا ہے آپؓ نے فرمایا بخدا جتنی قرآنی آیات نازِل ہوئیں ان سب کا مجھے علم ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وُہ کس کے بارے میں کہاں اور کس طرح نازِل ہوئیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وُہ رات کو نازِل ہوئی یا دن کو، میدان پر اُتری یا پہاڑ پر۔

تفسیر روح البیان میں علامہ اسمٰعیل حقی فرماتے ہیں کہ جب مدینہ شریف کے بعض منافقین نے نبی اکرم ﷺ کے علمِ غیب پر اعتراض کیا تو حضرت علیؓ نے سارے شہر میں منادی کرادی جب لوگ مسجدِ نبوی ﷺ میں جمع ہو گئے تو آپؓ منبرِ رسول ﷺ پر چڑھ گئے اور فرمایا اے میرے نبی ﷺ کے علمِ غیب پر اعتراض کرنے والو میں نبی نہیں ہوں علیؓ ہوں اور نبی ﷺ کا غُلام ہوں سلونی عمّادون العرش آج مجھ سے جو پوچھنا ہے پوچھو میں تم کو عرشِ اعظم کی باتیں بتاؤں گا۔ ایک شخص کھڑا ہوا۔ اُس نے کہا ھل رأیت ربّك یا علی اے علیؓ کیا تو نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپؓ وجد میں آگئے اور فرمایا خُدا کی قسم! میں ایک سجدہ کرتا ہوں اور دوسرا سجدہ اس وقت تک نہیں کرتا جب تک رب تعالیٰ کو دیکھ نہ لوں۔

نزہت المجالس میں ہے کہ جب حضرت علیؓ نے چیلنج فرمایا کہ پوچھو کیا پوچھنا ہے تو سب لاجواب ہوئے تو جبرائیل امین انسانی صورت میں آئے اور کہا اے علیؓ! اگر تم اپنے دعویٰ علم میں سچے ہو تو بتاؤ اس وقت جبرائیل کہاں ہے۔ سیّدنا علیؓ نے زمین وآسمان میں نظر ڈالی۔ مشرق ومغرب، شمال وجنوب ایک لمحہ میں چھان مارے پھر مُسکرا کر فرمایا تمہارے علاوہ کوئی جبرائیل نہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ کسی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپؓ میں اتنا علم کہاں سے آگیا تو آپؓ نے فرمایا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو

آخری غُسل دیا تو پانی کے چند قطرے حضور ﷺ کی مقدس پلکوں میں ٹھہر گئے۔ میں نے ان کو اپنی زُبان سے چُوس لیا۔ ان قطروں کا چُومنا تھا کہ علم و ادراک کا سُمندر میرے سینے میں ٹھاٹھیں مارنے لگا۔

فتح مکہ کے دِن سرکارِ دو عالم ﷺ نے خانہ کعبہ میں بتوں کو توڑا، کچھ بُت اوپر تھے حضور ﷺ کی چھڑی نہ پہنچی۔ سیّدنا علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ میری پُشت پر کھڑے ہو کر ان بتوں کو توڑیں۔ حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا اے شیرِ خُدا! تم نبوّت کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتے۔ آؤ تمہیں میں کندھوں پر اٹھاتا ہوں، تم یہ بُت توڑو، حضور ﷺ نے سیّدنا علیؓ کو اُٹھایا اور آپؓ نے بُت توڑے۔

محدثین کرام نے لکھا ہے۔ حضور ﷺ نے ہجرت کی رات سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر سواری کی اُنہیں کیوں نہ فرمایا کہ تم نبوّت کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتے جبکہ سیّدنا علیؓ کو ایسا فرمایا۔ وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے سیّدنا ابو بکر صدیقؓ کے کندھوں پر چڑھ کر شرفِ عظمت بخشا اور سیّدنا علیؓ کو کندھوں پر اُٹھا کر شرفِ عظمت بخشا۔

## محبت رسول ﷺ اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ سے محبت و عشق آپؓ کی رگ و جاں میں بلکہ رگ و جاں کے ہر بال میں بسا ہوا تھا۔ اپنے آقا پر جان مال سب نچھاور کرنا سیّدنا علیؓ کی فطرت میں رچا بسا تھا۔ آقا ﷺ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ جب صُلح نامہ حدیبیہ لکھا جانے لگا۔ تو حضرت علیؓ نے ھٰذا ما اصلح علیہ محمد رسول اللہ (یہ وُہ ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے) تحریر کیا۔ تو کفار کے ایلچی نے اعتراض کیا۔ اس نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کی رسالت نہیں مانتے۔ اگر ہم مانتے کہ آپ ﷺ خُدا کے رسول ہیں تو اللہ کے گھر کی زیارت سے نہ روکتے اس الفاظ کو کاٹیے اور محمد بن عبداللہ لکھیئے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے

فرمایا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بھی۔ لہٰذا تم محمد بن عبداللہ لکھ دو لفظ رسول اللہ کو مٹا دو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہاتھ سے نہیں کاٹوں گا۔ آپؓ نے کاغذ رکھ دیا اور ہاتھ تلوار پر لے گئے اور فرمایا میرا ہاتھ تو کٹ سکتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں کاٹ سکتا اور کفار کے ایلچی کو فرمایا کہ خبردار تم نے جرأت کی تو تمہارا ہاتھ اس تلوار سے کاٹ دوں گا حتّٰی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اے علیؓ! انا محمد بن عبدالله فاکتب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ ہوں یہی لکھیں۔ حضرت علیؓ نے نہ لکھا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھ دیا۔

امام طحاوی حضرت اسماءؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خیبر سے واپسی پر صہبا کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عصر ادا فرمائی اور سر مُبارک حضرت علیؓ کے زانو پر رکھا اور سو گئے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جب سوئے تو وحی کے آثار نمودار ہوئے۔ حضرت علیؓ نے نمازِ عصر نہیں پڑھی۔ سورج غروب ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کھولی تو پوچھا اے علیؓ! کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا اللہ علیؓ تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں تھا اس کی نماز قضا ہو گئی تو سورج کو لوٹا کے تاکہ علیؓ نماز ادا کرے۔ یہ الفاظ کہنے کی دیر تھی کہ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ سورج غروب ہو چکا تھا پھر میں نے اپنی آنکھوں سے پلٹتے دیکھا اور اس کی شعائیں پہاڑوں اور ٹیلوں پر پڑنے لگیں۔ حضرت علیؓ نے وضو کیا اور نماز پڑھی تب سورج غروب ہوا۔

حضرت اُمِ سلمٰی بیان کرتی ہیں کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں ہوتے تو کسی کی مجال نہ ہوتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کر سکے سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے۔

## شہادتِ علی رضی اللہ عنہ

ایک رات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نے میرے ساتھ کج روی اختیار کی اور مجھے سخت پریشان کیے رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؓ! اللہ سے دُعا کرو یا اللہ! مجھے تو ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچادے اور مجھ سے بدتر کا ان سے واسطہ ڈال دے۔
آپؓ نے علی الصبح یہ خواب اپنے صاحبزادے حضرت حسنؓ کو بتایا۔ اتنے میں اذان آئی اور آپؓ نے نماز کے لیے مسجد کی جانب چل پڑے تو لعین ابنِ ملجم نے آپؓ پر تلوار کا بھرپور وار کیا وار اتنا شدید تھا کہ آپؓ کی پیشانی مُبارک کنپٹی تک کٹ گئی۔ لوگوں نے قاتل کو پکڑ لیا۔ زخم بہت گہرا تھا۔ آپؓ نے اپنے بیٹوں کو وصیتیں فرمائیں اور اپنے قاتل کے متعلق بھی وصیّت فرمائی کہ اس پر ظلم نہ کرنا۔ ایک ہی وار سے سر قلم کرنا۔
حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ نے آپؓ کو غُسل دیا، حضرت امام حسنؓ نے جنازہ پڑھایا اور دارُ الامارات کوفہ میں آپؓ کو دفن کیا گیا۔ اکیس ماہِ رمضان چالیس ہجری کو تریسٹھ سال کی عُمر میں آپؓ نے شہادت پائی۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں کرے شیرِ خُدا ؓ پر۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن

Marfat.com

# باب ششم

# اولیائے کاملین

Marfat.com

سرورِ اولادِ آدمؑ شیخ عبد القادر است
بادشاہِ ہر دو عالم شیخ عبدالقادر است
آفتاب وماہتاب وعرش و کرسی وقلم
نورقلب اَز نورِ اعظم شیخ عبدالقادر است

☆☆☆

قادری ایم نعرۂ یا غوث اعظم می زنیم
دمز پیر کرم حسین قطب عالم می زنیم

Marfat.com

# حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِيْدُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس:٦٢)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِيْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمِ

غوث اِعظم درمیانِ اولیاء چُوں محمدؐ درمیان انبیاء

میرے دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

ربیع الثانی حضور غوثِ الاعظم پیرانِ پیر دستگیر محی الدّین عبد القادر جیلانی کے یوم وصال کا مہینہ ہے اس لیے اس مہینہ میں بڑی گیارھویں شریف منائی جاتی ہے۔ آج کا خُطبہ ہم اپنے پیر اور کُل جہان کے پیر اور پیروں کے پیر دستگیر کے نام کرتے ہیں۔

دوستو! اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت اور پہچان کے لیے اپنی ہر تخلیق کے اندر بے شمار نشانیاں رکھی ہیں۔ لیکن جب انسانوں نے نہ تو ان نشانیوں کو دیکھا اور نہ ہی رب تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ اپنایا تو اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دُنیا میں بھیجے۔ بے شمار آسمانی صحائف اور کتابیں نازل کیں۔ پیغمبروں نے لاتعداد معجزے دکھائے: محدود لوگوں کے علاوہ انسانیت ہدایت کے نُور سے محروم رہی جہالت نہ مٹ سکی۔ کفر کے اندھیرے چھاتے چلے گئے انسان انسان کا گلا گھونٹتا رہا۔

Marfat.com

لوٹ ماری جاری رہی۔ ظلم تو یہ ہے کہ انسان اپنے رب کی تمام نعمتوں رحمتوں اور احسانات سے مُنہ موڑ کر اپنے ہاتھ سے پتھر کے بُت بنا کر پوجتا رہا اور بت پرستی کی شرمناک انتہا یہ تھی کہ اللہ کے گھر خانہ کعبہ کو بھی تین سو ساٹھ بتوں سے بھر دیا گیا۔ جب انسانی عظمتوں کی تذلیل اپنے انتہا کو پہنچی تو رحمتِ حق نے جوش مارا اور ایسا آفتاب سراجاً مُنیرا آسمان دنیا پر طلوع فرمایا کہ جس نے دن ورات کے اندھیروں کو یکسر ختم کر دیا۔ جس کی عالم تاب سے تمام دُنیا چمکنے لگی۔ ظلم ختم ہوا، لوٹ مار کا نشاں نہ رہا اور اس کی تربیت نے ڈاکو، لُٹیروں اور ظالموں کو عالمین کا بے مثال رہبر بنا دیا۔ صدیوں تک اسلام کا یہ جھنڈا یونہی لہراتا رہا۔ اسلام کی کرنیں تمام عالم کو منور کرتی رہیں۔ پھر مسلمانوں کو دولت کی حرص، غرور و تکبر اور خود پسندی نے دین سے دور کر دیا دینِ اسلام کا زوال اور انحطاط شروع ہوا۔ روحانیت دم توڑنے لگی۔ قانونِ شریعت کا نفاذ کہیں نظر نہ آیا۔ مسلمان فرقوں میں بٹ کر ایک دوسرے کے دُشمن بن گئے۔ دینِ متین کی عظمت کے لُٹ جانے کا خطرہ پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پھر اس اُمت پر مہربانی فرمائی۔ آفتابِ نبوّت سے روشن کیا ہوا ایک ستارہ چمکایا جس نے بھولی ہوئی انسانیت کو پھر راہِ ہدایت دکھائی، مٹتے ہوئے دین کی تجدید کی۔ روحانیت میں ایسی رُوح پھونکی کہ صدیاں بیت گئیں۔ مگر آج تک اس رُوح کی تاثیر ختم نہ ہوئی۔ جی ہاں یہ نبوت کے فیض کا ستارہ میرے محبوب ﷺ کی آنکھوں کا تارا، ولایت کا منبع، روحانیت کا سرتاج، علم و معرفت کا سمندر، کائنات کا رہبر، پیرانِ پیر دستگیر محی الدین غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں۔

آپؒ کی ولادت باسعادت یکم ماہِ رمضان ۴۷۱ھ ایران کے ایک قصبہ جیلان میں ہوئی۔ آپؒ کی ولادت سے پہلے ہی کئی اولیائے کرام نے آپؒ کے ظہور کی بشارتیں دی تھیں۔ حضرت جنید بغدادی، شیخ منصور، شیخ عقیل جیسے اولیائے کاملین نے

Marfat.com

آپؒ کی ولادت کی خوشخبریاں دی تھیں۔آپؒ کی ولادت پر آپؒ کے والد ماجد کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی اور حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے بیٹے! ابوصالح تجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا فرزند دیا ہے جو میرا بیٹا اور محبوب اور اللہ تعالیٰ کا بھی محبوب ہے۔اور اس کا مرتبہ اولیاء میں ایسا ہوگا جیسا میرا مرتبہ انبیاء میں ہے۔آپؒ کی ولادت کی شب بغداد میں جتنی بھی پیدائشیں ہوئیں سب کے سب لڑکے تھے۔ایک روایت کے مطابق اس رات گیارہ سو بچے پیدا ہوئے اور وہ سب اولیائے کاملین تھے آپؒ رمضان المبارک میں سحر سے لیکر افطار تک والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ایک مرتبہ بادلوں کے باعث شعبان کا چاند نہ دیکھا جاسکا۔لوگوں کو تردّد ہوا لیکن جب صبح اس مادر زاد ولی نے دودھ نہ پیا تو لوگوں کو یقین ہوگیا کہ آج یکم رمضان المبارک ہے

## بچپن

سرکارِ غوث اعظمؒ سے پوچھا گیا کہ آپؒ کو اپنی ولائیت کی کب خبر ہوئی تو آپؒ نے فرمایا بچپن میں میں کبھی لڑکوں کے ساتھ کھیلنے جاتا تو غیب سے آواز آتی لہو ولعب سے باز رہو۔جب میں مدرسہ جاتا تو غیب سے آوازیں آتیں کہ اللہ کا ولی آرہا ہے اس کے لیے جگہ خالی کرو۔جب آپ کی عمر چار سال ہوئی تو آپؒ کے والد ماجد آپؒ کو مدرسہ میں لے گئے۔اُستاد صاحب نے آپؒ سے کہا کہ پڑھیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آپؒ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی، قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تو اٹھارہ پارے سُنا دیے۔ اُستاد بھی حیران ہوا اور آپؒ کے والد ماجد نے پُوچھا کہ آپؒ نے یہ قرآن کہاں سے یاد کیا تو آپ نے فرمایا کہ میری والدہ کو بھی اتنا ہی قرآن یاد ہے وُہ ہر وقت پڑھتی رہتی تھیں تو میں نے سُن کر یاد کرلیا۔جوان ہوئے تو ایک مرتبہ بیل لے کر ہل چلانے کے ارادے سے زمین کی طرف جارہے تھے۔بیل نے مڑکر دیکھا اور بزبان انسان کہا ما لھذا خلقت ولا بھذ اُمرت اے عبد القادر! آپ کو اس لیے نہیں پیدا کیا گیا اور نہ ہی

Marfat.com

اس کا حکم دیا گیا ہے۔ آپؒ گھبرا کر واپس آ گئے۔ مکان کی چھت پر چڑھے دیکھا تو حجاز مقدّس کی سرزمین نظر آئی اور حاجیوں کا ایک قافلہ جاتا ہوا نظر آیا والدہ ماجدہ کی خدمت میں عرض کی اگر اجازت ہو تو علم حاصل کرنے اور زیارتِ بزرگان سے فیض یاب ہونے کے لیے حجاز چلا جاؤں۔ آپؒ کی عمر اس وقت اٹھارہ سال کے قریب تھی اور والدہ ماجدہ کی عمر اٹھہتر سال تھی۔ آپؒ کی والدہ ماجدہ نے چالیس دینار آپ کے پیرھن میں سی کر دیے اور فرمایا یہ تمہارے والد کا ترکہ ہے۔ جاؤ ہمیشہ سچ بولنا میں تمہیں خُدا کے سُپرد کرتی ہوں۔ اب قیامت کے روز ملاقات ہوگی۔

## تحصیل علم

بغداد شریف پہنچ کر آپؒ نے مدرسہ نظامیہ میں داخلہ لیا اور اس زمانے کے قابل ترین اساتذہ سے تمام علوم وفنون میں دسترس حاصل کی۔ زمانہ طالب علمی میں بے شُمار صعوبتیں اُٹھانا پڑیں مگر نہایت صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا۔ تحصیلِ علم کے بعد عراق کے جنگلوں میں عبادت، ریاضت اور مجاہدوں میں طویل عرصہ گزارا۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی۔

جب علم، مجاہدات، ریاضات سے فارغ ہوئے تو آپؒ نے حضرت شیخ ابوسعید مخزومی کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور فرمایا کرتے کہ ایک روز بھوک کی حالت میں مجھے میرے شیخ نے جو لُقمے کھلائے تھے اُن سے میرے باطن میں ایک نُور بھر گیا۔ شیخ ابو سعید مخزومی نے آپؒ کو خرقہ خلافت عطا کیا اور فرمایا عبدالقادرؒ! یہ وُہ خرقہ ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو عطا فرمایا تھا۔ حضرت علیؓ نے حضرت حسن بصری کو عطا کیا تھا اور ان سے دست بدست مجھ تک پہنچا ہے آپؒ فرماتے ہیں کہ اس خرقے کو پہنتے ہی مجھ سے تجلیاتِ الٰہی اور برکات کا ظہور ہونے لگا۔

Marfat.com

## بغداد شریف میں آمد اور مسندِ ارشاد

حضور غوثِ اعظمؓ فرماتے ہیں ایک دِن میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا اے میرے فرزند! تم وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے میں نے عرض کیا حضورؐ میں عجمی ہوں اور عرب کے فصحا کے سامنے کس طرح بیان کرو۔ آپ نے فرمایا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا تو حضور ﷺ نے میرے منہ میں سات مرتبہ اپنا لعابِ دہن ڈالا۔ فرمایا جاؤ اب لوگوں کو نصیحت کرو اور حکمت سے نیک باتوں کی طرف بُلاؤ۔ پھر میں نے حضرت علیؓ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا تو آپؓ نے چھ مرتبہ اپنا لعابِ دہن ڈالا، میں نے عرض کی آپؓ نے سات مرتبہ کیوں نہ ڈالا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ کے ادب کے باعث۔ اس کے بعد میری زبان میں قوتِ گویائی پیدا ہوگئی۔ اور میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگا۔

پھر ایک دِن میرے پاس خضر علیہ السلام تشریف لائے تاکہ دوسرے اولیائے کرام کی طرح میرا امتحان لیں۔ مجھ پر یہ بات منکشف ہوگئی۔ میں نے ان سے کہا اے خضر علیہ السلام! تو نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا آپ میرے ساتھ نہ رہ سکیں گے اب میں آپ کو کہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ نہیں رہ سکتے کیونکہ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی ہوں۔ اگر آپ رہنا چاہیں تو میں بھی حاضر ہوں اور آپ بھی موجود ہیں اور معرفت کا میدان بھی موجود ہے۔

## مجالسِ وعظ

جب آپؓ بغداد شریف تشریف لائے تو حضرت ابوسعید مخزومی نے اپنا مدرسہ آپ کے حوالے کر دیا۔ آپؓ نے وہاں وعظ و نصیحت کرنا شروع کیا تو قرب و جوار سے لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ آپؓ کے وعظوں کا دُور دُور تک چرچا ہوا تو آپؓ کی مجلس میں اتنے لوگ آنے لگے کہ مدرسہ کم پڑ گیا۔ آپؓ نے اس کی وسیع عمارت تعمیر کروائی۔ آپؓ

Marfat.com

کی مجالس میں ستر ہزار سے زائد لوگ وعظ سُنتے تھے اور ہر مجلس میں چار سو علماء قلم دوات لے کر بیٹھتے اور آپؒ کے ارشادات نقل کرتے۔ آپؒ کے وعظ مُبارک حکمت و دانش کا سُمندر ہوتے اس میں روحانیت کی کمال تاثیر ہوتی۔ سُننے والوں پر وجد طاری ہو جاتا۔ عشقِ الٰہی میں لوگ اپنے کپڑے پھاڑ لیتے۔ اور ہزاروں لوگ بے ہوش ہو جا۔ تے اور بیسوں لوگوں کے جنازے اُٹھتے۔

آپؒ کا کوئی ایسا وعظ نہ تھا جس کے دوران اللہ کے بندے دامنِ ہوش وخرد کھو نہ بیٹھے ہوں۔ لوگوں کو جسم و جان کی کوئی خبر نہ رہتی۔ لوگ آہ وبکا کرنے لگتے، بے اختیار چیخیں نکل جاتیں اور جب آپؒ توحید کا رنگ اس کے اصل رنگ میں پیش کرتے تو سمجھنے والوں کے قلب ونظر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ آپؒ کا وعظ جو غیر مُسلم سُنتا وہ مسلمان ہو جاتا جو مسلمان سُنتا وُہ مومن ہو جاتا اور جو مومن سُنتا وہ ولی ہو جاتا اور جو ولی کامل سُنتا پھر اسے کوئی اور چیز سننے کی حاجت نہ رہتی۔

ایک روز آپؒ نے وعظ کے دوران فرمایا میرا وعظ رجال الغیب بھی سنتے ہیں جن کے دلوں میں آتش محبت جوش مار رہی ہوتی ہے۔ آپؒ نے اتنی بات فرمائی کہ آپؒ کے صاحبزادے سیدؒ عبدالرزاق جو آپؒ کے قدموں کے قریب بیٹھے تھے۔ بے ہوش ہو گئے اور اُن کی دستار میں آگ لگ گئی۔ حضورؒ خود ممبر سے نیچے اُترے آگ بجھائی اور فرمایا اے عبدالرزاق تُم بھی انہیں میں سے ہو۔ مجلس ختم ہوئی تو لوگوں نے آپؒ کے بیٹے سے وُہ حالت دریافت کی تو آپ نے جواب دیا جب حضورؒ نے ارشاد فرمایا تو میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو مجھے رجال الغیب ساکت ومدہوش اس طرح کھڑے نظر آئے کہ آسمان ان سے بھرا ہوا ہے اور ان کے کپڑوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ کچھ ان میں چیخ وپکار کر رہے ہیں اور کئی پر وجد ومستی طاری ہے اور کئی زمین پر گر رہے ہیں کئی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب آپؒ وعظ کے لیے ممبر شریف پر قدم رکھتے

Marfat.com

الحمد للہ کہتے تو روئے زمین کا ہر ولی حاضر ہو جاتا۔ وہ زمین کے جس کونے میں بھی ہوتا آپؒ کا وعظ سُنتا۔

ایک روز آپ ممبر پر جلوہ افروز تھے۔ ایک بلیغ خُطبے کے دوران فرمایا قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَتِهٖ کُلِّ وَلِی اللہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ یہ فرمان سُنتے ہی شیخ علی بن الہیتی ممبر کے پاس گئے حضورؒ کا قدم مُبارک پکڑ کر اپنی گردن پر رکھا۔ مجلس میں تمام اولیائے کرام نے اپنی گردنیں جھکا لیں۔ حضرتِ شیخ مکارم فرماتے ہیں میں خُدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس دِن حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے قَدَمِي هٰذِهٖ فرمایا تھا اُس وقت روئے زمین کے تمام اولیاء اللہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپؒ کی قُطبیت کا جھنڈا آپؒ کے سامنے گاڑا گیا ہے اور غوثیت کا تاج آپؒ کے سر پر رکھا گیا ہے۔ اس لیے سب اولیائے کرام نے آپؒ کے عالیشان مرتبے کے سامنے اپنے سر جُھکا دیے۔ شیخ خلیفۃ الاکبر فرماتے ہیں کہ میں سرکارِ دو عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عبد القادر جیلانیؒ کہتے ہیں قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَتِهٖ کُلِّ وَلِیِ اللّٰہِ حضور ﷺ نے فرمایا عبد القادر نے سچ کہا ہے اور کیوں نہ کہے کہ وُہ قطب ہیں اور میں اُن کی نگہبانی کر رہا ہوں۔

حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات و ریاضات میں مشغول تھے۔ جب حضور غوث اعظمؒ نے قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَتِهٖ کُلِّ ولی اللہ فرمایا تو آپ نے اپنا سر مُبارک جھکا لیا اور اتنا جھکایا کہ زمین کے ساتھ مِل گیا اور فرمایا بَلْ قَدَمُكَ عَلٰی عَيْنِي وَ كُرْسِي بلکہ آپ کے قدم مبارک میری آنکھوں پر اور میرے سر پر۔ حضور غوث الاعظمؒ نے اس نیاز مندی پر خُوش ہو کر فرمایا کہ سیّد غیاث الدین کے بیٹے نے گردن جُھکانے میں سبقت حاصل کی ہے جس کی وجہ سے عنقریب انہیں ولایتِ ہند سے نوازا جائے گا۔

## حنبلی مذہب اختیار کرنا

حضور غوث الاعظمؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب میں حضور سیّد عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ وہاں امام احمد بن حنبل بھی اپنی داڑھی پکڑے کھڑے ہیں اور حضور ﷺ سے عرض کر رہے ہیں یا رسول اللہ ﷺ اپنے بیٹے محی الدین کو فرمایئے کہ اس بوڑھے کی حمایت کرے۔ حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے عبدالقادر! ان کی درخواست پوری کرو۔ اس لیے آپؓ نے آپ ﷺ کے حکم پر حنبلی مذہب نہ صرف اختیار کیا بلکہ اس کو زندہ کیا۔ ایک مرتبہ آپؓ امام احمد بن حنبل کے مزار پر تشریف لے گئے تو کتب میں لکھا ہے کہ امام صاحب قبر سے باہر نکلے اور آپؓ کو ایک قمیض عطا فرمائی اور آپؓ سے گلے ملے اور فرمایا اے عبدالقادر! بے شک علم شریعت و حقیت میں مَیں بھی تم سے محتاج ہوں۔

ایک دفعہ امام اعظم ابوحنیفہ سے آپؓ کی روحانی طور پر ملاقات ہوئی۔ امام ابوحنیفہ نے حنبلی مذہب اور حنفی مذہب اختیار نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو آپؓ نے فرمایا اس کی دو وجوہات ہیں ایک یہ کہ حنبلی مذہب کے ماننے والے بہت کم ہیں اور یہ فقہ ضعیف ہو چکا ہے۔ دوسرا یہ کہ امام احمد بن حنبل مسکین ہیں اور میں بھی مسکین ہوں اور میرے نانا رسول اللہ ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ سے مسکینی طلب کی تھی اور دُعا کی تھی اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں رکھ، مسکینوں میں موت دے اور قیامت کے دِن مسکینوں کے ساتھ اُٹھا۔

## کراماتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ دِن مہینے اور سال میرے پاس آتے ہیں۔ اور جو کچھ اُن میں ہونے والا ہو وُہ بھی مجھے بتاتے ہیں۔ آپؓ یہ بھی فرمایا کرتے کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ جن کے پاس مہینے مجسم ہو کر آتے ہیں اور اپنی اچھائی اور

Marfat.com

برائی کی خبر دیتے ہیں۔ آپؓ نے یہ بھی فرمایا اس وقت تک آفتاب طلوع نہیں ہوتا جب تک میری بارگاہ میں سلام نہ بھیجے۔

ایک دِن آپؓ کی دایا نے آکر عرض کیا اے ماہتابِ قادریہ کبھی کبھی آپؓ بچپن دودھ پیتے پیتے اُڑ کر آفتاب میں چھپ جاتے تھے کیا اب بھی آپؓ ایسا کرتے ہیں۔ تو فرمایا وُہ زمانہ تو میرے بچپن اور کمزوری کا تھا اُس وقت میں آفتاب میں چُھپ جاتا تھا اور اب میری طاقت وقوت کا یہ عالم ہے کہ اگر ایسے ہزار آفتاب آئیں تو میرے اندر غائب ہو جائیں اور کہیں اُن کا پتہ نہ چلے۔

بڑے بڑے اولیائے کرام آپؓ کے مدرسہ میں پانی کا چھڑکاؤ کرتے، جھاڑو دیتے اور مودب کھڑے رہتے جب تاجدارِ ولایت اُنہیں فرماتے کہ بیٹھ جاؤ تو عرض کرتے حضورؓ ہمارے لیے امان ہو تو ارشاد ہوتا امان ہے تب وُہ بیٹھتے۔ جب سواری پر سوار ہوتے تو شیخ علی اور شیخ ابوسعید جیسے اولیائے کرام آپؓ کی سواری کی رکاب تھامتے اور ساتھ پیدل چلتے۔ کئی مشائخ حضورؓ کے مدرسہ میں آتے تو سب سے پہلے مدرسہ کی دہلیز کو بوسہ دیتے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ آپؓ وعظ فرما رہے تھے اچانک بارش ہونے لگی، لوگوں میں کھلبلی مچ گئی تو آپؓ نے رُخِ انور آسمان کی طرف اُٹھا کر فرمایا اے پروردگار! میں لوگوں کو تیری باتیں سُنانے کے لیے بُلاتا ہوں اور تیری بارش انھیں بیٹھنے نہیں دیتی۔ اتنا فرمانا تھا کہ بارش رُک گئی۔

ایک دفعہ دریائے دجلہ میں بہت ہولناک سیلاب آیا، پانی اتنا چڑھا کہ بغداد شریف کے ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہو گیا، لوگ پریشان ہو کر آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ حضورؓ دُعا فرمایئے ورنہ بغداد تباہ ہو جائے گا۔ آپؓ نے اسی وقت اپنا عصا ہاتھ میں لیا اور دریائے دجلہ کے قریب تشریف لے گئے اور اپنے عصا مبارک کو ایک جگہ

Marfat.com

گاڑ کر فرمایا خبردار! دجلہ اس سے آگے مت بڑھنا۔ کیا مجال پھر دجلہ کی کہ اس سے ایک انچ بھی آگے بڑھا ہو۔ پانی نیچے اتر گیا اور بغداد شہر بچ گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں ایک خادم نے عرض کیا۔ حضورؒ میری خواہش ہے کہ آپؒ میرے غریب خانہ پر روزہ افطار کریں، آپ نے دعوت قبول فرمالی۔ دوسرا خادم حاضر ہوا اور اس نے بھی یہی درخواست کی اور آپؒ نے اس کی دعوت بھی منظور فرمالی۔ اسی طرح ستّر خادم آئے اور ہر ایک نے یہ ہی عرض کیا۔ سب کے ساتھ حضورؒ نے وعدہ فرمالیا۔ جب افطار کا وقت آیا تو حضورؒ ایک ہی وقت میں ہر ایک کے گھر رونق افروز ہوئے اور روزہ افطار کیا۔ صُبح جب خُدام اکٹھے ہوئے ہر ایک نے دُوسرے پر فخر کیا کہ کل حضورؒ نے مُجھ پر بڑا اکرم فرمایا میرے غریب خانہ پر تشریف لائے اور روزہ افطار کیا۔ دوسرے نے کہا کہ تُم غلط کہتے ہو حضورؒ تو میرے پاس تشریف لائے تھے، تیسرے نے کہا کہ حضورؒ نے میرے پاس افطار کیا تھا سب دعوت دینے والے موجود تھے۔ ہر کوئی حضور کی موجودگی کا دعوٰی کرنے لگا جب یہ بات مدرسہ والوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا کہ کل تو حضورؒ نے مدرسہ سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکالا اور یہیں موجود رہے۔ سب حیران ہو کر حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا حال بیان فرمایا تو آپؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے اولیاء اللہ کو اتنی طاقت بخشی ہے کہ وُہ بیک وقت کئی مقامات تک پہنچ سکتے ہیں۔

ایک مرتبہ شیخ ابوالمعالی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے لڑکے کو ڈیڑھ سال سے بُخار ہے اور علاج کرتے کرتے تنگ آچکا ہوں۔ بخار نہیں جاتا۔ تو آپؒ نے فرمایا جا بیٹے کے کان میں کہہ دینا کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا ہے کہ اے بخار اب تو چلا جا۔ بس کان میں یہ جملہ کہنے کی دیر تھی، کہ ساری زندگی پھر بخار نہ ہُوا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ حضور غوث الاعظمؒ قبرستان میں فاتحہ پڑھنے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ جب شیخ حماد کی مزار پر پہنچے اس وقت آپؒ کے ساتھ کئی مشائخ تھے۔ آپؒ شیخ حماد کی مزار پر کافی دیر کھڑے رہے یہاں تک کے سُورج دوپہر پر آگیا اور گرمی بڑھ گئی۔ پھر آپؒ کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے۔ وہاں سے چلے تو حاضرین نے عرض کیا دوسری قبروں پر آپ تھوڑی دیر ٹھہرے ہیں مگر شیخ حماد کی مزار پر اتنی دیر کیوں ٹھہرے۔ فرمایا بہت عرصہ پہلے میں اور کچھ لوگ شیخ حماد کے ساتھ نمازِ جُمعہ پڑھنے کے لیے جارہے تھے۔ جب ہم لوگ پُل پر پہنچے تو حضرت حماد نے مجھے پانی میں دھکا دے دیا۔ سردی کا موسم تھا میرے ہاتھ میں کچھ کتابیں تھیں۔ میں نے اپنا ہاتھ پانی سے کچھ اُوپر کرلیا تاکہ کتابیں بھیگ نہ جائیں۔ پانی سے نکل کر کپڑے نچوڑ لیے۔ سردی کا موسم تھا بہت تکلیف ہوئی۔ کچھ لوگوں نے پھر مُجھ کو پانی میں گرانے کی کوشش کی۔ تو حضرت حماد نے ان کو جھڑکا اور فرمایا میں نے عبدالقادرؒ کو امتحان کی غرض سے پانی میں گرایا تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ صبر و تحمل کا پہاڑ ہے۔ آج جب میں ان کی قبر پر آیا تو میں نے دیکھا کہ شیخ حماد نُورانی حلہ زیب تن کیے ہوئے ہیں، یاقوت کا تاج ان کے سر پر رکھا ہے، سُونے کے جوتے پہنے ہوئے ہیں، ان کو ہر طرح کی راحت و امان ہے، لیکن ایک بازو بے کار ہے اور شل ہے، بے حس و حرکت ہے۔ میں نے پُوچھا تو انہوں نے جواب دیا یا شیخ بائیس برس پہلے فُلاں تاریخ کو جمعہ کے دن پُل پر جاتے ہوئے میں نے تمہیں دھکا دیا تھا اس لیے میرے اس ہاتھ کو مفلوج کردیا گیا ہے کیا تُم مجھے معاف نہیں کرسکتے۔ میں نے کہا ہاں شیخ میں نے تمہیں معاف کردیا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ تُم محبوب سُبحانی ہو پروردگارِ عالم سے مجھے اپنا ہاتھ بھی دلوا دو تو میں نے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تو پانچ سو اولیائے کرام نے میری دُعا پر آمین کہا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہاتھ واپس کردیا پھر اُنہوں نے اِسی ہاتھ سے مجھ سے

Marfat.com

مصافحہ کیا یہی وجہ تھی کہ مجھے اتنی دیر ان کی قبر پر ٹھہرنا پڑا۔

## حضور غوث الاعظمؓ کی اپنے مُریدین کی دستگیری

سرکار غوثِ اعظمؓ فرماتے ہیں ان یدی علی مریدی کا السماء علی الارض بے شک میرا ہاتھ، میرا پنجہ میرے مُرید کے اُوپر اس طرح سایہ کیئے ہوئے ہے جیسے آسمان زمین کے اُوپر ایک اور موقع پر فرمایا ان لم یکن مریدی جیدًا فانا جیدّ " اگر میرا مُرید طاقت ور نہیں تو کوئی بات نہیں میں اس کا آقا جو طاقت ور ہوں۔ ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا اگر میرا مُرید، میرا نام لیوا مشرق میں ہو اور میں مغرب میں ہوں اور اس کا سَتر کُھل جائے تو میں اس کی سترّ پُوشی اپنے ہی مقام پر بیٹھے بیٹھے کردوں گا اور تا قیامت میرے سلسلے والے ٹھوکر کھا کر گرنے لگیں تو میں ان کو سنبھالتا رہوں گا اور سہارا دیتا رہوں گا۔ فرمایا اس شخص کا نصیب بہت بلند ہے جس نے میری زیارت کی یا جس نے میرے دیکھنے والے کی زیارت کی فرمایا

مُرِیدی لا تخف واش فانی
عَزُومٌ " قاتل " عند القتال

(اے میرے مُرید کسی دشمن سے خوف نہ کر۔ میں عزم وہمت والا، سخت جنگ کرنے والا اور قتل کرنے والا ہوں۔ تجھے گھبرانے کی ضرورت نہیں)۔

ایک دفعہ آپؓ نے دُعا فرمائی اے رب قدیر تیری بارگاہ میں تیرے محبوب ﷺ کے واسطے دعا کرتا ہوں تو میرے مریدوں اور میرے مریدوں کے مریدوں کی روحوں کو جو میری طرف منسوب ہوں بغیر توبہ کے ان کو موت نہ دینا۔

ایک ولی اللہ صاحب بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپؓ کی اس دعا پر فرشتوں کی ایک بڑی جماعت کو آمین کہتے ہوئے سُنا اور دعا کے بعد ایک غیب سے

Marfat.com

آواز آئی اے عبدالقادرؓ! خوشخبری ہو تمہارے لیے کہ میں نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے۔ آپؓ سے پُوچھا گیا کہ آپؓ کے مریدوں میں متقی بھی ہوں گے اور گناہ گار بھی۔ فرمایا ہاں پرہیزگار میرے لیے اور میں گناہ گاروں کے لیے ہوں۔

شیخ ابوالحسن بغدادی فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ میرے لیے دعا فرمائیں کہ مجھے قُرآن وسنت پر عمل کرتے ہوئے موت آئے۔ آپؐ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا اور ایسا کیوں نہ ہو جب تمہارا پیر شیخ عبدالقادر ہیں۔ میں نے تین مرتبہ درخواست کی اور تینوں مرتبہ حضورؐ نے یہی جواب دیا۔ صبح اُٹھ کر میں نے یہ خواب اپنے والد سے بیان کیا پھر ہم دونوں حضور غوث الاعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؓ وعظ فرما رہے تھے، ہمیں دیکھ کر فرمایا تُم میرے پاس دلیل کے بغیر نہیں آئے ہو۔ پھر فرمایا جس کے رہنما جناب رسول اللہ ﷺ ہوں اور جس کا پیر عبدالقادرؓ ہو اس میں بزرگی کیسے نہ ہو۔ پھر آپؓ نے کاغذ قلم منگوایا اور ہم دونوں کو خلافت کی سند لکھ دی۔

حضور غوث الاعظمؓ نے فرمایا مجھے ایک صحیفہ دیا گیا جس میں قیامت تک آنے والے میرے اصحاب اور خلیفوں کے نام درج ہیں اور مجھ سے میرے رب نے فرمایا کہ ان سب کو میں نے تیری وجہ سے بخش دیا ہے۔

آپؓ نے فرمایا میں نے داروغہ جہنم مالک سے پُوچھا کی تمہارے پاس میرا کوئی مرید ہے۔ اس نے جواب دیا حضور ہرگز نہیں۔ آپؓ کے مرید کو جہنم سے کیا سروکار تو آپؓ نے فرمایا مجھے پروردگار کے جلال کی قسم جب تک میرے مرید جنت میں نہیں جائیں گے میں بارگاہِ خداوندی میں نہیں جاوُں گا۔ آپؓ نے فرمایا اے میرے مُرید کسی سے مت ڈرو۔ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اس نے مجھے وہ بلندی عطا فرمائی ہے۔ جس سے میں اپنی تمام آرزوؤں کو پالیتا ہوں۔ اے میرے مرید! تو میرے وعدا کا

محافظ بن جا۔ قیامت کے دِن میں میزان پر حاضر ہو جاؤں گا۔ میں حشر میں اپنے مُریدکی شفاعت کرنے والا ہوں۔

مَقَامُکُم العُلیٰ جَمعاً وَلکن مَقَامِی فَوقَکُم مَازَالَ عَالِی

(اگرچہ تُم سب کا مقام بُلند ہے لیکن میرا مُقام تم سب کے مقام سے بُلند ہے اور ہمیشہ بُلند رہے گا)

اَنَا فِی حَضرَتِ التَقرِیبِ وَحدِی یُصَرِفُنِی وَ حَسبِی ذُوالجَلال

(میں بارگاہِ عالی میں یگانہ و یکتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے درجہ بدرجہ ترقی دیتا ہے۔وہی میرے لیے کافی ہے)

اَنَا البَازِیُّ اَشھَب کُلِ شَیخ فَمَن ذَا فِی الرِّجَالُ اعطِی مِثَالِی

میں تمام مشائخ کے درمیان ایسا ہوں جیسے بازِ اشہب پرندوں میں، مردان خُدا میں سے کون ہے بتلاؤ جو میری مثل ہو)

کَسَانِی خِلعتہ بِطرَازِ عَزمِ وَتَوَّجَنِی بِتِیجَانِ الکَمَال

(اللہ تعالیٰ نے مجھے وُہ خلعت پہنایا جس پر عزم کے بیل بُوٹے تھے۔اور تمام کمالات کے تاج میرے سر پر رکھے)

وَاَطلَعَنِی عَلیٰ سِرِّ قَدِیمِ وَقَلَّدَنِی وَاَعطَانِی سُوٗالِی

اللہ تعالیٰ نے مجھے رازِ قدیم سے آگاہ کیا اور مجھے عزت کا ہار پہنایا اور جو کچھ میں نے مانگا وُہ عطا کیا)

وَوَلَّانِی عَلَی الاُقطاب جَمعا حُکمِی نَافِذ" فِی کُلِّ حَالِیُ

(اور مجھے تمام اقطاب پر حاکم بنایا پس میرا حکم ہر حال میں جاری ہے۔)

وَمَا عَلَینَا اِلَّا البَلغُ المُبِین

Marfat.com

# حضور قبلہ عالم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی
فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ o
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

وہ نازنینِ عشق و محبت کا شہر یار — سرتا قدم کرم کی حقیقت سے ہم کنار
اذواق اور اشواق کے گلنار کی بہار — ابرار اور اقطاب اور اغواث کا نکھار

عشقِ رسول پاک کی شمع تھے بے دھواں
انوار ایسی چشمِ کرم بار اب کہاں

میرے دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

اللہ تعالیٰ کا ولی اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص ہوتا ہے۔ جس زمانہ میں موجود ہو وہ زمانہ تمام انسانوں کے لیے رحمت اور جس جگہ موجود ہو وہ جگہ رحمت اور جس علاقہ میں موجود ہو وہ علاقہ سب کے لیے رحمت ہوتا ہے۔ کیونکہ ولی اللہ ایک سورج کی طرح ہوتا ہے۔ جو پوری آب و تاب سے زمین کے ذرّے ذرّے کو روشنی اور چمک دے رہا ہوتا ہے۔ دوستو! جس جگہ ہم موجود ہیں یہ حضور قبلہ عالم خواجہ خواجگان پیر محمد کرم حسین کا مسکن منگانی شریف کہلاتا ہے۔ حضور کے مسکن سے قبل یہاں جنگل تھا۔ دور نزدیک بے نام و نشان آبادیاں تھیں اور اس دربار شریف والی جگہ پر ایسی

Marfat.com

پُرخار جھاڑیاں اور کانٹے تھے کہ لوگ دِن میں اس جگہ سے ڈرتے تھے۔ اللہ کے ولی نے یہاں ٹھکانہ لگایا اپنے ذکروفکر سے اس جگہ کو آباد کیا کہ آج دیکھو کراچی سے لیکر خیبر تک منگانی شریف مشہور و معروف ہے۔ عُرس مبارک کے دِن مُلک کے کونے کونے سے پیر بھائی یہاں تشریف لاتے ہیں۔

اب اللہ کے ولی کے مسکن کے باعث عقیدت مندوں کے لیے یہ جگہ مقدس اور محترم بن گئی۔ حضور قبلہء عالم کے زمانہ کا ایک حصہ ہم نے بھی دیکھا اور آپ میں سے کئی لوگ اس زمانہ کے شاہد ہیں۔ کس قدر مبارک زمانہ تھا جب اُس وقت کے درویش، قطب، ابدال اور اولیائے کرام یہاں تشریف لاتے تھے اور حضور قبلہ عالم سے عشق ومحبت اور راز و نیاز کی محفلیں لگاتے تھے۔ دوستو! حضور قبلہ عالم کے زمانہ میں درویش نہ صرف ہر روز نئی کرامت کے منتظر رہتے تھے بلکہ ہمہ وقت کامل درویشوں اور کامل اولیا کی آمد کی اُمید ہوتی تھی۔ آپ کا زمانہ اقدس لحہ بہ لحہ کرامات سے پُر تھا حضور تشریف فرما ہوتے اچانک فرماتے کہ آج شام کو اتنے بندوں کا لنگر رکھنا فلاں جگہ سے پیر بھائی آرہے ہیں شام ہوتی تو اتنے ہی پیر بھائی آجاتے۔ اور جب پیر بھائی آتے تو کچھ اُن کی تمنائیں، امیدیں اور اغراض اُنکے دِل کے نہاں خانوں میں ہوتے۔ آپ خود اُن کو بیان کرنا شروع کردیتے۔ کسی شخص کو اپنی غرض بیان کرنے کی حاجت ہی نہ رہتی۔ دربار شریف پر موجود لوگ ان درویشوں سے پوچھتے تو وہ لفظ بہ لفظ وُہ باتیں بتاتے جو حضور ارشاد فرما چکے ہوتے۔

دربارِ شریف پر بیٹھ کر اللہ کا فقیر جہاں بھر اور آسمانوں کو دیکھ رہا ہوتا اور جو چاہتا حاضرین کے سامنے بیان کر دیتا۔ اور جہاں چاہتا اپنے مریدوں کی دستگیری کرتا۔

دوستو! یہ معروف حدیث تو آپ نے بارہا سُنی ہوگی۔ بُخاری شریف میں

Marfat.com

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی، دُشمنی کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اور جب میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے تو میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ تو جب اُس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اُس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وُہ سُنتا ہے، آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وُہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وُہ پکڑتا ہے۔ اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وُہ چلتا ہے۔ اور جو کچھ مُجھ سے مانگے اُس کو عطا کرتا ہوں۔ اور اگر وُہ میری پناہ مانگے تو اُس کو اپنی پناہ دیتا ہوں۔

دوستو! آپ سب حضرات نے یہ حدیث مبارک کئی بار سُنی ہو گی۔ لیکن ہم نے اس حدیث مبارک کی عملی تصویر اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کا عملی مظاہرہ حضور قبلہء عالم کی صورت میں اپنے گھر میں دیکھا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ جس نے بھی حضور قبلہ عالم سے بغض و عناد اور عداوت کی وُہ اس دُنیا میں تباہ و برباد ہوا۔ حالانکہ آپ نے زندگی بھر کسی کو بددُعا نہ دی اور نہ ہی کسی کو اپنا دُشمن سمجھا۔ جس نے بھی کوئی زیادتی کی اُسے بھی معاف کر دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جو میرے ولی سے عداوت رکھتا ہے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں، اب اللہ تعالیٰ کی فوج کے سامنے کسی انسان کی کیا مجال وُہ مقابلہ کرے۔ ظاہر ہے بربادی اور تباہی اس انسان کا مقدر ہے جو اللہ کے ولی سے بغض اور عداوت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے ولی کے کان بن جاتا ہوں جن سے وُہ سُنتا ہے جب یہ کان اللہ کے ہو جاتے ہیں تو دُور نزدیک کی کوئی حد نہیں رہتی۔ زمان و مکان کی کوئی قید نہیں رہتی، حضور غوث الاعظم سید الاولیاء محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔ مریدی اذا ما کان شرقاً و مغرباً اغثہ اذا ما ضارَمِی ای بلدۃٍ میرا مرید مشرق میں ہو یا مغرب میں اور جس شہر میں ہو اسکی مدد کرتا ہوں میرے

سامنے دُور و نزدیک کی کوئی قید نہیں۔

وَمریدی اذا دعانی بشرق او بغرب او نازل بحر عام

میرا مرید جہاں سے مجھے پکارے میں اُسکی مدد کرتا ہوں۔ خواہ وُہ مشرق مغرب یا دریا کے نیچے سے پکارے۔ اور آگے فرمایا

فاغثہ او کان فوق مواءِ انا سیف القضا لکلِ حِصام

میں تمام طاقتوں کے ساتھ اللہ کی قضا کی تلوار ہوں اور اگر میرا مرید ہوا کے دوش پر مُشکل میں ہو اور مجھے پُکارے تو وہاں بھی میں اُسکی مدد کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ خصوصی قوّت عطا فرما دیتا ہے کہ وُہ نہ صرف دُور و نزدیک کی آوازیں سُنتے ہیں بلکہ اپنے غلاموں کی دستگیری بھی کرتے ہیں۔ ضلع لیہ میں ایک پیر بھائی کے گھر آگ لگ گئی۔ آگ بجھنے میں نہ آتی تھی۔ جب دُرویشوں کو اور کچھ نہ سُوجھا تو اپنے مرشد کریم کو پُکارا۔ اے ہمارے پیر کرم حُسین آج اگر تو ہماری مدد کو نہ آئے تو کون آئے۔ حضور دربار شریف پر تشریف فرما تھے سردیوں کا موسم تھا یکدم میز پر ہاتھ مارنے لگے۔ حضور کا سانس پھُول گیا دُرویشوں نے وجہ پُوچھی تو فرمایا۔ میرے ایک درویش کے گھر آگ لگ گئی تھی اُس کو بجھا رہا تھا۔ کچھ دِنوں کے بعد وُہ درویش دربار شریف پر آئے تو بتایا ہمارے گھر آگ لگ گئی تھی ہم نے اپنے مُرشد کریم کو پُکارا تو کسی غیبی طاقت نے ایک لمحہ میں آگ بجھا دی اور ہمارا کوئی نقصان نہ ہُوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے ولی کی آنکھیں بن جاتا ہوں۔ جن سے وُہ دیکھتا ہے۔ تمام انسانوں کی نگاہ کی حد ہوتی ہے لیکن جس کی آنکھ کا نُور اللہ تعالیٰ کا نُور ہو اس کے سامنے حدود و قیود نہیں رہتی۔ وُہ جہاں چاہے جس کو چاہے اسے اللہ تعالیٰ کے نُور خاص سے دیکھتا ہے۔

علامہ صوفی شیر محمد کرتو آنہ حضور کے مخلص درویش اور منظورِ نظر خلیفہ تھے وُہ

Marfat.com

بیان کرتے تھے کہ میں ابھی حضور قبلہ عالم کا مُرید بھی نہیں ہُوا تھا۔ کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہُوا۔ میں نے اس کا نام رکھنے کے لیے قُرآن مجید سے فال لیا تو لفظ انی عبداللہ نکلا میں نے اس لڑکے کا نام عبداللہ رکھ دیا پھر میں کافی عرصہ کے بعد حضور کا مُرید ہوا ایک مرتبہ بچے کو لے کر دربار شریف پر حاضر ہُوا۔ تو حضور قبلہء عالم نے اُسے دیکھتے ہی فرمایا انی عبداللہ میں بڑا حیران ہوا کہ جو فال میں نے نکالا تھا اس کا علم میرے اللہ اور میرے سوا کسی کو نہ تھا۔ فال نکالا اور دِل ہی دِل میں بیٹے کا نام رکھ دیا۔ لیکن حضور قبلہء عالم اپنی نگاہِ ولایت سے میرا فال نکالنا دیکھ رہے تھے اور میری مُلاقات پر مجھ پر ظاہر کر دیا۔ یہ ہے نگاہ ولایت جس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وُہ دیکھتا ہے۔

دوستو! میرے پیر ایک کاملِ و اکمل مَردِ فقیر تھے جنہوں نے اپنے فیضان سے ہزاروں کی دستگیری کی۔ میرے پیر کا نہ تو زندگی بھر کبھی بینک بیلنس رہا اور نہ ہی کوئی وسیع مال و جائیداد جو کچھ آتا سخی داتا لنگر شریف میں خرچ کر دیتے اور کئی بار اپنے احباب سے اُدھار لے کر بھی خرچ کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے خُفیہ خزانے عطا فرمائے تھے۔ کہ جو بھی سائل آپ کے دَر پر آتا کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹتا۔ حضور اپنے غریب درویشوں کی خُفیہ امداد فرماتے۔ اور اپنے صدقہ خیرات کو اس قدر خُفیہ رکھتے کہ ہمیں بھی زندگی بھر خبر نہ ہوئی۔ بابا غلام محمد کوئی ملنگ ہمارے علاقہ کا ایک معروف درویش اور حکیم تھا۔ اکثر حضور کے پاس آیا کرتا اور حضور قبلہء عالم کے ساتھ بے تکلف باتیں کرتا اور اپنی محفلوں میں کہا کرتا کہ میں ہند سندھ پھرا ہوں۔ لیکن ایسا مردِ کامل میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ اور یہ بھی کہا کرتا تھا کہ دُکان تو چھوٹی ہے لیکن سَودا دو جہاں کا ملتا ہے حضور قبلہء عالم عُمر کے آخری حصّہ میں کبھی کبھی فرماتے۔ اب ہماری دُکان کا کوئی گاہک نہیں رہا۔ یعنی معرفت الٰہی کے طلبگار دُنیا سے اُٹھ گئے ہیں۔ اب

Marfat.com

لوگ اللہ والوں کے پاس بھی محض دُنیا طلبی کے لیے آتے ہیں۔

دوستو! آپ نے کئی بار سُنا ہوگا اور سینکڑوں درویشوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور قبلہء عالم تیس سال تک چار پائی پر رہے دَمہ اور ٹی بی کا سخت اور لاعلاج مَرض لاحق تھا ایک لمحہ بھی جسمانی سکون نہ پایا۔ صُبح و شام ادویات کھاتے گزاری اور کبھی چار پائی پر لیٹ کر نہ سُوئے ساری ساری رات کراہتے اور کھانستے گزرتی تھی۔ مشہور و معروف ڈاکٹر کہتے کہ آپ کے پھپھڑوں نے بالکل کام چھوڑ دیا ہے۔ لیکن اس حال میں بھی سارا سارا دِن درویشوں میں بیٹھے رہتے۔ دِن بھر مریدوں کی تعلیم و تربیت کرتے۔ انہیں دُعائیں دیتے۔ اور دُکھی لوگوں کو تسلی و تشفی دیتے۔ میرا پیر مستجاب الدُعا تھا جس کو جو دُعا دی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ کیونکہ حدیث پاک ہے۔ کہ جب تُم کسی مریض کے پاس جاؤ۔ تو اس سے اپنے لیے بھی دُعا کرواؤ۔ کیونکہ مرض کی شدّت میں اللہ تعالیٰ مریض کی دُعا قبول کرتا ہے۔ اب بتاؤ کہ یہ ایک عام گہنگار مسلمان مریض کا حال ہے۔ جب اللہ کا ولی بیمار ہو۔ اور ایک دو دِن نہیں تیس سال سے شدید تکلیف میں مُبتلا ہو اس کی دُعا کی قبولیت کا کیا حال ہوگا۔ ہم نے اپنے کئی پیر بھائیوں کے لیے حضور کو دُعا مانگتے دیکھا۔ پھر اپنی آنکھوں سے اُن کی دُعا کے ثمرات بھی دیکھے۔

دوستو! یہ بھی حدیث پاک میں آتا ہے۔ کہ خوشیاں روزانہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہاتھ باندھ کر کھڑی ہوتی ہیں اور عرض کرتی ہیں مالک ہمارے لیے کیا فیصلہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فُلاں فُلاں ظالمین اور میرے مخالفین کے پاس چلی جاؤ۔ خوشیاں ظالموں اور اللہ تعالیٰ کے مخالفوں کے پاس بھیج دی جاتی ہیں اس کے بعد فاقے، پریشانی، دُکھ اور غم رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو فرماتا ہے کہ تُم میرے پیاروں کے پاس چلے جاؤ۔

Marfat.com

دُکھ درد اور بیماریاں تو حضور قبلہء عالم پر عاشق تھیں، جوانی میں آپ لا علاج مرض میں مُبتلا ہوئے اور تیس سال تک مرض کی شدّت میں مُبتلا رہے۔ ایک لمحہ بھی آرام نہ پایا لیکن آپ نے اپنی عبادات اور معمولات کو ایک لمحہ بھی ترک نہ کیا۔ سینکڑوں ہزاروں میل سفر کیئے۔ کئی مزارات پر اور اللہ والوں کی حاضریاں دیں۔ دھڑ شریف ساری زندگی جاتے رہے۔ اور داتا صاحب پر بھی حسبِ معمول جاتے رہے۔ جس پیر بھائی نے دعوت دی اس کے گھر ضرور تشریف لے گئے۔ اور جب کسی علاقہ میں جاتے تو اپنے ہر مرید کے گھر تشریف لے جاتے اس میں کسی امیر غریب کا ذرا امتیاز نہ فرماتے۔ اور پیر بھائیوں کے گھر گھنٹوں بیٹھ کر مجلس فرماتے۔ آپ کی مجلس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا بے مثال دَرس ہوتا۔ میرا پیر خود نمائی اور تشہیر سے سخت پرہیز کرتا تھا۔ ساری زندگی اپنے عُرس مبارک کے اشتہار بھی نہ چھپوائے۔ کبھی کسی محفل کی صدارت نہ کی۔ کئی جگہوں پر عُرس لگوائے لیکن نہایت سادگی سے حالانکہ ان عُرسوں میں مُلک کے نامور عالم خطاب کرتے اور مُلک کے اچھے قوال قوالیاں کرتے لیکن اپنے نام کی کبھی تشہیر نہ کی۔ ایسے لوگوں کے لیے مالک فرماتا ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ بے شک اللہ کے ولیوں کو دو جہاں میں نہ کوئی خوف، حزن اور فکر ہوتی ہے اور نہ ہی اگلے جہان کے لیے متفکر اور غمگین ہوتے ہیں۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

# باب ہفتم

# خطباتِ اعراس

Marfat.com

☆قُطب الاولیاء حضرت خواجہ

# پیر محمد کرم حُسین حنفی القادری

المشہور حضور قبلہ عالم منگانوی

خطبہ عرس (۱۵ستمبر ۱۹۸۵ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا وَ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَذِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُمَاثِلَ لَہٗ وَلَا مَثِیْلَ لَہٗ وَلَا اَحَدَّ لَہٗ وَلَا نِدَّ لَہٗ وَلَا شَدَّ لَہٗ وَلَا عِرْفَانَ لَہٗ وَلَا اَلْھَا مَلَہٗ وَلَا کَفُوْلَہٗ وَلَا کَفِیْلَ لَہٗ وَلَا وَلَدَلَہٗ وَلَا مَوْلُوْدَلَہٗ وَلَا کُفُوَ لَہٗ رَلَا کَفِیْلَ لَہٗ وَلَا اَحَدِیْ نَظَرِیْ صَمَدِیْ سَرْمَدِیْ لَا اَوَّلَہٗ وَلَا اٰخِرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدِنَا وَ سَنَدَنَا وَ مَوْلٰنَا وَمَلْجَانَا وَعَوْنَنَا وَعَیْنَنَا وَعَیَّانَنَا وَمُعِیْنَنَا وَغَوْثَنَا وَغِیْثَنَا وَغِیَاثَنَا وَمُغِیْثَنَا وَنُوْرَنَا وَنُوْرَ دِیْنِنَا وَنُوْرَ اَسْلَامِنَا وَنُوْرَ شَرِیْعَتِنَا وَ نُوْرَ طَرِیْقَتِنَا وَنُوْرَ مَعْرِفَتِ رَبِّنَا وَ نُوْرَ اَجْسَادِنَا وَنُوْرَ اَجْسَامِنَا وَنُوْرَ اَمْثَالِنَا وَنُوْرَ اَرْوَاحِنَا وَنُوْرَ اَوَّلِنَا وَنُوْرَ آخِرِنَا وَنُوْرَ ظَاھِرِنَا وَنُوْرَ بَاطِنِنَا وَ نُوْرَ اَغْوَاثِنَا وَنُوْرَ اَقْطَابِنَا وَنُوْرَ اَفْرَادِنَا وَنُوْرَ اَبْدَالِنَا وَنُوْرَ اَنْوَارِ اِسْرَارِ حَقَائِقِ مُعَارِفِ رَبِّنَا وَنُوْرَ صِفَاتِ رَبِّنَا وَنُوْرَ ذَاتِ رَبِّنَا نُوْرٌ "مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ

Marfat.com

وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِین
بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن۔

سب مل کر کلمہ پڑھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ کلمہ گواہ ہے کہ میں نے اپنے ضمیر اور سمجھ کے مطابق ایک اجتماع منعقد کیا ہے اس اجتماع کا مقصد آپ سب کی روحانی تربیت ہے۔ میرا مرشد دین و دنیا میں کامل راہبر تھا، شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کا اُستاد تھا، تصوف کا لیکچرار تھا، رُوحانی علم کا معلم تھا بلکہ عینی مشاہدے کروانے والا تھا۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اُن کی تعلیمات پر عمل کریں۔ ہمارا اکٹھا ہونے کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے سبق اور مشن کو دُہرالیں اور اگر اس میں کچھ غلطیاں ہوں تو ایک دوسرے کو دیکھ کر نکال لیں۔ اس وقت کم از کم دو ہزار کا مجمع ہے لیکن نماز میں اتنا اجتماع دکھائی نہیں دیتا یہ بات نوٹ کرلو کہ اگر نماز، روزہ نہیں تو مُرید ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ دُرویشی تو نماز، روزہ میں تکمیل سے آگے شُروع ہوتی ہے۔

میرے والد ماجد (حضرت خواجہ حافظ گل محمد قُطبی قادری) شریعت و طریقت میں ایسا بے مثال نمونہ تھے کہ زندگی کے آخری لمحات میں نمازِ تہجد پڑھ کر رب کے حضور حاضر ہوئے۔ شریعت میں ایسے کامل تھے کہ آخری وقت میں بھی چارپائی سے اُتر کر مصلّٰی پر بیٹھ کر نمازِ تہجد ادا کی۔ طریقت میں ایسے پختہ تھے کہ فرمایا مجھے اُٹھا کر باہر لے جاؤ۔ یہ سارا منظر میں آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور چند گواہ اس وقت بھی میرے پاس موجود ہیں۔ حضور کے حکم پر آپ کو چار آدمیوں نے اُٹھالیا۔ رات کا پچھلا پہر اور سخت سردی تھی۔ اذان کا وقت قریب تھا۔ باہر لائے تو آپ نے فرمایا میرا چہرہ دہڑ شریف کی طرف کر دو۔ جب دہڑ شریف کی طرف آپ کا چہرہ مبارک کیا گیا تو کلمہ شریف کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں میرے والد ماجد نے اپنے دونوں دست انور ماتھے پر رکھے اور اس طرف جھک گئے۔ نفل تہجد تو کعبہ کی طرف منہ کر کے

Marfat.com

پڑھے تھے لیکن عشق وشوق کا سجدہ اپنے پیرو مرشد کی طرف منہ کر کے ادا کیا۔ یہ سب لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ میرے والد ماجد نے اپنے اس عمل سے ہمیں یہ سبق دیا کہ اگر تم میرے ہم مسلک وہم مشرب ہو، میرے مشن کے ساتھ منسلک ہو، میری معیت اور محبت تمہیں حاصل ہے تو شریعت اور طریقت کو دل میں بسا کر آخری وقت تک اس طرح عمل پیرا رہنا۔ وہ ہم سے زیادہ توحید پرست بھی تھے اور توحید شناسا بھی معرفت میں بھی کامل تھے اور عشق و مستی کی منزلیں طے کر چکے تھے۔ جب انہوں نے آخری وقت بھی نماز نہ چھوڑی تو ہمیں بھی نہیں چھوڑنی چاہیے بالخصوص یہاں پر موجود میں اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر تم میری کلمہ کی دوست ہو، میری عقیدت مند ہو تو نماز کبھی نہ چھوڑنا۔ جنہیں میری معرفت حاصل ہے جو مجھ سے ارادت رکھتی ہو، جو میرے ساتھ محبت رکھتی ہو، جنہیں میرے باپ دادا کے ساتھ عقیدت ہے ہرگز نماز نہ چھوڑنا اور عورتوں سے میں یہ بھی اپیل کروں گا کہ بچوں والی عورتیں عرس مبارک پر نہ آیا کریں کیونکہ اس سے نہ صرف آپ کو اور آپ کے بچوں کر کو تکلیف ہوتی ہے بلکہ آپ اپنے اصلی مقاصد حاصل نہیں کر پاتی۔ عرس مبارک پر آنے کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ آپ پانچ وقت نماز پڑھیں، کلمہ پڑھیں اور تربیت حاصل کریں لیکن معصوم بچوں کے باعث نہ تو آپ کے کپڑے پاک رہتے ہیں اور نہ آپ وقت پر نماز ادا کر سکتی ہیں اور نہ ہی مجلس میں بیٹھ سکتی ہیں۔ دین میں جبر نہیں ہے جس کے پاس رقم نہ ہو اسے حج معاف ہے، بیمار کو نماز میں رعائیت ہے، غریب کی زکوٰۃ معاف ہے اس لیے معصوم بچے آپ کی مجبوری ہیں لہٰذا عرس پاک کی حاضری سے آپ مستثنیٰ ہیں اور میں مردوں کو بھی ایک اہم بات کہنا چاہتا ہوں کہ غور سے سن لو جو شخص میرا مرید ہو کر نماز نہیں پڑھتا وہ آئندہ عرس پر نہ آئے کیونکہ ہمیں تو ایسے آدمی درکار ہیں جن کے دیکھنے سے ہمارے ایمان میں ترقی ہو، اضافہ ہو اور جو شخص کلمہ، نماز سے تارک ہے اس سے ہم نے اپنے پیر کے عشق کا کیا سبق لینا ہے؟ ہمارے شیخ نماز کے پابند تھے۔ تمام اولیائے کرام نے نماز میں کمال حاصل کیا۔

ہر نبی نے امت سے بڑھ کر اضافی نمازیں پڑھیں۔ تمھیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جو تم میں سے میرا دوست ہے نماز ہرگز نہ چھوڑے۔ اس عرس مبارک کے موقع پر میں تم سے یہ عہد لیتا ہوں کہ ساری زندگی نماز نہ چھوڑنا اور ایک عہد تم سے میں بھی کرتا ہوں کہ یا تو خدا اتنا قہر میں ہوگا کہ کسی کی بھی نہیں سنے گا پھر وہاں ہماری کیا مجال۔ جب کسی نبی ولی کی نہ سنے تو میری کیا مجال۔ یا پھر میرا رب سراپا رحمت دیکھائی دے گا اور اگر میرا رب صفت رحمت میں ہوا تو کلمہ شریف کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ تمہارے اور میرے دِل جس طرح جڑے ہوئے ہیں جس طرح اس دنیا میں سنگت نصیب ہے اس کلمہ پر اعتبار کر لو اس طرح محشر میں بھی اکٹھے رہیں گے۔ جس طرح تمہیں کلمہ پر یقین ہے مجھے اسی طرح اپنے رب کی رحمت پر یقین ہے انشاء اللہ سب مل کر کلمہ پڑھتے ہوئے جنت میں جائیں گے اور جس طرح یہاں اکھٹے ہیں جنت میں بھی اکھٹے رہیں گے یہ میں نہیں کہتا یہ دونوں جہاں کے محبوب ﷺ کا اعلان ہے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بھی المرءمع من احب: جو جس سے محبت رکھتا ہے حشر میں اس کے ساتھ ہوگا۔

میں نے تمہیں اپنے والد گرامی کی دو باتیں بتائی ہیں کہ وہ خود مریض تھے بہت زیادہ بیمار تھے لیکن آخری لمحہ بھی نماز تہجد نہیں چھوڑی۔ فرض تو ایک طرف نوافل بھی نہیں چھوڑے اور عشق کا یہ عالم تھا آخری سلام دہڑ شریف کو کیا پھر اس کے بعد نہیں بولے۔ آپ جب دہڑ شریف کو سلام کر چکے تو ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی۔ ہم نے بھی ساتھ ہاتھ اٹھائے لیکن ہمیں پتا نہ چلا کہ آپ نے کیا پڑھا اور کیا مانگا پھر اشارہ کر کے فرمایا مجھے چارپائی پر لٹادو۔ جب پلنگ پر لٹایا گیا تو شیخ احمد دُرویش نے پکار کر کہا حضور کے سرِ انور سے سرہانہ نکال دو اور کلمہ پڑھو۔ مجھے اس وقت پتہ چلا کہ میرے والد صاحب اللہ کے حضور حاضر ہو رہے ہیں۔ میری عُمر اس وقت بہت کم تی بمشکل چودہ برس کا تھا۔ میں نے عرض کیا ابا جی! ہمیں کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ خدا واحد جانتا ہے کہ نزع کے وقت مرنے والے کے چہرے پر درد کی کیفیت نُمایاں ہوتی ہے۔ لیکن اللہ کے فقیر موت کی تکلیف سے مُبرا ہوتے ہیں اس لمحے بھی مُسکرائے اور

Marfat.com

اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت اُنگلی سے اُوپر اشارہ فرمایا جس کا مطلب تھا بیٹا! پرواہ نہ کر تیرا اللہ تیرے لیے کافی ہے اس اشارہ سے میں نے یہ سمجھا کہ تم اللہ پر بھروسہ رکھو وہ تمہارا بہترین نگہبان ہے۔ دُنیا کے کسی بشر کا تمہیں دستِ نگر ہونے کی ضرورت نہیں، کسی کا محتاج ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم کسی چیز کی پرواہ نہ کرنا میرا مالک تمہیں سب کچھ عطا کر دے گا اور آج تک یہ میرے مولا کا کرم ہے اور میرے والد ماجد کی دعا ہے نہ تو کسی کے محتاج ہیں نہ دستِ نگر اور نہ ہی کسی کی پرواہ ہے۔

میرے دوستو! اپنے اندر ایسا کمالِ شوق پیدا کرو کہ اس عشق پر سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ اور تمہارے دِل میں ملال نہ آئے۔ دِل میں اپنے مُرشد کا اتنا شوق اور محبت ہو کہ دِل چاہے اپنے بیٹے بیٹیاں اور اپنی جان بھی اس پر قُربان کر دوں کیونکہ کاملِ عشق تب ہوتا ہے جب اپنے یار کو ماں باپ اپنی جان حتی کہ سارے جہان سے محبوب مانا جائے لَا یُؤمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَالَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اور شریعت میں تمہارا ظاہر ایسا ہو کہ لوگ تمہیں مولوی کہیں۔ تمہارا ہر عمل، تمہاری ہر ادا، تمہاری ہر چیز شریعت کے مطابق ہو لیکن باطن میں منصورِ حال ہو جاؤ۔ سوائے اپنے مُرشد کے اور اس کی محبت کے کوئی چیز تمہارے دِل میں نہ سما سکے۔

''تذکرۃ الاولیاء'' میں میں نے پڑھا ہے کہ حضرت رابعہ بصری کو رسولِ اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے رابعہ! کیا تجھے مجھ سے عشق و محبت ہے۔ تو انہوں نے عرض کیا جی نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں؟ رابعہ بولیں میرے آقا ﷺ! یہ کس کی مجال ہے کہ اپنے دل میں آپ ﷺ کا عشق و محبت نہ رکھے لیکن کیا کروں میں توحید میں اس طرح غرق ہوئی ہوں کہ اب باقی گنجائش ہی نہیں رہی۔

حضرت امیر خسرو جس وقت ہُو کرتے تھے تو قمیض کا کپڑا دل کی جگہ پر جل جاتا تھا۔ عموماً اس جگہ کپڑا پھٹا رہتا تھا اس لیئے اپنی قمیض کو اس جگہ پر تاروں سے ٹانک کر رکھتے اس وجہ سے آپ کو امیر خسرو زری زریفت کہتے ہیں۔ اسمِ اعظم کا اتنا سوز اور اتنا وجد

Marfat.com

تھا کہ قلب کی ہُو سے کپڑا جل جاتا تھا یا پھٹ جاتا تھا۔ آپ کو رسولِ خُدا ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا آؤ خسرو! مجھے ملو تو آپ نے حضور ﷺ کو اپنا بایاں ہاتھ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹا! مجھے بایاں ہاتھ کیوں دیا ہے تو امیر خُسرو نے عرض کی اللہ کے محبوب ﷺ میں نے اپنا دایاں ہاتھ نظام الدین کو دے دیا ہے۔

امیر خُسرو کا طریقت میں یہ مقام ہے اپنے مُرشد کی اتنی محبت ہے کہ جس ہاتھ پر اس سے بیعت کی وہ ہاتھ رحمت العالمین ﷺ کو بھی نہیں دیا اور کمال یہ ہے کہ حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا اے خُسرو! تو مشرک ہو گیا ہے بلکہ گلے لگا کر فرمایا تجھے تیرا پیر اور یہ عشق مُبارک ہو۔ بلاشُبہ اپنے پیرو مُرشد سے عشق کی یہ حد ہے یہ محبت کی انتہا ہے اور عشق و محبت کی انتہا ایمان کا بھی اعلیٰ ترین مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے مُرشد اور ہادی کا ذوق و شوق نصیب فرمائے اور اُن کی ظاہری باطنی سُنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (امین ثُم امین)

کلمہ پڑھتے آیا کرو اور کلمہ پڑھتے جایا کرو۔ ہر وقت اپنے مُرشد کے قواعد کو، احکام کو مد نظر رکھا کرو، اس کے تصور کو مد نظر رکھا کرو۔ یہ دُنیا ہماری نہیں ہے۔ ہمارے باپ دادا کی میراث نہیں ہے۔ دیکھو! ہزاروں قبروں میں پڑے ہیں اور اب ترس رہے ہیں کہ ہائے! دنیا میں کچھ اللہ اللہ کر لیتے اور ہمارے پاس تو سب کچھ موجود ہے۔ آج تم خُدا کو راضی کر سکتے ہو اس کے رسول اللہ ﷺ کو راضی کر سکتے ہو۔ دُنیا میں جو کُچھ کرنا چاہو کر سکتے ہو لیکن وقت کو خالی نہ جانے دینا اور ایک ایک لمحہ اس کی محبت و معرفت میں گُزارنا۔

وما علینآ اِلّا البلٰغُ المُبین

Marfat.com

# خطاب

## حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حُسین صاحب حنفی القادری

عرس مبارک (۲۔اکتوبر ۲۰۰۳ء)

نَحْمَدُہٗ نُصَلِّیْ وَنُصَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم قَالَ اللّٰہُ تبارَکَ وَتعالٰی
فِیْ الْقُرانِ الْمَجِیْدِ بِسْمِ اللّٰہ الرَّحمٰنِ الرَّحیم
یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اتَّقُوااللّٰہ وَ کُوْنُوْ مَعَ الصّٰدِقِیْن
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم

بلغ العلی بکمالہٖ کشف الدّجیٰ بجمالہٖ
حسُنت جمیع خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

جس دور پہ نازاں تھی دُنیا ہم اب وہ زمانہ بھول گئے
اورروں کی کہانی یاد رہی ہم اپنا فسانہ بھول گئے
منہ دیکھ لیا آئینے میں پر داغ نہ دیکھا سینے میں
جی ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلماں بھول گئے
تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دِل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

Marfat.com

میرے دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

سب تعریفیں اُس ذات پاک وحدہٗ لاشریک کی ہیں جو لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (الشوریٰ:11) بے مثل و بے مثال ہے لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ ادراک سے باہر ہے کوئی آنکھ اُس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ جو ایک لفظ کُن کہے تو نیست سے اصل ہو جاتا ہے۔ عدم کو وجود مل جاتا ہے۔ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ہ جو لفظِ کُن سے عالمین تخلیق کرنے کی قوت رکھتا ہے۔ اُس ذاتِ اقدس نے عدم کو وجود بخشا پھر وجود کو عدم کی طرف پھیر دیا۔ وُہی ہمارا مالک ہے، خالق ہے اور رازق ہے۔

ہزاروں درود و سلام اُس پیارے حبیب احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم محبوبِ کبریا شافع روزِ جزا نبی رحمت کی ذات بابرکات پر جس کی ذاتِ اقدس باعثِ تخلیق کائنات ہے۔ مولانا رُوم مست بادہ قیُّوم فرماتے ہیں۔

محمدؐ نہ بودے کس نہ بودے     نہ بودے ہر دو عالم را وجودے

اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو کچھ نہ ہوتا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو عالم کو وجود نہ بخشا جاتا لولاکَ لما خلقت الافلاکَ لولاکَ لما خلقت الکونین لولاکَ لما اظھرت ربوبیت اے حبیب! اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو نہ آسماں بناتا، نہ دونوں جہاں کو وجود عطا کرتا اور نہ ہی اپنے رب ہونے کا اظہار کرتا۔ شاعر کہتا ہے۔

جب اپنے حُسن کی محفل سجانے کا خیال آیا     حریمِ ناز کے پردے اُٹھانے کا خیال آیا
چراغِ بزمِ امکاں کو جلانے کا خیال آیا     خدا کو نور جب اپنا دکھانے کا خیال آیا
تو محمد کملی والے کو بنانے کا خیال آیا

علامہ اقبال قلندر لاہوری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نذرانہء عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

Marfat.com

تیرا جوہر ہے نوری پاک ہے تو فروغِ دیدۂ افلاک ہے تو
تیرے فیضِ زبوں فرشتہ و حور کہ شاہین شہِ لولاک ہے تو

قرآنِ مجید کی ایک آیتِ کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے جس میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جب بھی کوئی حکم دیتا ہے تو اٰمَنُوْا کے خطاب سے پکارتا ہے۔ اے ایمان والو تم پر روزے فرض ہیں، اے ایمان والو نماز اور زکوٰۃ ادا کیا کرو کیونکہ ایمان کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں۔ ہر نیک عمل کے لیے ایمان اولین شرط ہے۔

سوال یہ ہے کہ ایمان کیا ہے۔ کیا ایمان توحید کا نام ہے۔ کیا اللہ کو وحدہٗ لا شریک ماننے کا نام ایمان ہے۔ کیا نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ادا کرنے کا نام ایمان ہے۔ نہیں ایمان اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر کو ماننے کا نام ہے۔ پیغمبر کو ماننے بغیر نہ تو کوئی عبادت قبول ہے اور نہ ہی توحید قبول ہے کیونکہ توحید کی بنیاد نبوت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اے حبیب کہہ دو اللہ ایک ہے۔ قُل میں رسالت ہے اور جب تک رسالت کا اقرار نہ کیا جائے تو توحید کا اقرار قبول نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس طرح بھی فرما سکتا تھا هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُل کیوں فرمایا اس لیے کہ فرمایا مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ کسی بشر کی یہ مجال نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے اللہ جب بھی کلام کرتا ہے اپنے پیغمبروں کے ذریعے کرتا ہے۔

تو ثابت یہ ہوا اٰمَنُوْا سے مراد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کرنے والے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرنے والے ہیں۔

## ابلیس اور توحید

شیطان توحید کا قائل تھا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر اُس کا پختہ ایمان تھا اُس

Marfat.com

نے جنت اور دوزخ اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی۔ فرشتوں کا اُستاد تھا۔ جنت میں اُنہیں توحید کے درس دیا کرتا تھا۔ لاکھوں سال اللہ کی عبادت کرتا رہا اور زمین کے چپہ چپہ پر اللہ کو سجدے کیے۔ لیکن آدم علیہ السلام کی عظمت کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا۔ اس انکار اور بے ادبی کے باعث اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ (الحجر: ۳۵) یہاں سے نکل جاؤ تو دھتکارا ہوا ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنتیں پڑتی رہیں گی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ ابلیس نے لعنتی اور مردود ہونا ہے تو پھر اُس کو فرشتوں کا اُستاد بنا کر یہ مقام کیوں عطا کیا؟ اس لیے تاکہ قیامت تک آنے والے تمام عابد، زاہد اور صوفی یہ جان لیں کہ بارگاہِ نبوت میں ایک ایسا نازک مقام ہے کہ وہاں کی ذرا سی بھی بے ادبی کرنے والا خواہ ابلیس جیسا عبادت گزار کیوں نہ ہو ساری عبادتیں اس کے منہ پر ماردی جاتی ہیں۔

عارف رومی نے فرمایا۔

عقل قربان کن با پیشِ مُصطفیٰ حسبی اللہ گو کہ اللہ ہم کفیٰ

آپ فرماتے ہیں اگر مجھ سے ایمان کی حقیقت پوچھنا چاہتا ہے کہ ایمان کیا ہے تو آ تجھے بتاؤں کہ اپنی عقل کو سرکار پر قربان کر دینے کا نام ایمان ہے۔ اپنی جان کو قربان کرنا اپنے آپ کو قربان کرنا اور یہی ایمان ہے۔

محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے اسی میں ہو اگر خامی تو ایماں نامکمل ہے
محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان ہے

## محبت کی نشانیاں

محبت کی علامت یہ ہے کہ یار کی ہر نسبت کا ادب واحترام کیا جائے بلکہ یار

کی گلیوں کے کتوں کا بھی ادب کیا جائے۔ حضور غوث پیر پیراں میر میراں شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانیؓ فرماتے ہیں۔

دمِ آبس صفالِ سگ بکوئے یار نوشیدن    مرا خوشتر بود زاں بادا کاں در جامِ جم باشد

(یار کی گلی کے کتے کا جوٹھا پینا عبدالقادر جیلانیؒ کے نزدیک جامِ جمشید سے بھی ہزاروں درجے افضل ہے)

شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

یک جان چہ کند سعدیؒ مسکین    سازیم فدائے سگ ِ دربانِ محمد

(سعدیؒ مسکین کی ایک جان تو کیا سینکڑوں جانیں آقا ﷺ کے در کے کتے پر قربان ہوں)۔ میاں محمد بخش کھڑی شریف والے فرماتے ہیں کہ

جیہڑے کُتے در تیرے تے اُنہاں ذاتاں پاکاں
جنہاں تینوں سنجھاتا ناہیں سر انہاندے خاکاں
جنہاں دِلاں وچ عشق نہ رچیا کتے انہاں تھیں چنگے
مالک دے در راکھی کردے صابر بھکے ننگے

کتا نجس و پلید ہے لیکن جن کتوں کو یار کی گلی سے نسبت ہو جائے عاشقوں کے نزدیک وُہ پلید نہیں رہتے پاک ہو جاتے ہیں بلکہ جو اُن کتوں سے لگ جائے وُہ بھی پاک ہو جاتا ہے۔ اور کتے اُن انسانوں سے ہزار درجہ افضل ہیں جو اپنے مالک کو پہچان نہ سکے، جو اپنے مالک سے محبت نہیں رکھتے اور جو اپنے مالک کی رضا پر صبر نہیں کرتے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ محبت کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔ جس کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت حاصل نہیں وُہ ایمان سے محروم ہے سرکار ﷺ کی غلامی اور عشق ہی سے ایمان کی

Marfat.com

خیرات ملتی ہے۔

حضرت مظہر جانِ جاناںؒ نے کیا خوب فرمایا

خدا در انتظارِ حمدِ ما نیست محمدؐ چشم بر راہِ ثنا نیست

(اللہ تعالیٰ ہماری تعریف کی طرف نہیں دیکھتا کہ میرے بندے میری حمد وثناء بیان کر رہے ہیں یا نہیں اور حضور ﷺ ثنا خوانی کے مُحتاج نہیں اور نہ ہی آپ کو یہ انتظار رہتی ہے کہ کوئی میری ثناء خوانی کرے) بلکہ

خدا مدحِ آفرینِ مصطفیٰ بس محمدؐ حامد و حمدِ خدا بس

(اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی تعریف کے لیے کافی ہے اور حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کے لیے کافی ہیں۔ فرمایا ہاں اگر تو طالب ہے تو عشق مصطفیٰ ﷺ طلب کر

محمدؐ از تو می خواہم خدا را خدایا از تو عشق مصطفیٰ را

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست بحر و بر در گوشہ دامانِ اوست

جس کو حضور ﷺ کی محبت مل گئی، جس کو آقا کا عشق مل گیا اُس کو کونین کی دولت مل گئی

محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے اسی میں ہو اگر خامی تو ایماں نامکمل ہے

ایک آدمی ساری زندگی لا الہ الا اللہ پڑھتا رہے، مسلمان نہیں بن سکتا۔ چاہے نمازیں پڑھے، روزے رکھے، حج کرے، لیکن جب تک محمد رسول اللہ ﷺ نہ کہے مسلمان نہیں ہوسکتا، ایمان والا نہیں ہوسکتا۔ ایمان تو رسالت کی تصدیق کا نام ہے۔ کیونکہ ہر کسی کو اللہ کا قُرب رسالت کی نسبت کے باعث ملتا ہے اور ہر کسی کو شان رسالت کی نسبت سے عطا ہوتی ہے۔

عصائے موسوی اُس وقت اپنے مُعجزے دکھاتا تھا جب موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ بظاہر تو یہ لکڑی کا ڈنڈا تھا لیکن اس میں اتنے مُعجزات تھے کہ حضرت موسی علیہ السلام اُسے پھینکتے تو سانپ بن جاتا، زمین میں گاڑتے تو درخت بن جاتا، مشرق

Marfat.com

سے مغرب تک پھیل جاتا، اس پر قسم قسم کے پھل لگتے، رات کو ٹارچ کا کام دیتا، سانپ بن کر حفاظت کرتا، پتھر پر مارتے تو چشمے جاری ہو جاتے، دریا پر مارتے تو راستے بن جاتے۔ یہ لکڑی کا ڈنڈا اتنے معجزات اور کرامات کی قوّت نہ رکھتا تھا، ساری کرامات اور معجزات تو اللہ کے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں تھے۔ اگر یہ ڈنڈا حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے ہاتھ میں نہ ہوتا تو یہ ایک عام اور بے کار ڈنڈا تھا لیکن موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کی نسبت نے اس کو لاتعداد معجزات دکھانے کے قابل بنا دیا۔

اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ اے یمان والو! تقویٰ اختیار کرو۔ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ: اور میرے پیاروں کی سنگت کرو۔ تا کہ اُن کی قُربت کے باعث تُم سے اللہ راضی ہو جائے اور تمہیں وہ شرف عطا کرے کہ تُم موسوی عصا کی طرح کرامات کا منبع بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی نسبت اللہ تعالیٰ کا ایک خاص انعام ہے۔ قرآن مجید نے اللہ کے پیاروں کے ساتھ نسبت قائم کرنے کا کئی جگہوں پر حکم فرمایا ہے وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ (لقمٰن: ۱۵) اس کی راہ پر چل جس نے میری طرف رجوع کیا۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (النحل: ۴۳) اہلِ ذکر سے میرا پتہ پوچھو اگر تُم نہیں جانتے۔ مزید فرمایا اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِہٖ خَبِیْرًا میں رحمٰن کی اگر خبر چاہتے ہو تو کسی باخبر کے پاس جاؤ۔ میری رحمت کا حصہ چاہتے ہو تو کسی عارف کے پاس جاؤ۔ گُناہوں کی بخشش چاہتے ہو تو میرے پیاروں کے در پر آؤ فرمایا وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ (الکھف: ۲۸) اپنے نفس کو اُن لوگوں کے ساتھ روکے رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اُس کے مکھڑے کے طالب ہیں اور اُن سے اپنی نظریں نہ ہٹاؤ۔ جب تیرا اُن کے ساتھ تعلق ہو جائے گا، تیری نسبت قائم ہو جائے گی تو تجھے ان کی سنگت نصیب ہو

جائے گی۔

حضور ﷺ نے فرمایا المرء مع من احب" فرمایا تو جس سے محبت کرتا ہے جس سے تیری نسبت ہو گی قیامت کے دن تیرا حشر بھی اسی کے ساتھ ہو گا۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں ایک دن میں نے اپنے دوست سے مٹی لی اس مٹی سے خوشبو آئی۔ میں نے کہا تو ایک عام سی مٹی ہے تجھ سے یہ خوشبو کیسے آتی ہے۔ اُس نے زبانِ حال سے جواب دیا اے سعدی

بگفتہ من گلے نا چیز بودم و لیکن مدتے با گل نشستن

(بے شک میں ایک ناچیز مٹی ہوں لیکن کچھ عرصہ پھول کے سائے میں پڑی رہی ہوں اس پھول کی نسبت کے باعث مجھ سے خُوشبو آتی ہے۔)

جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد وگر نہ من ہما خاکم کہ ہستم

(یہ میرے یار کا جمال ہے میرا کمال نہیں میں تو وہی ناچیز مٹی ہوں۔)

قُرآن کریم اٹھایئے اصحاب کہف کے ساتھ ایک کُتا ملا ہوا تھا حالانکہ کتا نجس و پلید ہے لیکن اللہ والوں کی نسبت کے باعث اللہ تعالیٰ نے اس کتے کو جنت کا مستحق کر دیا؛ گر کتا اُس کے پیاروں کی نسبت سے جنت میں داخل ہو سکتا ہے پھر کیا مقام ہو گا اُس مسلمان کا جو حضور ﷺ کا غلام ہو اور اُس کو اللہ کے پیاروں کے ساتھ نسبت بھی قائم ہو جائے۔

میرے سیدی و مُرشدی حضرت قبلہ پیر محمد کرم حسین فرماتے تھے کہ انجن کے ساتھ قسم قسم کے ڈبے ہوتے ہیں کوئی فرسٹ کلاس، کوئی سیکنڈ اور کوئی تھرڈ کلاس۔ کسی ڈبے میں مال ہوتا ہے اور کسی میں کچھ لیکن انجن یہ نہیں دیکھتا کہ اُس کے ساتھ کون سا ڈبہ ہے بس جس ڈبے کی کنڈی اُس کے ساتھ لگا دی جائے چاہے وُہ جیسا بھی ہو اُسے اپنی منزل تک لے جاتا ہے۔ آپ فرماتے تھے اسلام کی مثل ریلوے لائن کی سی ہے اور اولیاء

Marfat.com

کاملین اس لائن پر چلنے والے انجنوں کی طرح ہیں اور جوان کے ساتھ وابستہ ہیں اُن کا حال ڈبوں کی طرح ہے جس نے بھی اولیاء کاملین کے ساتھ اپنا تعلق قائم کرلیا وُہ جیسا بھی ہوگا یہ اُسے اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ایک فقیر نے کیا خوب فرمایا۔

ایک گھڑی سے آدھی، آدھی سے بھی آدھ    بھیکھا سنگت سادھ کی کاٹے کوٹ اپرادھ

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء    بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

جب ہمارے ہاں بجلی نہیں ہوا کرتی تھی تو میرے حضور نسبت کی ایک مثال دیا کرتے تھے۔فرماتے یہ جو درویش پنکھا ہلا رہے ہیں کیا ان کی ہوا آپ کو پہنچ رہی ہے۔حاضرین عرض کرتے جناب ہمیں بھی پہنچ رہی ہے۔آپ فرماتے یہ پنکھا میرے لیے ہلا رہے ہیں یا آپ کے لیے؟ حاضرین عرض کرتے جناب یہ درویش صرف آپ کے لیے پنکھا ہلا رہے ہیں فرمایا اس پنکھے کی ہوا میری نسبت کے باعث تمہیں بھی آرہی ہے۔

نیک لوگوں کی مجلس اولیاء کاملین کا ساتھ اور نسبت گناہ گاروں کو بھی برابر فائدہ دیتی ہے۔میرے پیرومرشد کی ذات بڑی شفیق، کریم اور مہربان تھی۔سب پیر بھائیوں سے یکساں محبت فرماتے بلکہ اُن کی ایک بڑی کرامت یہ تھی کہ ہر پیر بھائی سمجھتا کہ حضور مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔اس جگہ بے آب و گیاہ جنگل تھا کئی دفعہ پیر بھائیوں نے عرض کی جناب یہ جنگل و بیابان ہے اس جگہ ٹھکانا لگانے کا کیا مقصد ہے۔آپ فرماتے فقیر وہ ہوتا ہے جو جنگل کو آباد کرتا ہے اور آپ دیکھیں گے کہ یہ جنگل ایک دن شہر بن جائے گا۔سارے لوگ اس طرف کھچے چلے آئیں گے۔ درویش کی زبان اللہ کی تقدیر ہوا کرتی ہے۔اب ملک کے کونے کونے سے منگانی شریف کی طرف لوگ آتے ہیں۔جگہ جگہ، شہر شہر منگانی شریف کا ذکر ہوتا ہے۔آپ دیکھیں گے کہ یہاں انشاءاللہ اس سے بھی زیادہ رونقیں بڑھتی جائیں گیں

Marfat.com

میرے حضور نے عرس مبارک کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا جس کا ذکر ابھی لالہ رفیق کر رہے تھے۔ اُس عرس مبارک کی تقریر میں، مَیں بھی شامل تھا اور اکثر پیر بھائی اُس میں شامل تھے جو آج یہاں موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ میرا مرید نہیں ہے۔ مزید فرمایا یہاں آؤ تو دنیا کے خیالات گھر چھوڑ کے آیا کرو، یہاں صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے لیے آیا کرو۔ فقیر سے رب رسول کے احکامات اور کلمے کا ذکر پوچھو۔ اسی کا ہم سبق دیتے ہیں ہم سے وظائف سیکھو، ہر نماز کے بعد دس دفعہ درود شریف، دس دفعہ کلمہ شریف بامعنی با جلی دس دفعہ قُل شریف، نفی اثبات، پاس انفاس کیا کرو۔ درویش کا ذکر دل کا ذکر ہے، زبان کا ذکر نہیں۔

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل　　دل ونگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

سلطان باہو فرماتے ہیں

زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا دل دا پڑھدا کوئی ہو　　زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا دل دا پڑھدا کوئی ہو

جتھے کلمہ دل دا پڑھیے اُتھے جیندیاں ملے نہ ڈھوئی ہو

دِل دا کلمہ عاشق پڑھدے کی جانن لوگ گلوئی ہو

کلمہ یار پڑھایا باہوؒ میں صدا سہاگن ہوئی ہو

میرے شیخ فرماتے تھے کہ درویش کے گھر سے پچھلی رات کے وقت کلمہ شریف کی آواز آنی چاہیے۔ جب سارا جہان سو جائے تو اُٹھ کر اپنے رب کا ذکر کیا کرو۔ جو کوئی اونچی آواز سے کلمہ شریف پڑھے اُس کے گھر میں نہ تو جادو ہوتا ہے نہ آسیب کے اثرات ہوتے ہیں نہ اُس پر تعویز گنڈے کا اثر ہوتا ہے۔ آج ہم نے اپنے مرشد کے حکم پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ ہمارے ایمان کمزور ہو گئے۔ روزانہ میرے پاس

Marfat.com

لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں سایہ ہو گیا ہے، ہمارے اوپر آسیب کا سایہ ہے۔ اللہ کے بندو! میرے شیخ نے تمہیں فرما دیا ہے کہ ان سب کا علاج پچھلی رات کا کلمہ ہے۔ ہم نے اللہ کے ذکر سے منہ موڑ لیا ہے بلائیں مصیبتیں ہمارے پیچھے پڑی ہوئی ہیں۔ جس دن ہم نے اللہ سے اپنا تعلق پھر جوڑ لیا یہ مصیبتیں یہ آسیب ہمارے سائے سے ڈریں گے۔

دل وہ آباد ہے جس میں تمہاری یاد ہے
جو یاد سے غافل ہوا ویران ہے برباد ہے

ہم نے رب کے ذکر سے منہ موڑ لیا، دُنیا کی تکلیفوں نے ہماری طرف منہ کر لیا۔ میرے شیخ نے یہ ضمانت دی تھی جس گھر میں اونچی آواز سے ذکر کی صدا آئے۔ وُہ گھر جنات، شیطان اور شر شیطان سے محفوظ رہتا ہے آپ فرماتے تھے یہاں کلمہ پڑھتے آیا کرو اور کلمہ پڑھتے جایا کرو کیونکہ کلمہ ہی ہماری سب سے بڑی نشانی ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ سُلطان باہو نے فرمایا

کلمے نال میں نہاتی دھوتی کلمے نال ویاہی ہو
کلمے میرا پڑھیا جنازہ کلمے گور سہائی ہو
کلمے نال بہشتیں جانا ں کلمہ کرے صفائی ہو
مڑن محال تنہاں نوں باہو جنہاں صاحب آپ بلائی ہو

میرے پیرو مرشد نے ہمیں ادب کا درس دیا، اخلاص کا درس دیا، محبت کا درس دیا۔ جب آپ سرکارِ دو عالم ﷺ کا نام سنتے آج تو لوگ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کے نام پر چومنا شرک ہے۔ میرے پیرو مرشد ایسے نہیں چومتے تھے بلکہ پہلے سر کو جھکاتے پھر انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگاتے انتہائی ادب و احترام کے ساتھ۔

۱۹۸۴ء میں مَیں حج پر گیا۔ کچھ عرصہ لالہ حنیف کے پاس رہا جدہ چونکہ انٹر نیشنل شہر ہے وہاں ہر قسم کے لوگ رہتے ہیں۔ میں واپس آیا تو آپ نے پوری تفصیل پوچھی کہ کتنے دن مدینہ شریف، کتنے دن مکہ شریف اور کتنے دن جدہ رہا۔ پھر ایک ایک بات اور ایک ایک زیارت کے متعلق مجھ سے تفصیل سے پوچھا۔ میں عرض کرتا رہا پھر میں نے جدہ شہر کے متعلق بتایا کہ وہاں کے لوگ اُوپر سے تو عربی جبے پہنتے ہیں لیکن نیچے مغربی لباس زیب تن کر رکھا ہوتا ہے۔ بس میری یہ بات کرنا تھی کہ حضور ناراض ہو گئے۔ فرمایا کھڑا ہو جا۔ میں کھڑا ہو گیا۔ فرمایا کانوں کو ہاتھ لگا۔ میں نے کان پکڑے۔ فرمایا توبہ کرو وہ ہمارے حضور ﷺ کا شہر ہے ہر حال میں ہم سے اعلیٰ و برتر ہے تُم نے ایسی بات کیوں کی۔ میرے شیخ حضور ﷺ کی ذرا سی بے ادبی اور جس چیز میں بے ادبی کا شبہ ہوتا وہ بھی برداشت نہ کرتے تھے۔

ایک دن مجھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تُم سے کوئی بڑا کام لینا ہے۔ میں نے عرض کی میں اس کا قابل تو نہیں اور نہ ہی کوئی عمل وصورت ہے۔ فرمایا میں نے ایک حدیث پڑھی تھی جس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں میرا دھیان بچوں کی طرف رہتا ہے۔ میں نے سوچا کہ نماز تو وہ ہوتی ہے جو بغیر دلیل کے ہو لیکن میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز میں میرا دھیان بچوں کی طرف رہتا ہے۔ میں کچھ سمجھ نہ سکا مجھے پریشانی ہوئی اسی خیال میں سو گیا۔ رات کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی مجھے فرمایا کرم حسین! کھڑا ہو میں کھڑا ہوا۔ فرمایا مصلیٰ بچھاؤ میں نے نماز پڑھنی ہے میں نے برآمدے میں مصلیٰ بچھایا۔ میں نے دیکھا کہ جاوید اقبال اور تُم جھولا جھول رہے تھے مجھے خیال آیا کہ حضور ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں اور یہ جھولا جھول رہے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ جس جھولے میں تم جھول رہے تھے اُس جھولے کی دونوں رسیاں ٹوٹ گئیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ بچے گر جائیں گے نہیں بچیں گے۔ اتنا

خیال ہی کیا تھا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ہاتھ بڑھا کر تم دونوں کو بچا لیا۔ اپنے ہاتھوں پر لے لیا پھر مجھے فرمایا کرم حسین! اگر میں نماز میں بچوں کی طرف دھیان نہ کرتا تو آج یہ بچے گر جاتے۔ ایک طرف تو مجھے وہ حدیث سمجھ آ گئی اور دوسرا میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ضرور تم سے کوئی بڑا کام لینا ہے۔ میں نے عرض کی یہ محض حضور ﷺ کا کرم ہے، مجھ میں اتنا کمال کہاں ہے

ایک رات میں مسجد میں سویا ہوا تھا رات کو برادرِ محترم پیر سخی حسین صاحب تشریف لائے اور مجھے اٹھا کر فرمایا کہ حضور تمہیں بلا رہے ہیں۔ میں حاضرِ خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا مظہر حسین میں نے خواب دیکھا ہے کہ تجھے سانپ نے ڈس لیا ہے میں نے کہا حضور مجھے تو کسی سانپ نے نہیں ڈسا میں تو سویا ہوا تھا۔ سخی حسین نے ابھی اُٹھایا ہے آپ نے فرمایا نہیں تجھے سانپ نے ڈسا ہے ادھر آؤ میں تجھے دم کروں۔ حضور نے مجھے ساتھ بٹھا لیا پھر میری انگلی دیکھی واقعی اُس پر کالے رنگ کا ایک چھالا بنا ہوا تھا۔ مجھے سانپ نے ڈسا تھا لیکن مجھے خبر نہ تھی۔ آپ نے دم کیا مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ میں مسجد میں سویا ہوا تھا سانپ نے مجھے ڈسا اور مجھے خبر نہ ہوئی۔ لیکن اللہ کا فقیر کہیں دور بیٹھا تھا اور اُنہیں خبر ہو گئی۔ آپ بڑے مہربان بڑے شفیق تھے۔ ایک ایک پیر بھائی کی اصلاح فرماتے۔ ہمارے علاقے میں چونکہ چوری چکاری کا ماحول تھا آپ ان لوگوں پر اتنے مہربان تھے۔ جو بھی آپ کے پاس چور ڈاکو آتا اُس پر نگاہ فرماتے اُس کی حالت بدل جاتی۔ پھر وہی ڈاکو رات کو چوریاں کرنے والے اس طرح بدلتے کہ رات اللہ اللہ کرتے گزار دیتے۔ یہ اللہ کے ولی کا فیض تھا کہ چوروں چکاروں کو بھی اللہ کے ساتھ یوں جوڑا کہ وہ شب و روز کلمے کی صدائیں لگاتے کیونکہ اللہ کا ولی اپنے در سے خالی نہیں لوٹاتا چاہے آنے والا چور ہی کیوں نہ ہو۔

حضور غوثِ اعظمؒ ایک دفعہ جنگل میں جا رہے تھے۔ آپؒ نے ایک قیمتی قبا

Marfat.com

پہن رکھی تھی۔ ایک چور نے دیکھ لیا کہ آپؒ اکیلے جا رہے ہیں۔ اس نے قبا کو دونوں طرف سے پکڑ لیا۔ چرانے کی کوشش کی۔ آپ نے دیکھا یہ چور ڈاکو ہے آپؒ بھی اکیلے تھے۔ چور نے قبا کو مضبوطی سے پکڑا۔ آپؒ نے ہاتھ اُٹھائے اور عرض کیا اے اللہ کریم اس نے تیرے بندے عبدالقادرؒ کی قبا کو پکڑا ہے اور بڑی مضبوطی سے پکڑا ہے۔ اب اس کا ہاتھ قیامت تک میرے دامن سے نہ چھوٹے۔ بس حضور کا یہ فرمانا تھا کہ وہ چور اللہ کا ولی بن گیا۔

اللہ کے ولی ایسے لجپال ہوتے ہیں کہ جو اُن کے ساتھ جڑ جائے پھر اُس کے عمل کی طرف نہیں دیکھتے بلکہ اپنی لج پالتے ہیں۔

حضرت بہاء الدین نقشبندی کہیں جا رہے تھے ایک کمہار جو کچے برتن آگ پر پکا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کمال ہے کہ نار میں اتنا اثر ہے کہ کچے کو پکا کر دیتی ہے بھلا دیکھیں تو سہی کہ نور میں کتنا اثر ہے۔ آپ نے اُس کمہار کی بھٹی پر نظر فرمائی جو برتن آگ میں تھے اُن سب پر اللہ کا نام لکھا گیا۔ یہ ہے اللہ کے بندے کی نگاہ جو برتن پر پڑتی ہے تو اس پر اللہ کا نام لکھا جاتا ہے اور جب یہ نگاہ کسی دل پر پڑتی ہے تو اس پر اللہ کی محبت جاگزیں کر دیتی ہے۔ اللہ والوں کی نسبت کا یہ فیض ہے۔ جس طرح پانی آگ پر رکھیں تو وہ ضرور گرم ہوگا، برف ڈالیں تو وہ ضرور ٹھنڈا ہوگا اور یہ ممکن نہیں کہ تو اللہ والے کے پاس جائے اور اللہ والا نہ بن سکے۔

دودھ بیچنے والے دودھ میں پانی ملا دیتے ہیں چونکہ پانی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو وافر مقدار میں پیدا کیا ہے اس لیے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ لیکن جب دودھ میں پانی ملا تو پانی نے زبانِ حال سے دودھ سے کہا میں تو بے قیمت ہوں۔ مجھے تمہارے اندر ملا دیا گیا۔ پتہ نہیں تیرا کیا حال ہو جائے گا۔ تیری تو بڑی قیمت ہے کہیں تو بھی بے قیمت نہ ہو جائے۔ دودھ نے زبانِ حال سے جواب

Marfat.com

دیااس سے پہلے تو بے قیمت تھا تجھے کوئی خریدتا نہ تھا۔اب تو میری نسبت میں آ گیا ہے یادرکھ جو میری قیمت ہوگی وہی تیری قیمت ہوگی۔جس ترازو اور پیمانے میں، مَیں تولا جاؤں گا تو بھی ساتھ تولا جائے گا۔تیری اور میری قیمت میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔

اس طرح جب زمین دار فصل بوتے ہیں گندم ومکئی کاشت کرتے ہیں۔ساتھ کچھ جڑی بوٹیاں اُگ آتی ہیں زمین دار اپنی فصل کو پانی اور کھاد دیتا ہے۔لیکن جو بوٹیاں اس فصل کے ساتھ اُگتی ہیں انہیں بھی پانی اور کھاد ملتی ہے۔اس لیے کہ اس کی نسبت اس فصل کے ساتھ ہے اس لیے ان کو ہر وہ چیز ملتی ہے جو فصلوں کو ملتی ہے۔حالانکہ وہ اس فصل کے لیے نقصان دہ ہیں مگر پھر بھی ان فصلوں کی نسبت کے باعث پل بڑھ رہی ہوتی ہیں

صوفیاء کرام کی نسبت بہت بڑا انعام ہے صوفیاء کرام نے ہمیں اسی چیز کا درس دیا ہے۔یہی تصوف ہے۔تصوف ہوا میں اُڑنے کا نام نہیں، پانی پر چلنے کا نام نہیں بلکہ تصوف اپنی خودی کو مٹانے کا نام ہے فقیر صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے

جے توں ہستی مار ونجائی تاں ہے تیری گل خدائی
جے کر ہستی ہے اک وال کافر ہیں وچہ کفر کمال
مَیں نوں مار تے منج کر نکا کر کے کٹ
سبھے خزانے رب دے جیویں چاہیں انجے لُٹ

حضرت سیّد شیر گیلانی قادری فتح پوری فرماتے ہیں

ع میں گئی تاں میں آرام پایا ہائی میں دی گل خطا بیلی

اس مَیں کا سارا قصور ہے۔بابا فرید شکر گنج فرماتے ہیں۔

من نیم واللہ یارا من نیم سرِّ سرّم جانِ جانم دم نیم

Marfat.com

(میں نہیں ہوں اللہ کی قسم میں نہیں ہوں بلکہ وہ ہی ہے)

تصوف اپنی ہوویت اور اپنی انانیت کو ختم کرنے کا نام ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک اتنی عالی مرتبت ہونے کے باوجود عجز و انکساری کی پیکر تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہ دعا مانگتے تھے اللّٰھمّ احیینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین اے اللہ تعالیٰ! مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ اور مسکینوں کے ساتھ موت عطا کر اور قیامت کے دن میرا حشر تیرے مسکین بندوں میں ہو۔ من تواضع للہ رفعہ' اللہ جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر عجز و انکساری اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اس کو بلند کر دیا۔ فتح مکہ کے موقع پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ شریف میں اس حالت سے داخل ہوئے کہ آپ کا سر مبارک اونٹنی کے کوہان سے ملا ہوا تھا اور آپ نے عاجزی سے اپنا سر مبارک جھکایا ہوا تھا۔ یہ تو فتح اور نصرت کا دن تھا اس دن کو سر اُٹھانے کا حکم تھا مگر اللہ کے محبوبؑ نے عاجزی کو پسند فرمایا۔

حضرت عمرؓ اتنے بڑے عالی مرتبت صحابی ہونے کے باوجود عاجزی کا یہ حال تھا کہ حضرتِ حذیفہؓ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے نام بتائے تھے اُن سے پوچھا کرتے تھے اے حذیفہؓ سچ سچ بتا کہیں عمرؓ کا نام بھی اُن منافقین میں شامل تو نہیں۔ سیّدنا علیؓ کی ذاتِ اقدس ولایت کا منبع ہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ ترین نسبت اُن کو حاصل ہے۔ النظر علی عبادۃ فرمایا میرے علی کو دیکھنا عبادت ہے۔ فرمایا علیؓ تیرا جسم میرا جسم ہے، تیرا گوشت میرا گوشت ہے اتنے عالی مراتب ہونے کے باوجود عاجزی کا یہ حال تھا کہ کسی اجنبی نے آپؓ سے پوچھا آپ کون ہیں آپ نے فرمایا ما انا الا رجل من المسلمین میں عام مرد مسلمانوں میں سے ایک مرد مسلمان ہوں۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہوں۔ حسنین کریمین کا باپ ہوں بلکہ اپنے آپ کو ایک عام مسلمان ظاہر کیا۔

Marfat.com

ایک دفعہ حضرت امام حسینؓ کے پاس ایک اجنبی شخص آیا آپؓ نے اسے مسجد میں ٹھہرایا کھانے پیش کیے۔ اجنبی نے کہا آپؓ نے میری بڑی خدمت کی بڑے کھانے لائے لیکن میں کھانا اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک وہ فقیر جو مسجد کے کونے میں سوکھے ٹکڑے پانی میں بھگو کر کھا رہا ہے وہ یہ کھانا نہیں کھائے گا میں اس کھانے کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا آپؓ نے فرمایا اے اجنبی! تو اس شخص کو نہیں جانتا وہ میرا باپ علیؓ شیرِ خدا ہے۔ یہ جو کچھ ہے اسی کا ہے یہ جو کچھ تم کھا رہے ہو اسی کا صدقہ کھا رہے ہو لیکن انھوں نے دنیا کی لذت سے کنارہ کیا ہوا ہے۔ وہ کبھی یہ کھانے نہیں کھائیں گے وُہی کھاہیں گے جو کچھ کھا رہے ہیں۔ اقبال فرماتے ہیں

تیری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری

درویش کو عاجزی کا حکم ہے اپنی مَیں مارنے کا حکم ہے، ہویت کو ختم کرنے کا حکم ہے ایک فقیر صاحب نے فرمایا

تو تو دے سر تاڑا وجّے میں میں دے گل چھریاں
تو تو مَیں مَیں چھوڑ فقیرا سبھے باتاں بُریاں

فرمایا بکریاں "مَیں، مَیں" کرتی ہیں۔ دیکھ ان کی بوٹیاں بوٹیاں کر دی جاتی ہیں۔ قصائی ان کا کیا حال کرتے ہیں۔ تو بھی "مَیں، مَیں" چھوڑ کہیں تیرے بھی ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائیں۔

شیطان کو اسی "مَیں" نے تو مردود کیا تھا۔ اس نے کہا تھا انا خیر منہ میں اس سے بہتر ہوں۔ اس "میں" نے اس کی ہزاروں سال کی عبادت کو تباہ کر دیا۔

پیرانِ پیر حضور غوث اعظمؒ فرماتے ہیں ہر کسی کو اپنے سے اچھا جانو۔ اگر کوئی

Marfat.com

تم سے چھوٹا ہے تو یہ سمجھو اس کی عمر تھوڑی ہے اس نے گناہ بھی کم کیے ہوں گے اگر کوئی تم سے بڑا ہے تو یہ سمجھو کہ اس نے نیکیاں بھی تم سے زیادہ کی ہوں گی۔ کسی کافر کو بھی اپنے سے کمتر نہ سمجھو ہو سکتا ہے کہ مرتے وقت مالک اُس کو کلمہ نصیب کر دے اور وہ سیدھا جنت میں چلا جائے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آدمی بُرا کب بنتا ہے آپ نے فرمایا جب اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی کے پاس ایک شخص مرید ہونے کے لئے آیا آپ نے فرمایا یہ ایک وظیفہ ہے اسے گندی سے گندی جگہ پر کرو پھر تمہیں مرید کروں گا۔ اُس شخص نے گندگی کا ڈھیر ڈھونڈا۔ اُس پر بیٹھ کر وظیفہ کرنے لگا۔ اُس میں سے آواز آئی میں پہلے سیب تھا، انار تھا، خوش ذائقہ پھل تھا، مجھ سے خوشبو آتی تھی۔ اے بندے تیرا براحال ہو تو نے مجھے کھایا، تیرے پیٹ کے باعث میں گندگی کا ڈھیر بن گیا۔ اب مجھ سے بدبو آتی ہے۔ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ حالانکہ میں خود گندا نہ تھا۔ وہ وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے ایک وظیفہ کرنے کو کہا تھا اور تو ابھی آ گیا۔ اُس نے عرض کی حضور آپ نے فرمایا تھا کہ یہ وظیفہ کسی گندی جگہ پر جا کے کرنا ہے۔ کیا کروں مجھے اپنے سے زیادہ کوئی چیز گندی نظر ہی نہیں آئی۔ سب گندگی تو میرے اندر ہے۔ ہر چیز میرے سے اچھی ہے۔ آپ نے فرمایا آجا اب تجھے مرید کروں۔ تجھے یہی بات سمجھانی تھی۔

ہندوستان کے ایک بڑے عالم و فاضل میرک شریف حضرت سائیں علی شیر علیہ الرحمت کے پاس آئے اور آ کر عرض کی کہ جناب مجھے مرید کیجیے۔ آپ نے فرمایا میں تو تجھے مرید نہیں کرتا۔ دریا کے پار بھائی چینا رام ایک ہندو رہتا ہے اُس کے پاس جا۔ وہ تجھے مرید کرے گا۔ وہ بڑا عالم فاضل ہے۔ دور سے سفر کر کے آیا تھا۔ خالی

واپس نہیں لوٹنا چاہتا تھا اس لیے وہ دریا کے پار چلا گیا۔ دیکھا تو اُس ہندو کے ٹھکانے پر کچھ چیلے بیٹھے ہیں۔ اُن سے پوچھا کہ چینا رام کہاں ہے اُن چیلوں نے کہا کہ وہ ہمارا گرو ہے اور ہمارے لیے پانی بھرنے گیا ہے حیران ہوا کہ یہ کیسا گروہ ہے جو چیلوں کے لیے پانی بھرتا ہے۔ لہٰذا اُس کے پیچھے چلے گئے جہاں وہ پانی بھرنے گیا تھا۔ اُسے ملے تو کہا کہ مجھے سائیں علی شیر نے بھیجا ہے۔ اُس نے کہا کہ ٹھیک ہے آجاؤ واپس چلتے ہیں۔ وہ ہندو آگے آگے چل پڑا۔ عالم اُس کے پیچھے چلتا جا رہا تھا۔ دل میں خیال آیا کہ میں سائیں علی شیر کے پاس مرید ہونے کے لیے آیا تھا۔ میں اتنی دور سے آیا ہوں، عالم فاضل ہوں مجھے اس ہندو کے پاس بھیج دیا اب یہ بے ایمان ہندو میرے آگے آگے چل رہا ہے اور میں اتنا بڑا عالم فاضل اُس کے پیچھے چل رہا ہوں۔ وہ ہندو چینا رام رُک گیا پانی کا برتن رکھ دیا اور کہا حضرت تُم آگے چلو بے ایمان ہندو تمہارے پیچھے چلے گا۔ مولانا صاحب پریشان ہو گئے اور سوچا کہ میں نے تو دل میں خیال کیا تھا اس کو کیسے پتہ چل گیا۔ جب وہ چیلوں کے پاس پہنچا تو اُس نے ہاتھ باندھے اور کہا مولانا صاحب! یہ سستا سودا صرف سائیں علی شیر کے پاس ہے جو دے رہا ہے ہمارے پاس جس میں بال برابر بھی تکبر ہو اُس کے لیے کوئی جگہ نہیں واپس انہیں کے پاس جاؤ۔

مولانا صاحب خاکسارانہ شکل بنائے سائیں علی شیر کے پاس واپس لوٹ کر آئے تو آپ نے اُسی وقت مرید کر لیا۔ مولانا صاحب نے عرض کیا حضور! آپ نے پہلے تو مرید نہیں کیا اور اب دیر بھی نہیں لگائی۔ فرمایا تجھے پہلے اس لیے مرید نہیں کیا کہ تیرے اندر یہ غرور تھا کہ میں مولانا ہوں اور عالم فاضل ہوں لیکن اب تمہیں پتہ چل گیا ہے کہ ہندو بھی تجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ ہمارے حضور حضرت سید سردار علی شاہ فرماتے تھے۔

Marfat.com

ہ ۔ ہار منی گل ہار پاۓ ترس یا ر کیتا بیڑا پار ہویا
میرے سوہنے جانی تیری مہربانی تیری یاری توں ہر کوئی یار ہویا
تیری یاری دے باجھ نہ یار مِلدا اجیہڑا دُشمن تیرا وہ فی النّار ہویا
آکھ شاہ سردارؔ توں یار تائیں تیرا دیکھنا رب دیدار ہویا

ض ۔ ضامنا ضامنی توڑ چاڑیں میرا ضامن ہے دو جہان سائیں
میری میں تے میں دے ساک سارے، تینتھوں وار وارے چا قربان سائیں
ہووے شیر دی طرف نہ پھیر ہووے جائے شیر دی طرف ایہہ جان سائیں
شاہ سردار دے کفن تے دفن ویلے لوکی شیر دا نام سنان سائیں

ی ۔ یاد کرساں سوہنا یار تینوں آخر دم توڑی بانہہ نہ چھوڑیں
تیرے در دی کتی بدکار بھاویں تے بُر یار بھاویں پچھاں نہ موڑیں
لئے ہن لج تینوں لویں کج مینوں ہور آکھاں کینوں لگی نہ تروڑیں
شاہ سردار دے عیب تمام سائیاں وچہ رحم دریا دے چا روہڑیں

و ۔ وس پیا پیاں وس تیرے کول وس میرے کائی دس مینوں
ہس ہس کے دلڑی کھس ماہیا ایہا رس ماہی عجب چس مینوں
تیرے قدماں دی خاک کوئی منگ ویکھے دو جہان دیوے تاویں کس مینوں
سردارؔ یار دے باجھ خوار جنت کافی یار سوہنا بس بس مینوں
وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن

# خطاب

## حضرت قبلہ پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری

### عرس مُبارک (۲ جون ۲۰۰۸ء)

نَحْمَدُہٗ نُصَلِّیْ وَنُصَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ° قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی

فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم

میرے دوستو، بزرگو اور پیر بھائیو!

یہ عرس مبارک ہمارے مُرشد و مربی، ہادی و رہبر، سیدی و سندی، قُطب الارشاد فرد الافراد عاشق رسول الثقلین حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری قدس اللہ سرہ المعنوی کا یومِ وصال ہے۔ ہم سب اس عُرس مبارک کی تقریب میں شریک ہیں۔ کبھی آپ نے یہ سوچا ہے کہ آپ یہاں کیوں آتے ہیں؟ یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟ کیا آپ بازاروں، دکانوں اور ہوٹلوں پر گھومنے پھرنے کے لیے آتے ہیں؟ دوستوں یاروں کے ساتھ ہنسی مذاق کے لیے آتے ہیں؟ کراچی سے ہری پور ہزارہ تک آج یہاں لوگ موجود ہیں۔ مجھے بتائیں کہ اس جگہ کیوں آئے ہیں؟

Marfat.com

آیئے جو مقصد آپ سب کو یہاں لایا ہے اس پر غور کریں۔ اس کی تجدید کریں۔ جس منزل کا ہم نے تعین کیا تھا اس منزل کو یاد کریں۔

دوستو! عُرس مبارک پر آنے کے تین بڑے مقاصد ہوتے ہیں۔

ایمان، تقویٰ اور نسبت۔

جو آیتِ کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے یہ انہیں تین مقاصد کو بیان کرتی ہے۔ فرمایا یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو۔ اللہ تعالیٰ نے کن لوگوں کو خطاب کیا ہے وہ جو ایمان لائے۔ یہ نہیں فرمایا یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ تمام انسانیت کو خطاب نہیں۔ خطاب صرف ایمان والوں کو ہے۔ اپنوں کو ہے غیروں کو نہیں، ماننے والوں کو ہے انکار کرنے والوں کے لیے نہیں۔ فرمایا جو لوگ مجھے مانتے ہیں۔ قلب وزبان سے میری وحدانیت کی تصدیق اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں۔ آؤ تمہیں تکمیلِ ایمان کا راستہ بتائیں۔ آؤ تمہیں ایمان کی روشنی دکھائیں۔ آؤ ایمان والو! تمہیں منزل بتائیں اِتَّقُوا اللّٰہَ اللہ سے ڈرو۔ تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ یہ ہے کہ جہاں تمہارا رب تمہیں دیکھنا پسند کرتا ہے وہاں جاؤ اور جس جگہ دیکھنا پسند نہیں کرتا رُک جاؤ۔ تقویٰ کی علامات یہ ہیں قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (الانعام: ۱۶۲) کہہ دو کہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اس اللہ کے لیے ہے جو دو عالم کا پروردگار ہے۔ محبوب حقیقی کی محبت اور عشق میں سرشار ہو جانے، اس کی محبت میں مست رہنے کا نام تقویٰ ہے۔ میرے حضرت غریب نواز اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

کہ نیست در ہمہ عالم باتفاق امروز　　جز آستانہ تو مقصد و ملجائے

(آج ساری کائنات میں یہ بات بالاتفاق تسلیم شدہ ہے کہ تیرے آستانہ کے سوا نہ کوئی مقصد ہے نہ کوئی حاجت روا ہے۔)

Marfat.com

سلطانُ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین کی خدمت میں ایک آدمی آیا کہ حضور میرے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا دعا مانگیں۔ اس نے کہا جو آپ کو اچھی لگے خواجہ نظام الدین اولیاء نے ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا اللہ کرے کہ تو روتا ہوا قبر میں جائے۔ وہ بڑا پریشان ہوا اور عرض کیا جناب! میں نے تو عرض کیا تھا کہ کوئی اچھی سی دعا فرمائیں آپ نے یہ کیا دعا فرمادی۔ آپ نے فرمایا ہم فقیر لوگ ہیں ہمارے لیے اس سے بہتر کوئی دعا نہیں کہ یار کی محبت و الفت میں مخمور بچشم ِگریاں دنیا فانی سے رخصت ہوں۔

انسان کی زندگی کا مقصد و منتہا مالک کی رضا ہونی چاہیے۔ میرے ہادی و مُرشد نے ۱۹۸۵ء کے سالانہ عُرس پر خطاب فرماتے ہوئے تمام پیر بھائیوں سے کلمہ پڑھوا کر اور کلمہ کو گواہ بنا کر فرمایا میں نے اپنے ضمیر اور سمجھ کے مطابق یہ عُرس مبارک کا ایک دینی اجتماع کیا ہے۔ اس کا مقصد صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی ہے۔ گویا اس عرس مبارک کے انعقاد کا مقصد اللہ کی رضا ہے۔ اور اس میں حاضری بھی اللہ کی رضا کے لیے ہونی چاہیے۔

آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے لوگو! تم ایمان لائے تقوی اختیار کیا لیکن ابھی تک منزل تک نہ پہنچے۔ تکمیل ایمان نہ ہوا۔ منزل و تکمیل ایمان کیا ہے؟ وَ كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْن صالحین امت کی معیت و رفاقت اختیار کرو۔ خاصانِ الٰہی کی نوکری و غلامی اختیار کرو تب تمہارے ایمان کی تکمیل ہوگی۔ گویا تکمیل ایمان اللہ کے بندوں کے قدموں سے وابستہ ہے۔ قافلہ سالار عشق حضرت رومی فرماتے ہیں۔

ہیچ نہ کشد نفس راجز ظِلّ پیر　　دامن آں نفس کُش راسخت گیر

اے دُرویش! تو اپنے شیخ کے سایہ کے بغیر کبھی نفس کو نہیں مار سکے گا۔ اور اس کے بغیر کبھی مقصود نہ پا سکے گا۔ اس نفس کشی کے بغیر کبھی عرفان و آگہی کا راستہ طے نہ ہو

گا۔اس کی رہبری کے بغیر تیرا یہ بدکردار نفس نجات نہیں پا سکے گا۔ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اس کا دامن مضبوطی سے تھام لے جس نے پہلے خود نفس کشی کی اور پھر اللہ رب العزت کی طرف سے اصلاحِ نفوس پر معمور رہوا۔

پیرارا بگزیں کہ بے پیرایں سفر ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

(کامل پیر کی نسبت حاصل کر کیونکہ اس کے وسیلہ کے بغیر کبھی یہ سفر طے نہیں کر سکے گا۔) مرشد کے بغیر یہ نہایت پُر خطر اور پُر خوف ہے۔ تو جب تقویٰ کا راستہ اختیار کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف چلے گا تو صراطِ مستقیم بہت کٹھن اور دُشوار معلوم ہو گا۔ ہاں تجھے رہبر مل گیا تو راستہ بہت شارٹ، پُر لطف اور آسان ترین معلوم ہو گا۔ عام دنیا دار انسان پر شیطان دن مین ایک دفعہ حملہ کرتا ہے اور اسے یقین ہے کہ میں جب چاہوں اسے اپنے دام میں گرفتار کر سکتا ہوں لیکن جو شخص ذکر و فکر کرتا ہے، مالک کی الفت و محبت اور ذوق شوق رکھتا ہے اس پر شیطان ہر روز ستر مرتبہ حملے کرتا ہے اس لیے کہ چور ہمیشہ اس گھر آتا ہے جہاں مال و زر ہوتا ہے۔ جس گھر میں مال و زر نہ ہو چاہے وہ کوٹھی ہو، بنگلہ ہو، دروازے کھلے ہوئے ہوں لیکن اندر گندگی پڑی ہو تو اُدھر کوئی نہیں آئے گا لیکن اگر تنکوں کی جھونپڑی ہو، مٹی کا گھروندہ ہو اس میں سونا اور چاندی ہو، زر اور جواہر ہوں چور اسی کو اپنا نشانہ بنائے گا۔ اسی میں اپنا سُراغ لگائے گا۔ دُرویش کے اندر بھی ایک بے بہا خزانہ ہے۔ وہ خزانہ حق تعالیٰ کی محبت و معرفت کا ہے۔ اس لیے اس پر صبح و شام حملہ ہوتا ہے اور جب تک اس کو رہبر میسر نہ ہو۔ جب تک اس کا ہاتھ کسی ہادی و رہنما کے ہاتھ میں نہ ہو تو یہ صراطِ مستقیم سے ہٹ جاتا ہے۔ اسی لیے فرماتا ہے وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرنے کے بعد سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ ان سے اپنی نسبت جوڑ لو۔ تمہارے ایمان کی تکمیل ہو جائے گی۔ تمہیں تمہاری منزل روشن نظر آئے گی۔ تمہیں تمہاری منزل قریب تر

Marfat.com

معلوم ہوگی۔

اب قرآن مجید نے ان صادقین، صالحین کے ساتھ رہنے کا ڈھنگ بھی سکھایا، ان کی معیت میں رہنے کا ادب بھی سکھایا۔ فرمایا اپنے شیخ کی معیت میں اس طرح رہو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کی معیت میں رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے علمِ لدنی سیکھنے گئے تھے اس لیے جلالی پیغمبر کو خاموش رہنے کا سبق دیا گیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کے پھٹے اُکھاڑے موسیٰ علیہ السلام بولے تو خاموشی کا وعدہ یاد دلایا گیا۔ حضرت خضرؑ نے گرتی ہوئی دیوار بنانا شروع کی تو اللہ کے پیغمبر بولے تو پھر خاموش رہنے کی تلقین کی گئی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے بچے کو قتل کیا تو اللہ کے جلالی پیغمبر بول اُٹھے تو خاموش رہنے کا وعدہ یاد دلایا گیا۔ قرآن ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ اگر تم اپنے شیخ کی معیت میں کچھ حاصل کرنا چاہتے ہو تو اُن کے سامنے یوں رہو جیسے میت غسال کے سامنے ہوتی ہے کَالْمَیِّتِ بَیْنَ یَدِیَ الْغُسَّال۔ اپنے شیخ کے سامنے اسطرح رہو جس طرح میت بے حس و حرکت غسل دینے والے کے سامنے پڑی ہوتی ہے۔ جو چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے۔ چاہے اس کے ساتھ نرمی کرے یا سختی، ٹھنڈے پانی سے نہلائے یا گرم پانی سے جو کچھ کرے وہ اُف تک نہیں کرتا اور جو لوگ اپنے شیخ کے سامنے سر جھکا کر رہتے ہیں اور باادب ہو کر رہتے ہیں وہی مقام حاصل کرتے ہیں۔

جب رکھ دیا ہے سر تو اُٹھانا نہ چاہیے جانا نہ چاہیے درِ جانا نہ چاہیے
ساغر کی جستجو ہے نہ پیمانہ چاہیے بس اِک نگاہِ مُرشد مئے خانہ چاہیے

## حکایت

سلطان محمود غزنوی کو اپنے ایک وزیر ایاز کے ساتھ بڑی محبت تھی۔ ایک دن

Marfat.com

تمام وزراء نے مل کر محمود غزنوی سے کہا کہ ایاز ایک غریب و مفلس گھرانے کا آدمی ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ تمہاری اس پر اتنی لطف و عنایت کیوں ہے۔ اس میں کونسا ایسا کمال ہے جو ہم میں نہیں۔ سلطان محمود نے کہا یہ بات تمہیں کل بتاؤں گا۔ دوسرے دن بادشاہ نے دربار لگایا۔ تمام وزراء زرق برق لباسوں میں ملبوس حاضر تھے۔ دربار کے سامنے ایک تلاب تھا۔ محمود نے اپنی انگشت سے انگوٹھی اتاری اور اس تالاب میں پھینک دی۔ صاف پانی میں انگوٹھی چمک رہی تھی۔ پھر بادشاہ نے وزراء کو حکم دیا کہ میری انگوٹھی نکال کر لاؤ۔ کپڑوں سمیت تالاب میں جاؤ لیکن کپڑے گیلے نہ ہونے پائیں۔ جس کے کپڑے گیلے ہو گئے اس کو سزا ملے گی۔ سب نے اپنے پاجامے اوپر کئے، تالاب میں اُترے اور جب دیکھا کہ تالاب گہرا ہے، کپڑے بھیگ جانے کا خطرہ ہے تو نکل آئے انگوٹھی نہ نکالی۔ سلطان محمود نے ایاز کو بلایا اور اسے بھی یہی حکم دیا۔ ایاز نے فوراً تالاب میں چھلانگ لگا دی۔ انگوٹھی نکال کر لے آیا۔ مگر کپڑے بھیگ گئے۔ محمود نے کہا اے ایاز! ہم نے حکم دیا تھا کہ تالاب سے انگوٹھی نکال کر لے آؤ اور کپڑے بھیگنے نہ دینا۔ تم نے کپڑے کیوں بھیگنے دیئے۔ اب تجھے سزا ملے گی۔ ایاز نے کہا جناب میں نے آپ کا حکم مانا لیکن کپڑے بھیگ گئے یہ میری غلطی ہے۔ جو سزا تجویز کریں میں حاضر ہوں۔

حاضر ہوں خواہ قتل کرو خواہ بخش دو
میرے برے بھلے کا تمہیں اختیار ہے

وزراء نے کہا اے ایاز! تو یہ کیوں نہیں کہتا کپڑوں سمیت تالاب میں جا کر انگوٹھی نکالنا اور کپڑے بھی نہ بھیگنے دینا یہ ناممکن ہے۔ ایاز نے کہا غلام کا کام ہے آقا کا حکم ماننا، غلام کا کام اعتراض کرنا نہیں۔ میں نے حکم مانا ہے اب اگر اس حکم کو پورا نہیں کر سکا تو یہ میری خطا ہے۔ آقا کا کیا قصور ہے۔ محمود نے ایاز کو گلے لگا لیا اور وزراء سے کہا یہ ہے وہ کمال جو تمہارے اندر نہیں۔

Marfat.com

عقل والے تیری دنیا سے پریشان گئے      عشق والے تجھے ہر رنگ میں پہچان گئے

میرے پیر بھائیو! بیعت کا مطلب ہے بِک جانا، بیع ہو جانا، سر تسلیم خم کر دینا۔ پہلے وہ جان کا خود مالک تھا۔ لیکن جب بیعت کی تو اس کا مالک نہ رہا، جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اسے اپنا سب کچھ دے دیا۔ کیونکہ جب تک یار پر سب کچھ نچھاور نہ کیا جائے اس وقت تک کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جب کچھ نہ رہے تب کچھ بچتا ہے۔

اہلِ سلوک نے نسبت کی چار اقسام بتائی ہیں۔ نسبتِ انعکاسی، نسبتِ القائی، اصلاحی اور نسبتِ اتحادی۔

## نسبتِ انعکاسی

جب آدمی شیخ کامل کا مرید ہوتا ہے اس کی صحبت میں کچھ وقت گزارتا ہے۔ تو شیخ کے قلب کی کیفیات اس کے دل پر وارد ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ دنیا کی محبت پر اللہ کی محبت غالب آنے لگتی ہے۔ گناہ سے نفرت اور نیکی سے رغبت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ سب کچھ شیخ کے قلبِ منور کا انعکاس ہے۔ لیکن جب انسان اپنے شیخ سے دور ہوتا ہے تو یہ کیفیت ماند پڑ جاتی ہے۔ دنیاوی خیالات آنے لگتے ہیں۔

چند لمحوں میں وہ سب کچھ زائل ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی آدمی آگ کے پاس بیٹھے تو اسے گرمی محسوس ہو گی لیکن جب آگ کے قریب سے ہٹ جائے تو گرمی ختم ہو جائے گی، جس طرح کوئی عطر والے کے پاس بیٹھے تو خوشبو آئے گی دور ہوا تو نہیں آئے گی۔ جب تک وہ انسان شیخ کامل کے پاس رہا، شیخ کامل کے قلب کے نور کے انعکاس اس پر پڑتا رہا تو اس کی کیفیات پُر سرور تھیں لیکن اپنے شیخ سے دور ہٹتے ہی وہ نور و سرور جاتا رہا۔ اسے نسبتِ انعکاسی کہتے ہیں۔ اور یہ راہِ سلوک کے کمزور ترین نسبت ہے۔

Marfat.com

## نسبتِ القائی

انسان جتنا وقت اپنے شیخ کی خدمت میں گزارتا ہے شیخ کے انوار و برکات اُس کے دل پر جم جاتے ہیں۔ بلکہ اس کے دل کا حصہ بن جاتے ہیں۔اس کی مثال اس طرح ہے کہ کہیں آگ جل رہی ہو اور ایک آدمی اپنا چراغ لے کر وہاں سے روشن کرلے اور اس چراغ سے دور ہٹ جائے تو اب اس کے پاس بھی وہی آگ ہے، اسی طرح کا چراغ ہے، روشنی کا کام لے سکتا ہے۔اب شیخ کی نسبت اور اس کے قلب کا نور ختم نہیں ہوا بلکہ اس کے دل میں چمک اُٹھا ہے لیکن یہ نسبت بھی کمزور ہے۔ کیونکہ چراغ کا خیال رکھنا پڑتا ہے، اس کو تیز جھونکوں سے بچانا پڑتا ہے، اس میں تیل ڈالنا پڑتا ہے تب یہ روشنی دیتا ہے۔ یہ نسبتِ القائی ہے۔

## نسبتِ اصلاحی

جب مرید اپنے شیخ کامل کی خدمت میں متواتر رہا، بیعت کیا اور صحیح معنوں میں بیع ہو گیا۔ مشائخ فرماتے ہیں مرید اس وقت تک فیض یاب نہیں ہو سکتا جن تک کَالْمَیِّتِ بَیْنَ یَدَیِ الْغُسَّالِ۔ اپنے شیخ کے سامنے اس طرح ہو جیسے میت غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ یعنی اس پر جو چاہے بلا روک ٹوک کرے زجر و توبیخ کرے، سختی کرے، مجاہدے کروائے، ریاضت کی بھٹی میں پکتا چلا جائے حتّٰی کہ خالص کُندن بن جائے۔

اب وہ اپنے شیخ کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوا۔ اُس کا دل نورِ عرفان بن گیا۔ اب یہ اس کا نور نہ بجھتا ہے، نہ اس کو کوئی خطرہ ہے، نہ اس کو تیل کی ضرورت ہے، نہ جھونکوں کا ڈر ہے۔ اس کا دل یار کی معیت کے باعث، محبوب کی قربت کے باعث خود نور بن گیا ہے۔

Marfat.com

## نسبتِ اتحادی

صوفیاء اس نسبت کو کامل ترین نسبت کہتے ہیں۔اس کے اندر مرید اپنے شیخ کی ہستی میں فنا ہو جاتا ہے۔خود فانی ہو کر لا فانی بن جاتا ہے۔پیر و مرید کے مابین دوئی کا پردہ ختم ہو جاتا ہے۔جیسا حضرت خواجہ امیر خسرو نے فرمایا

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
ناقص نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اور جو کچھ اللہ رب العزت کی طرف سے اس کے شیخ کے دل پر وارد ہو رہا ہے اور جو فیوض و برکات اور انوار و تجلیات کی بارش شیخ کے دل پر ہو رہی ہے مرید کا دل مانندِ آئینہ بن گیا ہے اب ان تمام فیوض و برکات کا انعکاس براہِ راست مرید کے دل پر بھی وارد ہو رہا ہے۔

دوستو! مرید وہ ہے جس میں اپنے شیخ کا عکس نظر آئے ،لوگ اُسے دیکھیں تو اُس کا شیخ یاد آجائے۔ولی وہ ہے جس کو دیکھیں تو رب یاد آئے اور مرید وہ ہے جس کو دیکھیں تو پیر یاد آئے۔

سردار الاصفیاء حضرت سیّد سردار علی شاہ بخاری کیا خوب فرماتے ہیں۔

میں ہاں ابرو شیر ماہی بنی نین پیشانی قسم زبانی
گردن گوش تے زُلفاں بازو مژگاں مثل کمانی قسم ربانی
میں ہاں ماہی ماہی میں ہاں نہیں ایہہ بات حیرانی قسم ربانی
سردار علی بن شیر ن بیٹھا کر بُرقعہ یکسانی قسم ربانی

اور بھی کسی مردِ کامل نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جب ہر ہے تب ہم نہیں جب ہم ہیں ہر ناں

پریم گلی تنگ اتنی جو دو سماوے ناں

ہمارے شیخ نے اپنے عمل سے یہ درس دیا کہ کس طرح اپنے شیخ سے محبت اور عقیدت رکھی جائے۔ کس طرح پیر خانے کا احترام کیا جائے۔ میں حضور قبلہ عالم کے ساتھ آپ کے شیخ کے آستانہ پر کئی مرتبہ حاضر ہوا۔ مجھے نہیں یاد آپ نے کبھی اپنے شیخ کے آستانہ پر چارپائی پر بیٹھے ہوں۔ حضور اکثر ستائیس رمضان کی شب کو دھڑ شریف تشریف لے جاتے۔ کمزوری اور بیماری کے باوجود ساری رات نہ سوتے۔ مُرشد کریم کے قدموں میں بیٹھ کر نوافل پڑھتے۔ ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ لہٰذا میرے پیر بھائیو! جب یہاں آیا کرو۔ اپنے مقصد کو سامنے رکھا کرو۔ اپنی نسبت کو سامنے رکھا کرو اپنے مشن کو سامنے رکھا کرو۔ اپنی منزل کو سامنے رکھا کرو۔ جب دربارِ عالیہ میں آئیں تو وضو کر کے آئیں، سر ننگا نہ رکھیں، مجالس میں باوضو بیٹھیں، خدمت و ایثار کا سبق سیکھیں۔ آپ کے پیر خانہ میں انہیں چیزوں کا درس دیا جاتا ہے۔

ہمارا پیر صاحب وقت تھا۔ ہمارا پیر عشقِ رسالت پناہ کی ایک مثال تھا۔ اس علاقہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب تھا۔ اس نے جو ہمیں مشن دیا جس مقصد کے لیے یہ اجتماع کیا ہمیں اس مشن و مقصد پر نظر رکھنی چاہیے۔ ہماری لاج ہمارے شیخ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے نہیں ایک جہان کے پیر تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ آخرت کے دن ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ لہٰذا ہم نے قیامت کے دن بھی اپنے شیخ کے جھنڈے تلے جمع ہونا ہے۔ میرے شیخ فرماتے تھے کلمہ پڑھتے آیا کرو، کلمہ پڑھتے جایا کرو۔ جب دربار شریف میں داخل ہو تو کلمہ ہو، یہ ذکر ہی درویش کی نشانی ہے۔ اسی کلمے کا تمہارے شیخ کے ساتھ رشتہ ہے۔ میرے شیخ یہ بھی فرماتے تھے جو نماز نہیں پڑھتا خواہ وہ بچہ ہو یا جوان، عورت ہے

Marfat.com

یا مردوہ آئندہ عُرس مبارک نہ آئے۔ فرماتے تھے ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ شیخ کے آستانہ پر خادم بن کر آیا کرو۔ مخدوم بن کر نہ آیا کرو۔ یہاں لوگوں کی خدمت کرو اور خدمت میں ہی سب کچھ ملے گا۔ کیونکہ جو لذت یار کی نوکری اور چاکری میں ہے وہ لذت کسی اور چیز میں نہیں۔

دربار شریف پر پُرانے پیر بھائیوں جو کہ میرے جدِّ بزرگوار حضرت خواجہ اور حضرت اعلیٰ دہڑوی کے فیض یافتہ ہیں ان سے سبق حاصل کیا کرو اور پرانے درویشوں کو چاہیے کہ جب مجلس نہ ہو رہی ہو تو مختلف ٹولیوں میں بیٹھ کر اپنے نئے پیر بھائیوں کی تربیت کریں، ان کو وظائف سمجھائیں، ان کو اسباق واشغال کی تلقین کریں

میرے پیر بھائیو! تم میں سے ہر ایک دربار شریف کا نمائندہ ہے۔ جس علاقہ میں جاؤ دربار شریف کی نمائندگی کرو۔ اپنے کردار کو بلند تر کرو۔ اپنے اعمال کو صالح کرو۔ اپنی باتوں میں سچائی لاؤ تاکہ تمہارے عمل سے شیخ کی عزت بڑھے۔ لوگ تمہاری تعریف کریں تو تمہارے شیخ کی بھی تعریف کریں۔ اگر خدانخواستہ تم برے ہوئے تو تمہارے شیخ کی عزت پر بھی حرف آئے گا۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ کرم ہے اور اپنے شیخ کے بے حد وحساب احسانات ہیں جس نے ہمیں حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب جیسا پیر عطا کیا ہے۔ میرے شیخ فرماتے تھے میں تمہیں ایسا پیر دے کر جا رہا ہوں اس جیسا پیر تمہیں جہاں بھر میں نہیں ملے گا۔ فقیر کا سُخن بے ریا ہوتا ہے۔ واقعی اس جیسا پیر اس چودھویں صدی میں ملنا ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو ایسا پیر عطا کرے اور پھر ان لوگوں کے اندر اپنے پیر کی صفات نہ ہوں، پیر کے عشق کی چنگاری نہ ہو تو یہ بڑی بدقسمتی ہے۔ آپ سے میری گزارش ہے کہ ذکر وفکر کیا کریں، نوافل پڑھا کریں اور سلسلہ شریف، اسمِ اعظم، نفی اثبات، تصورِ شیخ، مراقبہ پر ضرور عمل کیا کریں۔

Marfat.com

میرے حضرت غریب نواز نے ہمیں تصوف اور سلوک کی ایسی تعلیم دی کہ کسی اور سلسلہ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ تصوف وسلوک کے پیچیدہ مسائل اس انداز میں سمجھائے کہ بچہ بچہ کو ازبر ہو گئے۔ آپ نے جو سلوک کی منازل بیان کیں آج تک میں نے کسی کتاب میں نہیں پڑھیں۔ حلانکہ میرے شوقِ مطالعہ سے آپ خوب واقف ہیں۔ حضور قبلہ عالم فرمایا کرتے تھے راہِ سلوک کی چار منازل ہیں۔

ا۔ منذرات۔ نفسی

۲۔ مبشرات۔ قلبی

۳۔ مکاشفات۔ روحی

۴۔ مشاہدات۔ سری

## ا۔ منذرات

اس کا تعلق نفس سے ہے۔ منذرات سے مراد نظارہ کرنا ہے۔ جب کوئی بندہ شیخ کامل کا مرید ہوتا ہے۔ ذکر واذکار کرتا ہے اور ذکر واذکار میں لذت پاتا ہے تو اس پر عجیب کیفیات ظاہر ہوتی ہیں۔ شُروع شُروع میں رات میں بڑے بھیانک خواب دیکھتا ہے۔ خونخوار جانور دیکھتا ہے اور کئی ایسی بلائیں دیکھتا ہے تو گھبرا کر یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جب میں مرید نہ تھا مجھے اس قسم کے خوب نہ آتے تھے۔ اب میں شیخ کامل کا مرید ہوا ہوں تو مجھے ڈراؤنے خواب آتے ہیں۔ وہ ذکرو اذکار اور وظائف چھوڑ دیتا ہے۔ حالانکہ یہ تمام نظارے اس کے اپنے نفس کے ہوتے ہیں۔ یہ بلائیں اس کے اندر پوشیدہ ہوتی ہیں۔ اسے اپنا نفس دکھائی دیتا ہے۔ اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ ذکر واذکار کے باعث ہے۔ لہٰذا نئے ہونے والے مرید میرے شیخ کی یہ بات اپنے دل میں بٹھالیں کہ اگر آپ کو ایسی صورت حال کا سامنا ہو تو یہ ذکر اذکار ہرگز نہ چھوڑیں۔ یہ تمہارے نفس امارہ کا نظارہ ہے۔

Marfat.com

## ۲۔ مبشرات

مبشرات کا تعلق قلب سے ہے۔اس سے مراد بشارتیں ہیں۔ جوں جوں درویش ذکر وفکر میں مشغول رہتا ہے۔اس کے دل میں شیخِ کامل کی محبت بڑھتی ہے۔منذرات جاتے رہتے ہیں۔اب سینہ روشن ہونے لگتا ہے۔دل کی میل دھلنے لگ جاتی ہے۔وہ بشارتیں دیکھتا ہے۔ نیک اور صالحین لوگوں کی زیارتیں کرتا ہے۔مقدس جگہوں پر خواب میں حاضری دیتا ہے۔اب اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔کئی ایسے خوش نصیب ہوتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کرتے ہیں۔لیکن کچھ ہمارے پیر بھائی اسی کو منزل سمجھتے ہوئے یہاں رک جاتے ہیں حالانکہ

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بو پر چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ جو رات کو دیکھتا ہے اس کی حقیقت دن کو پا لیتا ہے۔یہ خواب درویش کے لیے الہام خداوندی ہوتا ہے۔

## ۳۔ مکاشفات

مکاشفات کا تعلق روح سے ہے۔پہلی دو منازِل درویش کی بے اختیاری ہیں لیکن کشف درویش کا اپنا اختیار ہے۔جب مُرشدِ کامل کی محبت اور ذکر وفکر سے کا قلب منور ہو جاتا ہے۔تو اسے اپنے قلب میں دونوں جہان کی ہر چیز نظر آتی ہے۔جس وقت جو چیز دیکھنا چاہے آنکھیں بند کر کے اپنے قلب و روح میں جھانک کر دیکھ سکتا ہے۔کیونکہ زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ خود خالق کائنات بھی اس کے دل میں موجود ہے۔

Marfat.com

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی۔اب وہ یار کی معیت و حضوری سے براہِ راست اور لیکن بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔اصل بات تو اس سے بھی آگے ہے۔

## ۴۔مشاہدات

راہِ سلوک کی آخری منزل مشاہدات ہے اس کا تعلق سر یعنی راز سے ہے کس کا راز؟ فرمایا الانسان سری وانا سرّہ' انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں، اس سے پہلے جو درویش آنکھیں بند کر کے اپنے قلب میں جھانک کر دیکھتا تھا اب راہِ سلوک کی منزل طے کرتے کرتے اس مقام پر پہنچا ہے کہ وہ عالمِ کائنات کا تمام نظام اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے۔ جو ہونے والا ہے سب اس کے علم میں ہے۔لوحِ محفوظ تک اس کی نظر جاتی ہے۔

مشاہدات کی منزل تک پہنچنے والوں کو زبان بندی کا آرڈر مل جاتا ہے۔وہ سب کچھ دیکھ تو سکتے ہیں مگر بولنے کا حکم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا راز بن جاتے ہیں۔آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتے ہیں مگر راز ظاہر کرنے کا آرڈر نہیں۔ زبان پر تالا لگا ہوا ہے۔شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

ایں مدعیان در طلبش بے خبر آند کاں را کہ خبر شُد خبرش باز نیامند

(جو اس کی طلب کے مدعی ہوں وہ بے خبر نہیں ہوتے انہیں اس کی خبر ہوتی ہے لیکن اس کو ظاہر نہیں کرتے۔)

کوئی چیز بھی مردِ مومن کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں ہوتی۔

مسلم شریف کی حدیث ہے۔اِتَّقُوْ فِراسَۃ المئومِن فاِنّہ' ینظرُ بنورِ اللہِ عزّو جل مومن کی فراست سے ڈرتے رہو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اور جو اللہ کریم کے نور سے دیکھتا ہے وہ علی الاعلان فرماتا ہے۔

نَظَرتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمعاً

کَخَردَلَۃٍ عَلٰی حُکمِ اتِّصَال

(محبوبِ سبحانی شہباز لامکانی حضور سیّدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ میں نے خدا تعالیٰ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا تو وہ سب مل کر رائی کے دانے کے برابر تھے۔)

اللہ کریم اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے تصدق سے ہمیں حضور قبلہ عالم غریب نواز کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَینَا اِلَّا البَلٰغُ المُبِین

سب پیروں کے پیر محی الدین
بڑے روشن ضمیر محی الدین
جن کا ہمسر نہیں اولیا میں کوئی
بے مثل بے نظیر محی الدین

Marfat.com

# جُمعہ کا پہلا خُطبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ و آلہٖ اسلم عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعاً وَّ اَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِلْمُذْنِبِیْنَ شَفِیْعاً فَضَّلَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی کُلِّ مَنْ ھُوَمَحْبُوْبٌ وَّ مَرْضِیٌّ لَدَیْہِ صَلٰوۃً تَبْقٰی وَ تَدُوْمُ بِدَوَامِ الْمَلِکِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمُ وَاَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُاَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَیَآ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ رَحِمَنَاوَرَحِمَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اُوْصِیْکُمْ وَ نَفْسِیْ بِتَقْوَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِی السِّرِّ وَالْاِعْلَانِ فَاِنَّ التَّقْوٰی سَنَامُ ذُرَی الْاِیْمَانِ۔رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَاوَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ اِنَّہٗ تَعَالٰی مَلِکٌ کَرِیْمٌ جَوَادٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ الرَّحِیْمٌ۔

# دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ط وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ط وَنَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ نَشْھَدُاَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط فَضَّلَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ خُصُوصاً عَلٰی اَوَّلِھِمْ بِالتَّصْدِیْقِ وَ اَفْضَلِھِمْ بِالتَّحْقِیْقِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا عُمَرَابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ عَلٰی مُزَیِّنَ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا عُثْمَانِ ابْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ عَلٰی اَسَدِاللّٰہِ الْغَالِبِ اِمَامَ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی ابْنَیْہِ السَّعِیْدَیْنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ وَ عَلٰی اُمِّھِمَا سَیِّدَۃِ النِّسَاءِ فَاطِمَۃُ الزَّھْرَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ اُذْکُرُاللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ ط وَلَذِکْرُاللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ اَوْلٰی وَاَعَزُّ وَ اَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ

Marfat.com

# فہرست کتب

# آستانہ عالیہ منگانی شریف

## مطبوعات:

۱۔ مظہر الکرم (خطباتِ عالیہ حضور علامہ پیر محمد مظہر حسین صاحب قادری) مرتّب: لالہ محمد رفیق طاہر قادری

۲۔ ہدیۃ النبیؐ (عظمت بارگاہ رسالت کے متعلق وہ مضامین جو آئینہ کرم میں شائع ہوئے)

۳۔ بُستانِ کرم (خطبات حسنہ قبلہ پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب) مرتب: مولانا محمد اکرم قادری عارف والا

۴۔ نظرِ کرم (منظوم کلام) ریختۂ قلم مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

۵۔ دیوانِ قطبیہ (منظوم کلام حضور قُطب الاقطاب پیر محلوی) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

۶۔ لمحاتِ کرم (سوانح حیات حضور قبلہ عالم منگانوی) مرتب: حضور پیر محمد طاہر حسین

Marfat.com

قادری صاحب

۷۔ فیضانِ کرم (ملفوظاتِ عالیہ حضور قبلہ عالم منگانوی) مرتب: حضور پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

۸۔ ابرِ کرم (مکتوباتِ عالیہ حضور قبلہ عالم منگانوی) مرتب: حضور پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

۹۔ صحیفہء کرم: پاکٹ سائز (مجموعہ وظائف واد وار خاندان، قطبیہ، کرمیہ) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

۱۰۔ دست کرم (منظوم کلام ریختہء قلم مرتب: حضور پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

۱۱۔ متاعِ دید (سفرنامہ حجازِ مقدّس) مرتب: حضور پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

۱۲۔ تنویر الابرار مع اور ادِ قادریہ (افاداتِ عالیہ حضور قبلہ عالم منگانوی) مرتب: حضور پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری صاحب

۱۳۔ سفرِ حجاز (سفرنامہ حضور قبلہ عالم منگانوی) مرتب: ملک رب نواز قادری

۱۴۔ آئینہ کرم نمبرز:

(1) حضور قبلہ عالم منگانوی نمبر مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

(2) حضور قبلہ عالم سیمینار نمبر مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

(3) حدیثِ عشق نمبر (وہ مقالات جو آئینہ کرم میں شائع ہوئے) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

۱۵۔ وظائف قادریہ (پاکٹ سائز) آستانہ عالیہ منگانی شریف

۱۶۔ گلدستہء منگانوی (پاکٹ سائز) پیران منگانی شریف کا منتخب منظوم کلام

Marfat.com

# غیر مطبوعہ:

۱۷۔ مآثر شیر یزدانی (مکتوبات عالیہ حضرت سیدّ شیر محمد گیلانی فتح پوری) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

۱۸۔ مرآت الرحمٰن فی حقیقۃ الانسان : مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

۱۹۔ جمال حافظ (سوانح حیات حضرت خواجہ حافظ گل محمد قاری) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

۲۰۔ آیات کرم (منظوم کلام، خواجہ حافظ گل محمد قادری، حضور قبلہ عالم پیر محمد کرم حسین اور قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب

۲۱۔ افکار کرم (شرح منظوم کلام حضور قبلہ عالم منگانوی) مرتب مولانا شیر محمد صاحب قادری

۲۲۔ کاروان شوق (دوسرا سفرنامہ حجاز) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری

۲۳۔ جادۂ محبت (تیسرا سفرنامہ حجاز) مرتب: پیر محمد طاہر حسین قادری

۲۴۔ تذکرہ شاہ سردار (سوانح حیات حضورِ اقدس دھڑوی)

۲۵۔ مشکوٰۃ عشق (پنجابی سی حرفی قبلہ پیر محمد طاہر حسین قادری صاحب) مرتب: مولانا شیر محمد قادری

۲۶۔ مظہر الکرم جلد دوم (خطبات عالیہ قبلہ پیر محمد مظہر حسین قادری صاحب) مرتب: لالہ محمد رفیق طاہر قادری

۲۷۔احادیثِ نبویہ فی مردیاتِ غوثیہ (سرکارِ بغداد کی مطبوعہ کتب سے احادیث مع تخریج)

۲۸۔تحفۃ الرسولؐ (عقائد مسلک اہلسنت والجماعت)

۲۹۔حقوق العباد (قرآن وسنت کی روشنی میں)

۳۰۔بابِ علم نبیؐ فی مناقبِ علی (علوم مرتضویؓ کا بیان)

۳۱۔فقرِ سلطانی (تذکرہ حضرت سلطان ہاتھیوان مع نبیرگان)

۳۲۔لمعاتِ قطبیہ (تذکرہ حضرت قطب عالم پیر محلوی)

۳۳۔شیر یزدان (تذکرہ حضرت شیر یزدانی فتح پوری)

۳۴۔" کتاب قطب الہند " کا حقیقی جائزہ (ڈاکٹر غلام یحیٰی انجم کی اس تحقیق کہ سیدنا عبدالوہاب جیلانی کا مزار ناگور، انڈیا میں ہے کی نفی کی گئی ہے)

۳۵۔مشکوٰۃِ کرم (منظوم کلام حضرت خواجہ بلوآنوی، حضرت قبلہء عالم منگانوی ،حضرت مظہر الانوار منگانوی)

۳۶۔اہل اللہ کی بے نیازی اور استغناء

۳۷۔اہل دل کی دل آویز باتیں

۳۸۔ریاض الکرم (مکتوبات حضرات اخی صاحبان)

۳۹۔سبیلِ کرم (مقالات ومضامین)

۴۰۔رموز وکنوز (علمی ،ادبی اور متصوفانہ نکات)

۴۱۔نقشِ کرم (پنجابی کافیاں اور سی حرفیاں)

۴۲۔عکس کرم (شعری مجموعہ، حمد ونعت ومناقب)

Marfat.com

۴۳۔ گلدستۂ کرم (یارانِ طریقت کا منظوم ہدیۂ عقیدت)

۴۴۔ جواہرِ کرم (مکتوبات) تین جلدیں

۴۵۔ ذخائرِ کرم (ملتوظات) دو جلدیں

۴۶۔ بارانِ کرم (ملفوظات)

۴۷۔ آئرلینڈ میں کچھ روز (سفرنامہ)

۴۸۔ یادگارِ طور (علامہ طور نورانی کا غیر مطبوعہ کلام)

۴۹۔ سفینۂ غوثیہ (تذکرہ مشائخِ قادریہ قطبیہ)

۵۰۔ آس (اُردو غزلیات و رباعیات کا مجموعہ)

ذخیرۂ محمد اقبال مجددی لاہور

Marfat.com

# مطبوعاتِ قادریہ آرگنائزیشن

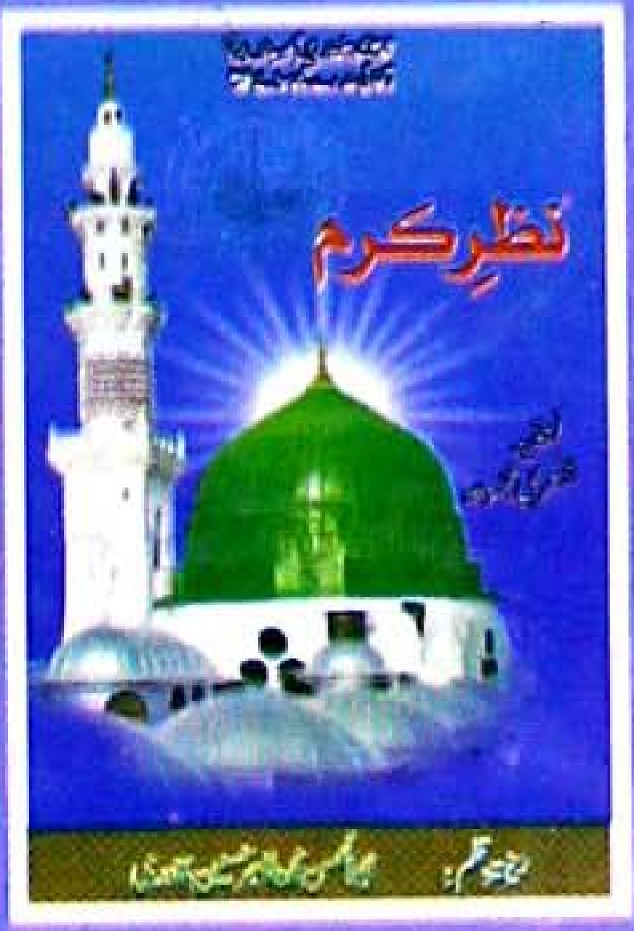

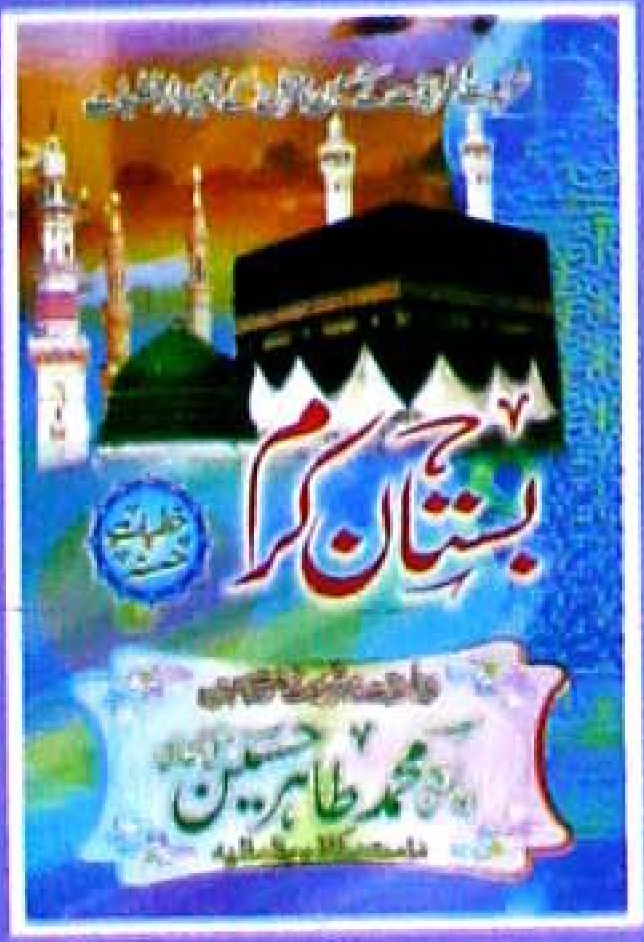

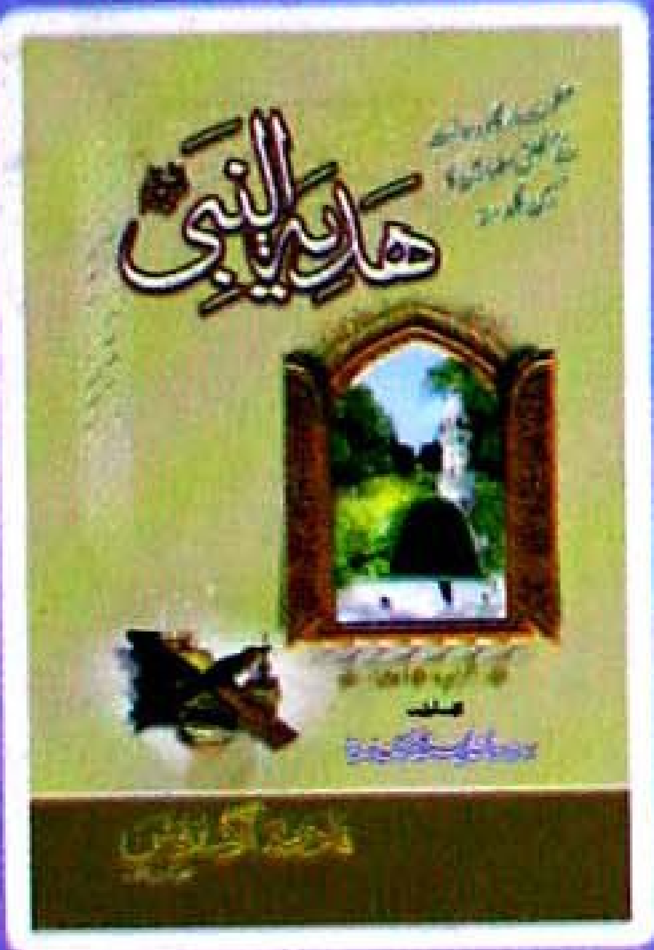

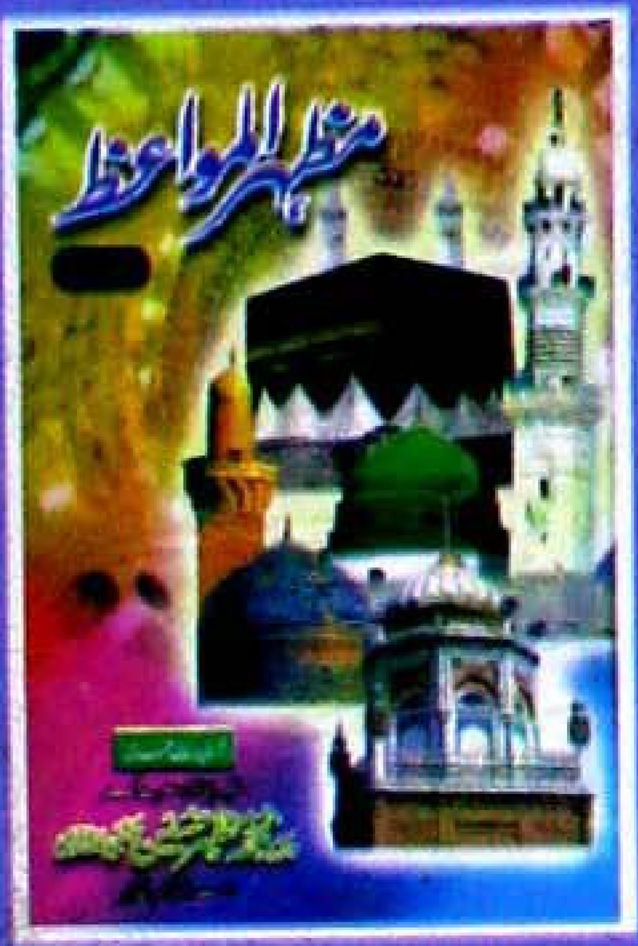

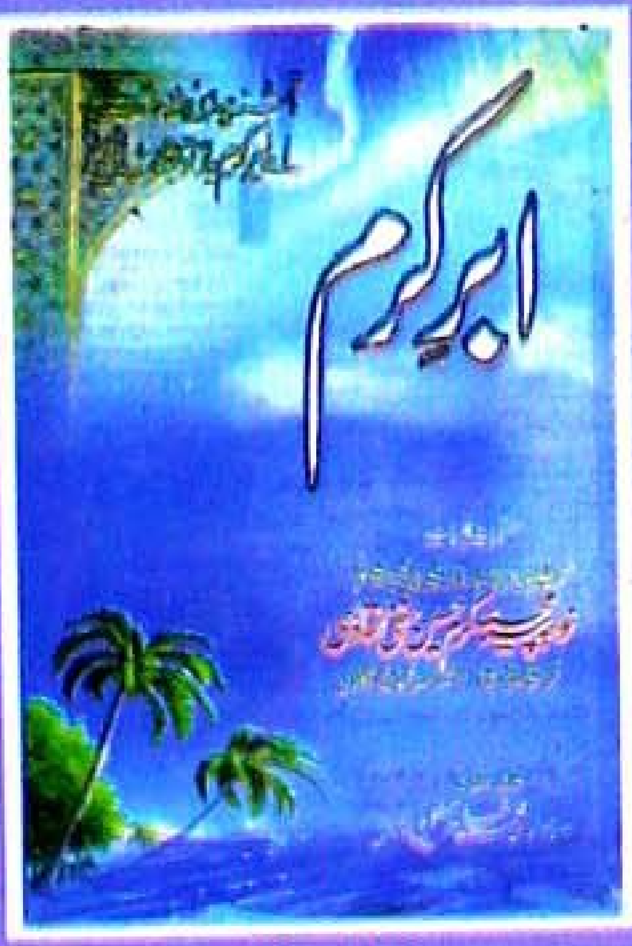

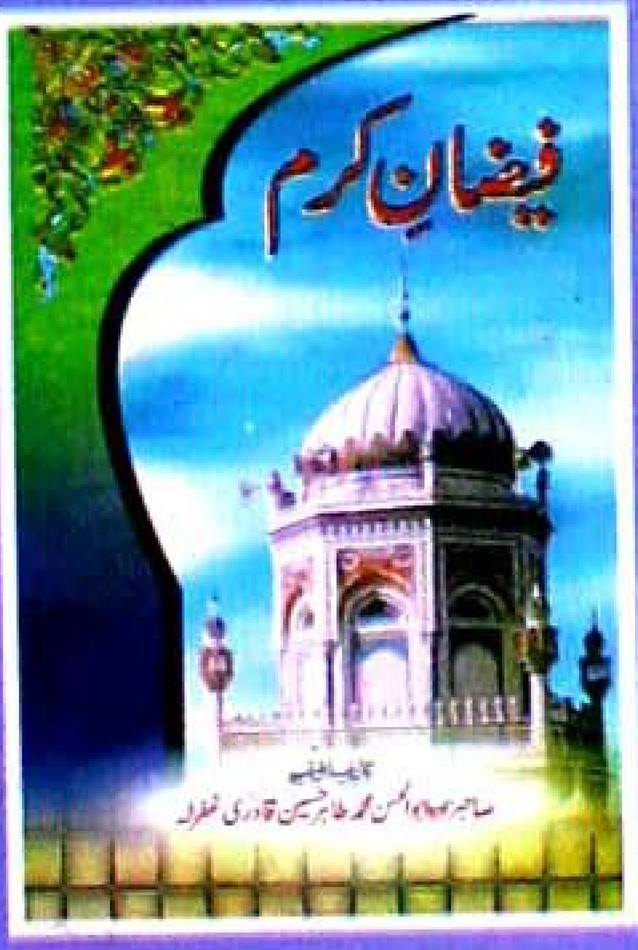

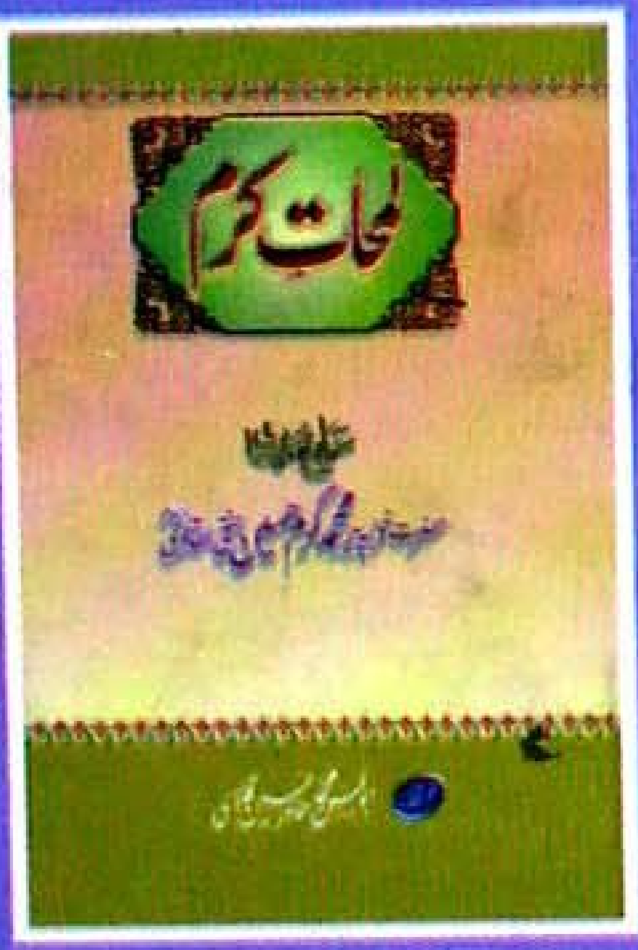

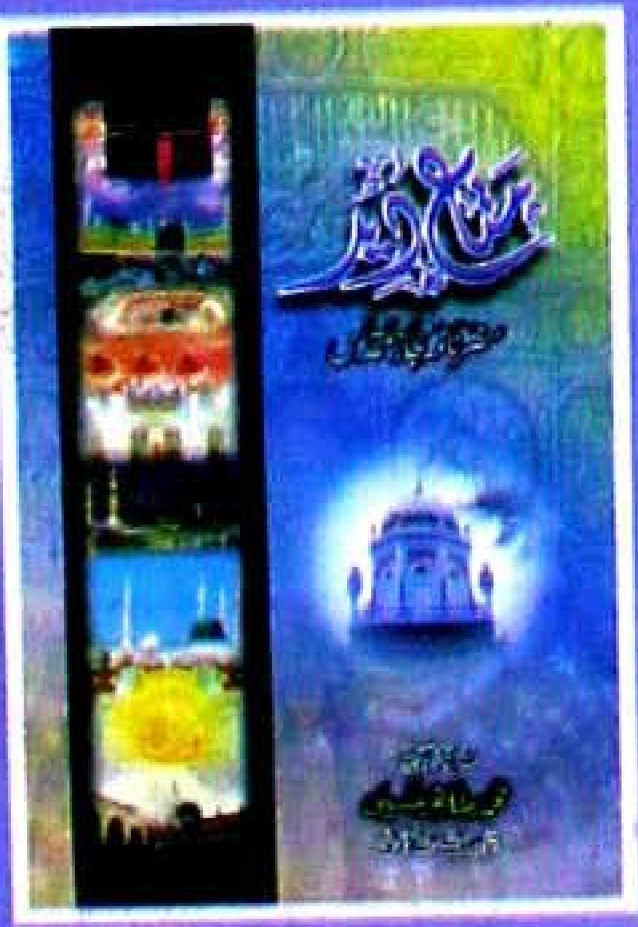
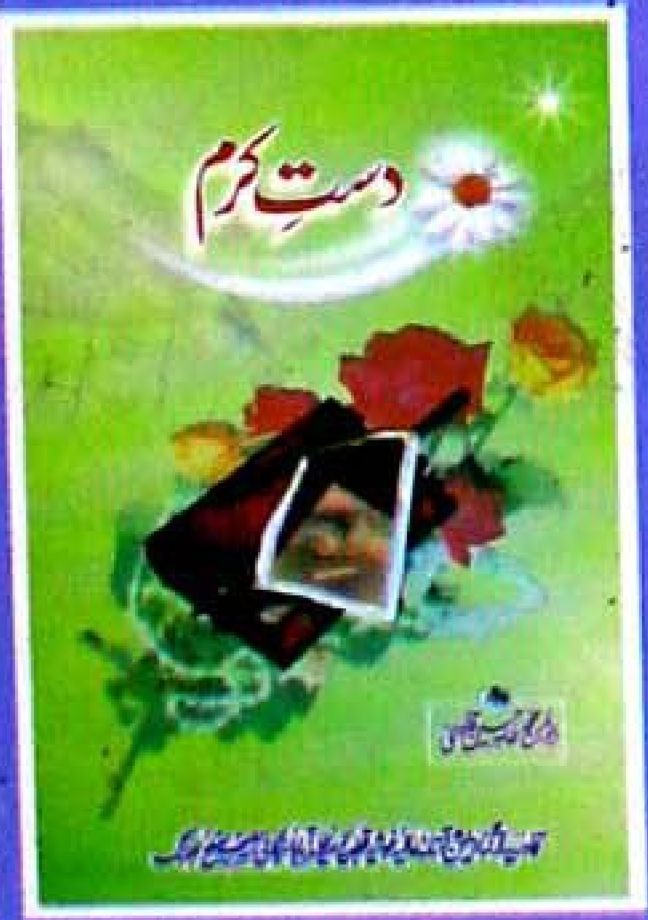

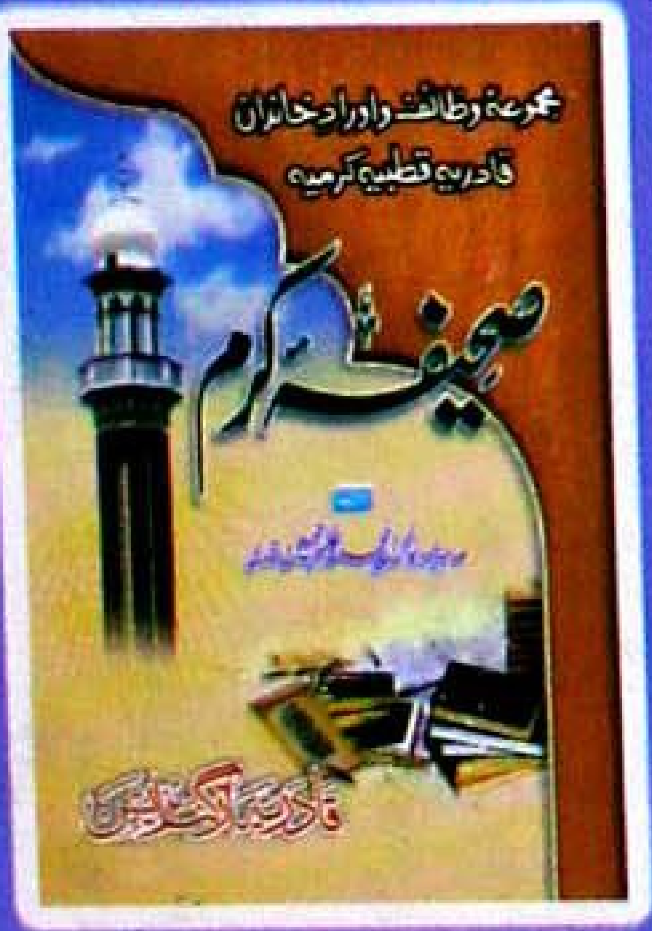


## روحانی پبلشرز

الظہور ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور

Marfat.com

ن والقلم وما یسطرون

# مظہر الکرم

## خطباتِ حسنہ

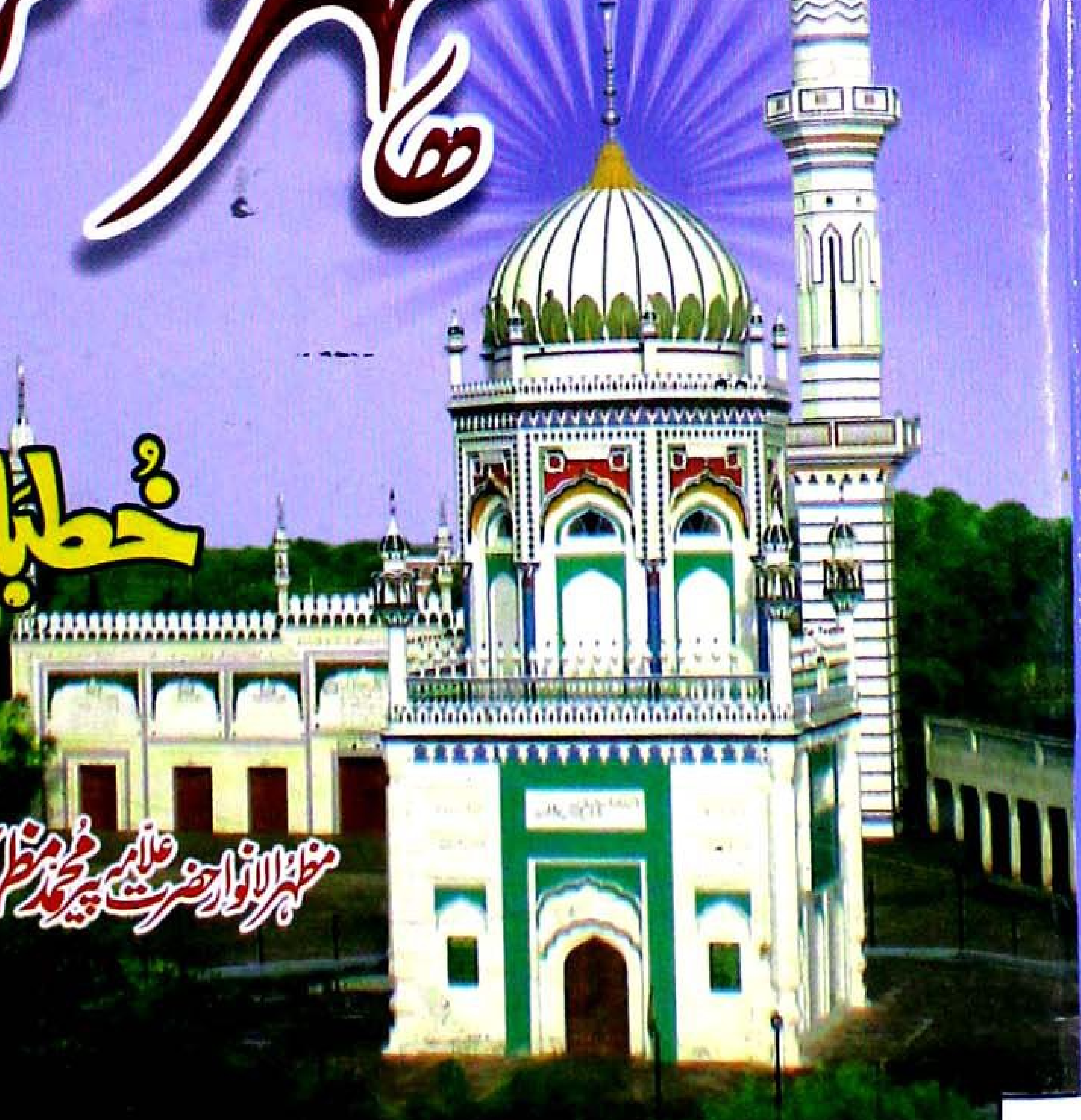

مظہر الانوار حضرت علامہ پیر محمد مظہر حسین صاحب حنفی القادری دامت برکاتہم العالیہ

منگانی شریف جھنگ

قادریہ آرگنائزیشن

Marfat.com